عمران سیریز
ڈبل ڈاج
مظہر کلیم ایم اے
ڈبل ڈاج
دوم
مظہر کلیم ایم اے
ارسلان پبلی کیشنز ملتان
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

عمران سیریز

ڈبل ڈاج

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں' بعض نام بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ---- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ---- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ----- شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 160/-

Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

چند باتیں

سلام مسنون۔ میرا نیا ناول ''ڈبل ڈاج'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ناول کی کہانی جس سسپنس اور تیز رفتار ایکشن کے ساتھ اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے اسے پڑھنے کے لئے آپ یقیناً بے چین ہوں گے لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنا ایک خط اور اس کا جواب ملاحظہ کر لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کم نہیں ہے۔

کراچی سے محمد عثمان اور ان کے ساتھی لکھتے ہیں کہ آپ کے ناول ہمیں بے حد پسند ہیں اور ہم آپ کے ناولوں کا بار بار مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ آپ واقعی ایسے رائٹر ہیں جن کا کوئی مدمقابل نہیں ہوسکتا ہے اور نہ ہی کوئی آپ جیسا لکھ سکتا ہے۔ کیا آپ واقعی مافوق الفطرت صلاحیتوں کے مالک ہیں جو آپ ہر موضوع پر انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کے ناول لکھتے ہیں اور آپ جیسا کوئی اور نہیں لکھ سکتا ہے۔ امید ہے جواب ضرور دیں گے۔

محترم محمد عثمان صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جن خیالات اور جذبات کا اظہار کیا ہے اس کے لئے میں آپ کا دل سے ممنون ہوں لیکن ایسی بات نہیں ہے کہ میں مافوق الفطرت صلاحیتوں کا مالک ہوں۔ میں بھی آپ کی طرح ایک عام سا انسان ہوں۔ البتہ قدرت نے میرے دماغ میں

خصوصی صلاحیتیں پیدا کر رکھی ہیں جن کی بدولت میں نصف صدی سے آپ کے لئے لکھ رہا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اور اس کا فضل و کرم ہے کہ میری محنت ہر بار رنگ لاتی ہے اور میں آپ کے لئے نئے اور منفرد موضوعات پر لکھتا ہوں اور آپ اسے پسند کرتے ہیں۔ آپ کی پسند ہی میری محنت کا صلہ ہوتی ہے جس کے لئے میں آپ کا اور ان تمام قارئین کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو میری ہر تحریر کو پڑھتے اور پسند کرتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی عمران نے آنکھیں کھولیں اور مچی مچی آنکھوں سے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ دروازے سے راہول اندر داخل ہو رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی عمران نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں۔ راہول کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا اندر آ گیا۔

منوہر نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر مسلسل فائرنگ کی تھی اور ان سب کے جسم گولیوں سے چھلنی کر دیئے تھے۔ وہ سب بدستور کرسیوں پر بندھے ہوئے تھے اور ان کے جسم خون سے نہائے ہوئے دکھائی دے رہے تھے جیسے واقعی گولیوں نے ان سب کے جسموں کو چھلنی کر دیا ہو۔ ان سب کو گولیاں مار کر منوہر اور ریتا باہر چلے گئے تھے۔ منوہر نے جاتے جاتے راہول سے کہا تھا کہ وہ ان سب کی لاشیں اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دے۔ راہول نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ منوہر نے اسے مشین گن واپس دی اور

راہول ان دونوں کو چھوڑنے کے لئے باہر چلا گیا تھا اور اب واپس آیا تھا۔

''وہ دونوں اپنے آفس میں چلے گئے ہیں۔ اب آپ آنکھیں کھول سکتے ہیں''...... راہول نے ان سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کی آواز سن کر ان سب نے آنکھیں کھول دیں۔ ان سب کے چہروں پر حیرت دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اپنے لباسوں پر سیاہ نشان اور خون دیکھ کر حیران ہو رہے تھے اور ان کی سب سے زیادہ حیرت اس راہول کے لئے تھی جو ان کے سامنے کھڑا بڑے فاخرانہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔

''تو مسٹر راہول تم نے آخر کار ہمیں گولیوں کا نشانہ بننے پر مجبور کر ہی دیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے راہول سے مخاطب ہو کر کہا تو راہول کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

''مجبوری تھی عمران صاحب۔ منوہر نے آپ کو بے حس و حرکت کرنے کے لئے جو انجکشن لگا رکھے تھے ان کا کوئی اینٹی موجود نہ تھا۔ اس انجکشن کا اثر چوبیس گھنٹوں تک رہتا ہے۔ اس حالت میں آپ کو نہ تو میں یہاں سے نکال سکتا تھا اور نہ آپ کی کوئی مدد کر سکتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ منوہر آپ کے چکروں اور عیاری میں آنے والا انسان نہیں ہے۔ وہ جب تک آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں نہیں مار دے گا اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا اس لئے میں نے اسے مطمئن کرنے اور

آپ سب کو بچانے کے لئے پلاننگ کی اور میری یہ پلاننگ کس حد تک کامیاب ثابت ہوئی ہیں یہ آپ کے سامنے ہے۔ ادھر منوہر اور مادام ریتا مطمئن ہیں کہ انہوں نے آپ سب کو گولیوں سے چھلنی کر دیا ہے اور ادھر میں نے آپ سب کو یقینی موت مرنے سے بھی بچا لیا ہے''...... راہول نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے آخر اور ہمارے جسموں پر یہ خون۔ منوہر نے ہم سب کو گولیاں ماری تھیں۔ گولیاں ہمارے جسموں پر پڑی تھیں اور ایک لمحے کے لئے ہمیں محسوس ہوا تھا جیسے ہم سب یقینی طور پر گولیوں سے چھلنی ہو گئے ہوں لیکن ان گولیوں سے نہ تو ہم زخمی ہوئے ہیں اور نہ ہلاک، صرف ہمارے لباسوں پر سیاہ دھبے اور خون موجود ہے۔ جب ہم زخمی ہی نہیں ہوئے تو یہ سیاہ نشان اور یہ خون کہاں سے آ گیا اور یہ راہول کون ہے۔ یہ تو تم سے ایسے باتیں کر رہا ہے جیسے یہ دشمن نہیں تمہارا دوست ہو''...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی سب بھی حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران اور راہول کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''میں ناٹران ہوں مس جولیا''...... راہول نے بدلی ہوئی آواز میں کہا تو اس کی بدلی ہوئی آواز سن کر وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔

''ناٹران۔ کیا۔ کیا مطلب۔ تم یہاں کیسے اور اس حلیئے میں''۔ صفدر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں واقعی ناٹران ہوں"...... ناٹران نے کہا اور پھر اس نے اپنی گردن پر چٹکی بھری اور دوسرے لمحے اس کی گردن سے ایک جھلی سی الگ ہوئی جسے ناٹران پورے چہرے سے اتارتا چلا گیا اور جب ساری جھلی اتر گئی تو اس جھلی کے پیچھے سے ناٹران کا اصل چہرہ ظاہر ہو گیا۔ اسے دیکھ کر ان کی حیرت اور زیادہ بڑھ گئی۔

"منوہر نے جب فائرنگ شروع کی تھی تو تم نے آئی کوڈ میں سب کو ایک ساتھ چیخنے اور مرنے کی اداکاری کرنے کا اشارہ کیا تھا جس پر سب نے ہی عمل کیا تھا اور فائرنگ ہوتے ہی سب بری طرح سے چیختے تھے اور پھر سب نے ہی گردنیں ڈھلکا دی تھیں جیسے سب گولیوں سے چھلنی ہو کر ہلاک ہو گئے ہوں۔ اس وقت تم نے ایسا اشارہ کیوں کیا تھا ہم میں سے کسی کی سمجھ میں نہ آیا تھا لیکن منوہر کی چلائی ہوئی گولیاں ہمارے جسموں پر ٹکرائی ضرور تھیں اور ہمارے جسموں پر سیاہ دھبوں کے ساتھ خون بھی ابھر آیا تھا لیکن ان گولیوں نے ہمارے جسموں میں سوراخ نہیں کئے تھے اس لئے ہم سمجھ گئے کہ ہم پر نقلی گولیاں چلائی جا رہی ہیں تب ہم نے تمہارے اشارے پر عمل کیا اور چیختے ہوئے بے حس و حرکت ہو گئے جیسے واقعی ان گولیوں سے ہم ہلاک ہو گئے ہوں لیکن ہم یہ واقعی نہیں سمجھ سکے تھے کہ ایسا کیوں ہوا ہے اور راہول کے روپ میں ناٹران ہے"...... صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"حالانکہ جب یہ تم سب کو ہوش میں لانے کے لئے انجکشن

لگانے کے لئے آیا تھا تو میں نے اسے فوراً پہچان لیا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کی آنکھوں میں آشنائی کی چمک دیکھ لی تھی عمران صاحب لیکن اچھا کیا جو آپ نے میرا نام نہیں لیا تھا کیونکہ ہماری آوازیں منوہر اور مادام ریتا سن رہے تھے۔ اگر انہیں مجھ پر معمولی سا بھی شک ہو جاتا تو مجھے اس مشین گن میں ریڈ بلٹس ڈالنے کا موقع نہ ملتا۔ ریڈ بلٹس میں سرخ رنگ بھرا ہوا تھا جو فائرنگ ہوتے ہی کسی بھی چیز سے ٹکرا کر بکھر جاتا ہے۔ منوہر نے جیسے ہی آپ پر گولیاں برسائیں وہ گولیاں آپ کے جسموں سے ٹکرا کر ٹوٹ گئیں اور ان میں موجود سرخ رنگ آپ کے جسموں پر پھیل گیا۔ سیاہ دھبے بارود کی وجہ سے ظاہر ہوئے ہیں جنہیں دور سے دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے گولیاں آپ کے جسموں کے اندر گھس گئی ہوں۔ منوہر اور مادام ریتا نے بھی یہ سب دیکھ کر اطمینان کر لیا تھا کہ آپ واقعی ہلاک ہو چکے ہیں"...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم یہاں پہنچ کیسے گئے اور تمہیں ریڈ بلٹس کہاں سے مل گئیں جو تم نے مشین گن میں اصل گولیوں کی جگہ لوڈ کر دی تھیں"...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ریڈ بلٹس عام طور پر نئے نشانہ بازوں کے لئے ہوتی ہیں جنہیں اصل گنوں میں ڈال کر فائر کیا جاتا ہے تا کہ نشانہ غلط ہونے

کی صورت میں کسی کو نقصان نہ پہنچ سکے۔ رہی بات میں یہاں کیسے
پہنچا تو اس کا جواب آسان ہے۔ میں نے آپ سب کو دارالحکومت
پہنچایا تھا تو عمران صاحب نے مجھے الگ رہنے کا کہا تھا۔ ان کا حکم
تھا کہ مجھے آپ سب سے دور رہ کر آپ کی نگرانی کرنی ہے۔ میں
نے عمران صاحب کے حکم کی تعمیل کی تھی اور اپنے چند ساتھیوں کے
ساتھ مسلسل آپ کی نگرانی کر رہا تھا پھر جب میں نے منوہر کے
گروپ کو رہائش گاہ کی طرف آتے اور رہائش گاہ کو گھیرتے دیکھا تو
میں الرٹ ہو گیا۔ میں اس گروپ کو ختم کر سکتا تھا لیکن میں نے
دیکھا کہ یہ گروپ آپ لوگوں کو ہلاک کرنے کی بجائے گیس
کیپسول سے بے ہوش کر رہے ہیں تو میں نے ان پر حملہ نہ کیا۔
انہوں نے آپ سب کو بے ہوش کیا اور پھر آپ سب کو بے ہوشی
کی حالت میں اٹھا کر لے گئے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ
ان کا تعاقب کیا۔ یہ لوگ آپ کو لے کر اپنے مخصوص ہیڈ کوارٹر پہنچ
گئے۔ اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں مجھے پہلے سے ہی تفصیلات
معلوم تھیں اس ہیڈ کوارٹر میں زیادہ افراد موجود نہیں تھے۔ منوہر اور
مادام رادھا بھی بہت کم اس ہیڈ کوارٹر میں آتے تھے۔ کیونکہ یہ ہیڈ
کوارٹر ابھی زیر تعمیر ہے اس لئے ٹاپ ریڈ گروپ ابھی اس ہیڈ
کوارٹر میں شفٹ نہیں ہوا ہے۔ اس ہیڈ کوارٹر میں ایک ہی مسلح
آدمی موجود تھا جس کا نام راہول تھا۔

منوہر اور مادام ریتا کے آدمیوں نے آپ کو یہاں پہنچایا اور پھر

آپ سب کو تہہ خانے میں باندھ دیا اور منوہر کے حکم پر آپ سب
کو بے حس و حرکت کرنے کے لئے انجکشن لگا دیئے۔ وہ جانتا تھا
کہ بے حس و حرکت کر دینے والا انجکشن چوبیس گھنٹوں تک کے
لئے کارگر رہتا ہے۔ چونکہ اس کا کوئی اینٹی نہیں ہے اس لئے آپ
میں سے کسی کے جسم میں حرکت پیدا ہونا ناممکن تھا۔ اس کے باوجود
منوہر کے حکم پر آپ سب کو کرسیوں پر رسیوں سے باندھ دیا گیا۔
چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے منوہر اور مادام ریتا نے دن کو آ کر
آپ سب کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ انہوں نے آپ سب کا
میک اپ تو صاف کرا دیا تھا لیکن وہ ہوش میں لا کر آپ سب سے
چند باتیں کرنا چاہتے تھے تاکہ یہ کنفرم کر سکیں کہ واقعی آپ عمران
اور اس کے ساتھی ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد وہ سب چلے گئے اور
یہاں سوائے راہول کے اور کوئی باقی نہ رہ گیا۔ ایسی صورت میں
راہول کو قابو میں کرنا بھلا ہمارے لئے کیا مسئلہ ہو سکتا تھا۔ میں
آپ سب کو رات کو ہی یہاں سے لے جانے کا سوچ رہا تھا کہ
منوہر اور مادام ریتا پھر سے واپس آ گئے۔ انہوں نے ارادہ کیا تھا
کہ جب تک وہ آپ کو صبح ہوش میں لا کر آپ سے باتیں کر کے
یہ کنفرم نہیں کر لیتے کہ آپ عمران اور ان کے ساتھی ہیں یا نہیں
اس وقت تک وہ ہیڈ کوارٹر میں ہی رہیں گے۔ انہیں فوراً واپس
آتے دیکھ کر میں نے ماسک میک اپ کر کے خود کو راہول بنا لیا
تھا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ میرا قد کاٹھ راہول جیسا تھا۔ بہرحال ان

دونوں کے آنے کے بعد میں خاموش ہو گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو ہیڈ کوارٹر کے گرد چھپا دیا تا کہ ضرورت کے وقت وہ میری مدد کر سکیں۔ منوہر اور مادام ریتا ساری رات آپ کے بارے میں باتیں کرتے رہے پھر انہوں نے مجھے بلا کر حکم دیا کہ میں آپ سب کو ہوش میں لانے والے انجکشن لگا دوں۔ وہ آپ سے چند باتیں کرنا چاہتے تھے اور پھر یہ کنفرم ہوتے ہی کہ آپ عمران اور ان کے ساتھی ہیں آپ کو گولیاں مار کر ہلاک کر دینا چاہتے تھے۔ میں نے یہاں آ کر آپ سب کو ہوش میں لانے کے انجکشن لگائے اور پھر باہر نکل گیا۔ میں نے رات کے وقت اس ٹھکانے کی تلاشی لی تھی۔ ایک کمرے میں ایک الماری میں دو مشین گنیں موجود تھیں اور ریڈ بلٹس بھی پڑی تھیں جو اس گروپ کے افراد یہاں ایک میدان میں جا کر نشانہ بازی کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ریڈ بلٹس کو دیکھ کر میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا میں نے فوراً دونوں مشین گنوں میں سے اصلی گولیاں نکال کر ان میں ریڈ بلٹس لوڈ کر دیں تا کہ اس گنوں میں سے جو بھی استعمال کی جائے اس سے اصل گولیوں کی بجائے ریڈ بلٹس نکلیں اور پھر میں منوہر اور مادام ریتا کے ساتھ اس کمرے میں آ گیا جہاں آپ سب موجود تھے اور پھر وہی سب ہوا جو میں سوچ رہا تھا۔ منوہر اور مادام ریتا نے آپ سے باتیں کیں اور انہیں یقین ہو گیا کہ آپ عمران اور یہ سب آپ کے ساتھی ہیں تو اس نے مجھ سے ہی مشین گن لی اور

آپ سب پر فائرنگ کر دی۔ میں نے احتیاطاً ان کے پیچھے رہ کر آپ سب کو اشارہ کر دیا کہ آپ چیخیں اور ایسے بن جائیں جیسے واقعی آپ گولیوں سے چھلنی ہو گئے ہوں“...... ناٹران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا ضرورت تھی یہ سب کرنے کی۔ تمہارے پاس مشین گن تھی تم خود منوہر اور مادام ریتا کو ہلاک کر دیتے“...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”مجھے خبر ملی تھی کہ جب اسپیس سنٹر شامار کے علاقے میں تعمیر کیا جا رہا تھا تو اس کی حفاظت کی ذمہ داری شاگل کو دی گئی تھی اور شاگل نے منوہر کو خصوصی طور پر اپنے گروپ کے ساتھ اسپیس سنٹر کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا۔ اس سے اسپیس سنٹر کے بارے میں مزید معلومات لی جا سکتی ہیں اس لئے میں نے اسے ہلاک نہیں کیا تھا اور یہ منوہر انتہائی حد تک تربیت یافتہ اور منجھا ہوا ایجنٹ ہے جس کی زبان کھلوانا میرے بس کی بات نہیں تھی۔ اس کی زبان عمران صاحب ہی کھلوا سکتے ہیں اس لئے اسے زندہ رکھنا ضروری تھا۔ اگر میں اسے قابو بھی کر لیتا تو یہ ایسا انسان ہے جو مجھے دھوکہ دے کر یا نقصان پہنچا کر نکل سکتا تھا۔ میں اسے ڈاج دینا چاہتا تھا تا کہ عمران صاحب کا جسم حرکت کے قابل ہو جائے اور اب چوبیس گھنٹے پورے ہونے والے ہیں۔ جلد ہی آپ سب کے جسموں میں حرکت آ جائے گی۔ اگر عمران صاحب حکم دیں تو میں ابھی جا کر

Downloaded From http://paksociety.com

ان دونوں کو ہلاک کر سکتا ہوں۔ وہ یہیں ہیں''...... ناٹران نے کہا۔

''نہیں۔ تم نے اچھا کیا ہے جو ابھی تک ان دونوں کو زندہ رکھا ہوا ہے اور منوہر واقعی خطرناک اور ذہین ترین انسان ہے۔ وہ آسانی سے قابو میں آنے والا بھی نہیں ہے۔ اگر اسے شک ہو جاتا کہ وہ ہم پر جس مشین گن سے گولیاں برسا رہا ہے اس میں نقلی گولیاں ہیں تو وہ یقیناً مشین گن میں اصل گولیاں ڈالتا اور ہمارے سروں کو ہی نشانہ بناتا''...... عمران نے کہا تو ناٹران کے چہرے پر چمک آ گئی۔

''لیکن ہمارے جسم تو ابھی تک بے حس ہیں۔ یہ کب ٹھیک ہوں گے۔ اس دوران اگر منوہر اور مادام ریتا یہاں آ گئے تو''...... صالحہ نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ منوہر اور مادام ریتا پوری طرح سے مطمئن ہیں کہ آپ ہلاک ہو چکے ہیں اور منوہر نے مجھے آپ سب کی لاشیں برقی بھٹی میں جلانے کا حکم دیا ہے۔ اب وہ یہی سمجھ رہا ہو گا کہ میں نے آپ سب کو برقی بھٹی میں جلا کر راکھ بنا دیا ہے اس لئے وہ اس طرف نہیں آئے گا اور اگر آیا تو اس بار میں نے مشین گن میں ریڈ بلٹس نہیں بلکہ اصل گولیاں لوڈ کر لی ہیں''۔ ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہاں اگر پانی موجود ہے تو لا کر ہمارے جسموں پر ڈال دو۔ اس سے ہمیں لگائے گئے انجکشنوں کا اثر تیزی سے ختم ہو جائے گا

اور ہمارے جسم جلد حرکت میں آ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں لاتا ہوں پانی''...... ناٹران نے کہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کی ایک بالٹی تھی اس نے عمران کے کہنے پر پانی اس کے سر پر ڈالنا شروع کر دیا۔ عمران کے سر پر اور لباس پر پانی پڑا تو اس کے لباس پر لگے ہوئے سرخ اور سیاہ نشان مٹتے چلے گئے۔ ناٹران نے بالٹی کا بچا ہوا پانی باقی سب پر بھی ڈالا اور پھر اس نے بالٹی ایک طرف رکھ دی۔ تھوڑی دیر بعد اچانک عمران کو اپنے جسم میں حرکت کا احساس ہونا شروع ہوا تو اس کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''میرے جسم میں حرکت پیدا ہو رہی ہے۔ جب تک میں مکمل طور پر ٹھیک ہوتا ہوں تم میرے جسم سے رسیاں ہٹا دو''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ رسیاں کاٹنا میں بھول گیا تھا''...... ناٹران نے کہا۔

اس نے مشین گن اپنے کاندھے سے لٹکائی اور پھر اس نے جیب سے تیز دھار خنجر نکالا اور سب سے پہلے عمران کے پاس آ کر اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کاٹنے لگا۔ عمران کی رسیاں کاٹ کر وہ صفدر کی طرف بڑھا اور اس کی رسیاں کاٹنا شروع ہو گیا۔ اس نے ایک ایک کر کے ان سب کی رسیاں کاٹ دیں۔ تھوڑی دیر بعد عمران کو اپنے جسم میں مکمل حرکت کا احساس ہوا تو وہ یکلخت

اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تم سب کے جسم جیسے ہی حرکت میں آئیں واش رومز میں جا کر اپنے لباس صاف کر لینا۔ تب تک میں اور ناٹران جا کر اس منوہر اور مادام ریتا کو دیکھ لیتے ہیں۔ آؤ ناٹران"...... عمران نے پہلے ان سب سے اور پھر ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا تو ناٹران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے جیب سے ایک مشین پسٹل نکال کر عمران کو دے دیا اور پھر وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

"کہاں ہیں وہ دونوں"...... عمران نے باہر راہداری میں آ کر ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آئیں میرے ساتھ"...... ناٹران نے کہا اور پھر وہ عمران کو لے کر ایک راہداری میں آیا اور پھر وہ اس راہداری کے سرے پر موجود ایک کمرے کے دروازے پر آ کر رک گیا۔

"یہ ہے ان کا آفس اور دونوں اندر ہی موجود ہیں"...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے کچھ سوچا پھر اس نے یکلخت دروازے پر لات ماری تو دروازہ ایک زور دار دھماکے سے کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی عمران اور اس کے بعد ناٹران اچھل کر کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے بیٹھے ہوئے منوہر اور مادام ریتا جو دروازے پر دھماکے کی آواز سن کر چونکے تھے عمران پر نظریں پڑتے ہی ساکت ہوتے چلے گئے اور

ان کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔ عمران کو دیکھ کر ان کے رنگ اس قدر زرد ہو گئے تھے جیسے ان کے جسموں میں موجود خون کا ایک ایک قطرہ خشک ہو گیا ہو۔

"تم۔ تم۔ بدروح ہو۔ زندہ ہو۔ تم۔ تم۔ نہیں نہیں۔ تم زندہ نہیں ہو سکتے"...... مادام ریتا نے خوف کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں اس قدر پھیلی ہوئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔ منوہر کی حالت بھی مادام ریتا سے مختلف نہ تھی۔ وہ بھی عمران کی جانب پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا جیسے عمران کو زندہ دیکھ کر اس کا دماغ ماؤف ہو گیا ہو۔

"میں بدروح نہیں ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم بدروح نہیں ہو تو پھر تم زندہ کیسے ہو۔ میں نے تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماری تھیں اور سب سے زیادہ میں نے تمہیں ہی گولیاں ماری تھیں۔ تمہارا جسم گولیوں سے چھلنی ہو گیا تھا۔ نہیں نہیں۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ریتا سچ کہہ رہی ہے۔ تم بدروح ہو۔ بدروح"...... منوہر نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

ناٹران عمران کے اشارے پر ان دونوں کے عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس نے مشین گن کا رخ ان دونوں کی طرف کر دیا تھا۔ وہ ان دونوں کے عقب سے غیر محسوس انداز میں ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دونوں کی توجہ عمران پر مبذول تھی اس لئے انہیں ناٹران کے اپنے قریب پہنچنے کا احساس تک نہ ہوا تھا اور پھر جیسے

ہی انہیں احساس ہوا اسی لمحے ان کے سروں پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ ناٹران نے ان کے قریب آتے ہی نہایت ماہرانہ انداز میں ان کے سروں پر مشین گن کا دستہ مار دیا تھا۔ مادام ریتا تو ایک ہی ضرب سے الٹ کر گر گئی تھی جبکہ منوہر مشین گن کے دستے کی ضرب کھا کر دوہرا ہو گیا۔ ناٹران نے اس کے سر پر ایک اور ضرب لگائی تو وہ اچھل کر گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔

''گڈ شو۔ انہیں چیک کرو کہیں یہ مکر نہ کر رہے ہوں''...... عمران نے کہا تو ناٹران اثبات میں سر ہلا کر جھکا اور ان کی نبض چیک کرنے لگا۔

''دونوں بے ہوش ہیں اور ایک گھنٹے تک ان کے ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہیں ہے''...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ انہیں رسیوں سے باندھ دو تب تک میں یہاں کی تلاشی لے لیتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میں نے پہلے ہی ہر جگہ تلاشی لے لی ہے عمران صاحب۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ یہ ان کا نیا ہیڈ کوارٹر ہے جہاں ابھی ان کی شفٹنگ نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے یہاں ابھی ایسی کوئی خاص چیز نہیں آئی ہے جو ہمارے کسی کام آ سکتی ہو''...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کے باقی ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں اور مشین پسٹل دکھائی دے رہے تھے۔

''ہم نے ساری عمارت چیک کر لی ہے۔ ناٹران ٹھیک کہہ رہا تھا۔ یہاں کوئی نہیں ہے۔ البتہ ایک کمرے میں ہمیں یہ اسلحہ ملا ہے جو ہم اٹھا لائے ہیں''...... جولیا نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ صفدر، تنویر۔ تم ان دونوں کو اٹھا کر اسی کمرے میں لے جاؤ جہاں انہوں نے ہمیں باندھ رکھا تھا۔ انہیں کرسیوں پر جکڑ دینا۔ میں آ کر خود ان سے پوچھ گچھ کروں گا''...... عمران نے صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ ان دونوں کو اٹھا کر وہاں سے نکل گئے۔

''اگر یہ ان کا نیا ہیڈ کوارٹر ہے تو پھر ان کا سابقہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... جولیا نے ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ شہر کی دوسری سمت میں اور یہاں سے کافی دور ہے۔ شاگل کا ٹاپ ریڈ گروپ چونکہ بے حد فعال اور طاقتور ہے اس لئے شاگل نے اسے اپنے ساتھ دارالحکومت میں رکھنے کا پروگرام بنایا تھا اسی لئے اس کا ہیڈ کوارٹر یہاں شفٹ کیا جا رہا ہے''۔ ناٹران نے جواب دیا۔

''اس ہیڈ کوارٹر کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر ناٹران نے ہمیں یہ نہ بتایا ہوتا کہ منوہر اسپیس سنٹر کے بارے میں جانتا ہے تو میں نے اب تک اسے گولیوں سے چھلنی کر دینا تھا جیسے اس نے ہمیں گولیوں سے چھلنی کرنے کی کوشش کی تھی''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ سب اس کمرے میں

پہنچ گئے جہاں ان سب کو باندھا گیا تھا اور منوہر نے ان پر گولیاں برسائی تھیں۔ تنویر اور صفدر، منوہر اور مادام ریتا کو کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے جکڑ چکے تھے۔

"صفدر تم منوہر کو اور صالحہ تم مادام ریتا کو ہوش میں لاؤ"...... عمران نے کہا تو وہ دونوں اثبات میں سر ہلا کر ان دونوں کے عقب میں آ گئے اور انہوں نے ان کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ دیئے۔ تھوڑی ہی دیر میں ان دونوں کے جسموں میں حرکت پیدا ہوئی تو صفدر اور صالحہ نے ان کے منہ اور ناک سے ہاتھ ہٹا لئے۔ پھر تھوڑے تھوڑے وقفے بعد ان دونوں کو ہوش آ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ کک۔ کیا مطلب۔ تت تت تم زندہ ہو۔ یہ۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... ان دونوں نے ہوش میں آتے ہی عمران ور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ریڈ بلٹس سے تو ہم نے آج تک کسی کو ہلاک ہوتے نہیں دیکھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دونوں چونک پڑے۔

"ریڈ بلٹس۔ کیا۔ کیا مطلب"...... منوہر نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا تو عمران نے انہیں ساری بات بتا دی تو وہ غصیلی نظروں سے ناٹران کی طرف دیکھنے لگے۔

"تو یہ ساری کارستانی اس کی تھی"...... منوہر نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا تو ہمیں خیال ہی نہیں آیا تھا۔ اوہ۔ اسی لئے تم اس قدر مطمئن تھے اور موت سے خوفزدہ دکھائی نہیں دے رہے تھے"...... مادام ریتا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کاش کہ مجھے تھوڑا سا بھی شک ہو گیا ہوتا کہ راہول کے روپ میں تمہارا آدمی ہے اور اس نے مشین گن سے گولیاں بدل دی ہیں تو میں مشین پسٹل سے سب سے پہلے اسے گولیاں مارتا اور پھر اسی مشین پسٹل سے تم سب کے سروں کا نشانہ لیتا"...... منوہر نے غصے اور تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم سے دوسری غلطی یہ ہوئی کہ ہم تمہیں نئے تعمیر ہونے والے ہیڈ کوارٹر میں لے آئے جہاں سیکورٹی موجود نہیں ہے۔ اگر ہم تمہیں مین ہیڈ کوارٹر میں لے جاتے تو اس وقت صورتحال یہ نہ ہوتی جواب ہے"...... مادام ریتا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے ہماری خوش قسمتی اور تم جیسے دشمنوں کی بدقسمتی ہی کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تم کیا چاہتے ہو عمران"...... منوہر نے عمران کی طرف گھورتے ہوئے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"صرف ایک سوال کا جواب"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کون سا سوال"...... منوہر نے پوچھا۔

''اسپائی سیٹلائٹ کو کنٹرول کرنے والا اسپیس سنٹر شامار کے کس حصے میں موجود ہے''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر منوہر اور مادام ریتا بری طرح سے چونک پڑے۔

''اسپیس سنٹر۔ اوہ اوہ۔ تو چیف کا خیال درست تھا کہ تم میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کی بجائے اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے کا مشن لے کر آئے ہو''...... منوہر نے کہا۔

''بے فکر رہو۔ میزائل اسٹیشن بھی تباہ ہو گا۔ اسے تباہ کرنے کے لئے ہماری دوسری ٹیم روانہ ہو چکی ہے۔ وہ میزائل اسٹیشن تباہ کریں گے اور ہم نے اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے کا پروگرام بنایا ہے تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری''...... عمران نے کہا۔

''تم اس اسپیس سنٹر تک کبھی نہیں پہنچ سکتے عمران۔ اس اسپیس سنٹر کو انتہائی خفیہ بنایا گیا ہے اور اس کی حفاظت کے جو سائنسی انتظامات کئے گئے ہیں وہ اس قدر خوفناک ہیں جن کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اسپیس سنٹر کی طرف رینگ کر جانے والے ایک ایک حشرات الارض کو بھی چیک کیا جاتا ہے اور اسپیس سنٹر کی حفاظت کے لئے جگہ جگہ ریز گنیں لگائی گئی ہیں جو ان رینگنے والے حشرات الارض کو بھی نشانہ بنا سکتی ہیں۔ اگر تم نے یا تمہارے کسی ساتھی نے اس طرف جانے کی کوشش کی تو تم ایک لمحے میں خفیہ مقامات پر چھپی ہوئی ریز گنوں کا شکار بن جاؤ گے''۔ منوہر نے کہا۔

''یہ سب ہم بعد میں دیکھ لیں گے۔ تم صرف ہمیں اسپیس سنٹر کی لوکیشن بتا دو۔ اس اسپیس سنٹر تک ہمیں کیسے پہنچنا ہے اور اسے کیسے تباہ کرنا ہے یہ سب ہم خود کر لیں گے۔ اس سلسلے میں ہم تم سے کوئی مدد نہیں لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''سوری۔ میں ملک سے غداری نہیں کر سکتا۔ تم چاہے مجھے گولی مار دو لیکن میں تمہیں اسپیس سنٹر کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا''...... منوہر نے سخت اور انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''اسے میرے حوالے کر دو عمران پھر دیکھو یہ کیسے زبان کھولتا ہے۔ میں اس کا ایک ایک ریشہ الگ کر کے اس سے سب کچھ اگلوا لوں گا''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''تم چاہے میرے ٹکڑے کر دو لیکن میں پھر بھی تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا''...... منوہر نے اسی انداز میں کہا۔

''تو پھر انہیں ختم کر دو۔ کیوں وقت ضائع کر رہے ہو''۔ جولیا نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''تم بتاؤ مادام ریتا۔ تمہیں اسپیس سنٹر کا علم ہے یا نہیں''۔ عمران نے تنویر اور جولیا کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں جانتی''...... مادام ریتا نے کہا۔

''جولیا اگر مادام ریتا کو علم نہیں ہے تو پھر اسے زندہ رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو جولیا نے تیزی سے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل مادام ریتا کی

طرف کر دیا۔ یہ دیکھ کر مادام ریتا کا رنگ زرد ہو گیا۔

”مم مم۔ میں سچ کہہ رہی ہوں میں واقعی اسپیس سنٹر کے بارے میں کچھ نہیں جانتی اور نہ کبھی وہاں گئی ہوں“...... مادام ریتا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”تو پھر تم چھٹی کرو“...... جولیا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ کمرہ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ مادام ریتا کے حلق سے نکلنے والی تیز چیخوں سے گونج اٹھا اور مادام ریتا کا جسم گولیوں سے چھلنی ہوتا چلا گیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا۔ تم نے ریتا کو کیوں مار دیا“۔ مادام ریتا کو گولیوں سے چھلنی ہوتا دیکھ کر منوہر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

”اس کی موت کی کیوں فکر کر رہے ہو منوہر۔ تم بھی مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم نے ابھی تو کہا تھا کہ ہم تمہیں گولی مار دیں یا تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں تب بھی تم زبان نہیں کھولو گے“۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور سرد مہری تھی۔

”نن نن۔ نہیں۔ نہیں۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ فار گاڈ سیک مجھ پر رحم کرو“...... عمران کا سرد لہجہ سن کر منوہر نے ہکلاتے ہوئے چیخ کر کہا۔

”زندہ رہنے کے لئے تمہیں اسپیس سنٹر کے بارے میں بتانا ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”مم مم۔ میں بتا دیتا ہوں۔ میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم وہاں تک کسی صورت میں بھی نہیں پہنچ سکو گے۔ وہاں کے حفاظتی انتظامات انتہائی سخت ہیں۔ وہاں جاتے ہی تم سب موت کا شکار بن جاؤ گے“...... منوہر نے یکلخت تیز لہجے میں کہا۔

”تو شروع ہو جاؤ“...... عمران نے کہا۔

”نن نن۔ نہیں۔ پہلے وعدہ کرو کہ تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے۔ مجھے ہلاک نہیں کرو گے“...... منوہر نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے میں وعدہ کرتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”اسپیس سنٹر شامار پہاڑیوں کی سب سے بڑی اور اونچی پہاڑی شامار کے اندر بنایا گیا ہے۔ یہ ایک نقلی پہاڑی ہے جو خصوصی طور پر اصل پہاڑی جیسی بنائی گئی ہے اور اس علاقے کو اسی پہاڑی کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ پہاڑی اس علاقے کے عین وسط میں ہے اور اس کے چاروں طرف پہاڑیاں ہیں اور وہاں گہری کھائیوں کے ساتھ میدانی علاقوں میں دلدلیں بھی موجود ہیں“۔ منوہر نے کہا اور پھر وہ انہیں شامار پہاڑی اور حفاظتی انتظامات کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔

”گڈ شو۔ اس اسپیس سنٹر کی حفاظت کس کے ذمہ ہے۔ میرا مطلب ہے کہ وہاں کون سی ایجنسی کام کر رہی ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”وہاں۔ ملٹری انٹیلی جنس کا ہولڈ ہے جو اسپیس سنٹر کے اندر اور

پہاڑیوں پر بھی ہر طرف موجود ہے اس کے ساتھ ساتھ چیف شاگل نے کافرستان سیکرٹ سروس کے ہارڈ سیکشن جس کی انچارج مادام شوبھا ہے کو بھی وہاں بھیج دیا ہے۔ مادام شوبھا نے ان پہاڑیوں کی طرف جانے والے ہر راستے کی پکٹنگ کر رکھی ہے اور وہاں ایسے انتظامات کئے ہیں کہ کوئی اجنبی ان پہاڑی علاقوں کا رخ نہ کر سکے''۔ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم یہ کنفرم کر سکتے ہو کہ یہ وہی اسپیس سنٹر ہے جہاں سے اس سیٹلائٹ کو کنٹرول کیا جا رہا ہے جس کے ذریعے پاکیشیا کی تنصیبات کو سرچ کرنے کے ساتھ ساتھ ٹارگٹ بھی کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اسی شامار اسپیس سنٹر سے ہی اسپائی سیٹلائٹ کو کنٹرول اور کسی مقام کو ٹارگٹ کیا جاتا ہے''...... منوہر نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

''کیا تم کبھی اسپیس سنٹر کے اندر گئے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے خصوصی طور پر تعمیر کے وقت اسپیس سنٹر کے اندر کا ہی کنٹرول سنبھال رکھا تھا اور ساری مشینری اور کمپیوٹرائزڈ سسٹم اپنی نگرانی میں ہی وہاں ایڈجسٹ کرائے تھے''...... منوہر نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ اب تم مجھے اس اسپیس سنٹر کے اندر کا نقشہ بتاؤ۔ یاد

رہے تم نے ایک ایک حصے کی تفصیل بتانی ہے۔ اگر تم نے کوئی بھی بات چھپانے کی کوشش کی تو میں اپنا وعدہ بھول جاؤں گا''۔ عمران نے کہا تو منوہر اسے تفصیل بتانے لگا۔

''کیا ہمیں ہلاک کرنے کے بعد تمہاری شاگل سے بات ہوئی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں ہوئی تھی''...... منوہر نے کہا۔

''کیا بتایا تھا تم نے اسے اور اس نے جواب میں کیا کہا تھا تم سے''...... عمران نے پوچھا تو منوہر نے اسے شاگل سے ہونے والی بات چیت سے آگاہ کر دیا۔

''تو ابھی شاگل کو اس بات کا یقین نہیں آیا ہے کہ ہم ہلاک ہو چکے ہیں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''تنویر۔ اس کا منہ بند کرو''...... عمران نے کہا تو تنویر نے تیزی سے آگے بڑھ کر منوہر کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''منوہر بول رہا ہوں''...... عمران نے منوہر کی آواز میں کہا۔

''چیف شاگل بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے شاگل کی سرد آواز سنائی دی تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''سنو۔ تم نے اور ریتا نے اس بات کو ابھی ظاہر نہیں ہونے

دینا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اپنے
گروپ کے دوسرے افراد کو بھی منع کر دو کہ وہ بھی یہ بات کسی کو نہ
بتا سکیں کیونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی گمشدگی سے یقیناً پاکیشیا
میں ہلچل مچ جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی
دوسری کوئی ٹیم ان کی تلاش میں یہاں آ جائے۔ اگر ایسا ہوا اور
انہیں اس بات کا پتہ چلا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کافرستان
سیکرٹ سروس کے ٹاپ سیکشن نے ہلاک کیا ہے تو وہ اپنی پوری
قوت کے ساتھ کافرستان سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرے گی اور
ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارا پورا سیکشن ہی ختم کر دے اس لئے خاموشی
ہی اختیار کرنا ہمارے مفاد میں ہو گا“۔ شاگل نے عمران کے بولنے
سے پہلے اسی طرح سرد اور سخت لہجے میں کہا۔

”یس باس“...... عمران نے منوہر کے لہجے میں کہا۔

”باس۔ کیا۔ کیا مطلب۔ تم مجھے باس کب سے کہنا شروع ہو
گئے۔ تم تو مجھے چیف کہتے ہو“...... دوسری طرف سے شاگل نے
بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر
رہ گیا۔

”سوری چیف۔ زبان پھسل گئی“...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”نہیں۔ تمہاری زبان نہیں پھسلی ہے۔ تم منوہر نہیں ہو۔ کون ہو
تم۔ جلدی بتاؤ“...... شاگل نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

”اب تم شک کر رہے ہو تو تمہیں بتا ہی دیتا ہوں کہ میں حقیر

فقیر بندہ پر تقصیر علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول
رہا ہوں“...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ۔ تم۔ تم زندہ ہو۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ منوہر نے تو
کہا تھا کہ اس نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو گولیوں سے چھلنی
کر دیا تھا پھر تم کیسے زندہ ہو سکتے ہو“...... دوسری طرف سے شاگل
نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”منوہر کو شاید تم نے ابھی اچھا نشانچی نہیں بنایا تھا وہ ابھی محض
نشانہ بازی کی مشق کر رہا تھا۔ اس نے مشین گن میں غلطی سے
اصل گولیوں کی بجائے ریڈ بلٹس لوڈ کر لی تھیں اور اس نے انہی
ریڈ بلٹس سے ہمیں نشانہ بنایا تھا۔ ریڈ بلٹ سے بننے والے سیاہ
اور سرخ نشان دیکھ کر وہ بے چارہ یہی سمجھ رہا تھا کہ اس نے ہمیں
بھون کر رکھ دیا ہے لیکن ہمارے بھننے میں ابھی کسر باقی تھی بس اتنی
سی بات ہے“...... عمران نے مسکرا کر کہا تو دوسری طرف سے شاگل
کے تیز تیز سانس لینے کی آواز سنائی دی جیسے جنگلی بھینسا تیز تیز
سانس لے رہا ہو۔

”تم سب بچ گئے ہو۔ اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ“۔ دوسری
طرف سے شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل
پر پٹخ دیا۔

”جلدی کرو۔ ہمیں یہاں سے فوراً نکلنا ہے ورنہ یہ عمارت کسی
بھی لمحے میزائلوں سے تباہ ہو سکتی ہے۔ جلدی کرو“...... عمران نے

چیختے ہوئے کہا۔

''اس منوہر کا کیا کرنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے اسے ہلاک نہ کرنے کا وعدہ کیا ہے جبکہ تم میں سے کوئی اس وعدے کا پابند نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ جیسے ہی وہ دروازے سے باہر آیا اسی لمحے اسے کمرے میں مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور منوہر کی لرزہ خیز چیخ کی آواز سنائی دی۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب بھی کمرے سے باہر آ گئے۔

''جلدی کر اور نکلو یہاں سے''...... عمران نے چیخ کر کہا اور وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑنے لگے۔ وہ سب باہر برآمدے میں پہنچے۔ برآمدے میں آتے ہی وہ بے تحاشہ گیٹ کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ ابھی وہ گیٹ کے پاس پہنچے ہی تھے کہ یکلخت انہیں شائیں شائیں کی تیز آوازیں سنائی دیں اور انہوں نے ایک طرف سے سرخ رنگ کے میزائل آتے دیکھے۔ اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتے اسی لمحے یکے بعد دیگر چار میزائل اس عمارت سے ٹکرائے اور دوسرے لمحے ماحول تیز اور خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا۔ وہ سب اچھل کر نیچے گرے دوسرے ہی لمحے انہوں نے آگ کا طوفان اور عمارت کا ملبہ اپنی طرف آتے دیکھا۔

گڑگڑاہٹ کی آواز سیڑھیوں والا دروازہ بند ہونے کی تھی اور وہ دروازہ ابھی آدھا ہی بند ہوا تھا کہ سیڑھیوں کے اوپر جو کمرہ تھا اس کی چھت دھماکے سے نیچے آ گری تھی جس کی تیز گونج اور گڑگڑاہٹ سے انہیں ایسا محسوس ہوا تھا جیسے تہہ خانے کی چھت گری ہو اور وہ اس کے نیچے دب گئے ہوں۔

''ہم بچ گئے ہیں۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے''...... کے ڈی نے اٹھتے ہوئے کہا جو ان سے پہلے سیڑھیوں سے گر کر زمین پر پہنچ گیا تھا۔

''ہاں چلو''...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے اٹھے اور طویل سرنگ میں دوڑتے چلے گئے۔ سرنگ میں روشنی کا انتظام تھا جو عمارت میں ہونے والے زوردار دھماکوں کے باوجود ختم نہ ہوئی تھی اس لئے انہیں تیزی سے بھاگنے میں کوئی مشکل پیش نہ آ رہی تھی۔ مسلسل اور کافی دیر تک دوڑنے کے بعد وہ سرنگ کے

آخری سرے پر پہنچ گئے۔ وہاں پر ویسی ہی سیڑھیاں موجود تھیں جیسی وہ اتر کر تہہ خانہ نما سرنگ میں داخل ہوئے تھے۔ کے ڈی انہیں لے کر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا اور پھر اس نے دیوار کی سائیڈ موجود ایک ابھرے ہوئے پتھر کو ہتھیلی سے اندر پریس کر دیا۔ سر کی آواز کے ساتھ وہاں بھی ایک دروازہ بن گیا۔

''آپ یہیں رکیں۔ میں باہر کا جائزہ لے کر آتا ہوں''۔ کے ڈی نے کہا تو ان چاروں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کے ڈی نے احتیاط سے دوسری طرف جھانکا اور پھر باہر نکل گیا۔

''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم بروقت تہہ خانے میں پہنچ گئے تھے ورنہ جس طرح سے اس رہائش گاہ کو میزائلوں سے اُڑایا گیا ہے ہمارا وہیں مقبرہ بن جاتا''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ شاید اس بار مادام رادھا نے ہمیں ہر صورت میں ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اس لئے اس نے دوسری کوئی کارروائی کرنے کے بجائے ڈائریکٹ رہائش گاہ پر میزائل فائر کرا دیئے''۔ صدیقی نے کہا۔

''اب ہمیں مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر یہ مادام رادھا اور کافرستان سیکرٹ سروس ہمارے پیچھے لگی رہی تو ہم کسی صورت بھی ٹارگٹ پر نہیں پہنچ سکیں گے''...... چوہان نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے کے ڈی واپس آ گیا۔

''رہائش گاہ خالی ہے۔ وہ ابھی یہاں نہیں پہنچے ہیں۔ آئیں۔

اب ہمیں یہاں سے بھی نکل جانا چاہئے''...... کے ڈی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور اس کے ساتھ دوسری عمارت میں آ گئے۔ عمارت زیادہ بڑی نہیں تھی لیکن جس عمارت کو تباہ کیا گیا تھا اس سے کافی فاصلے پر موجود تھی۔ کے ڈی انہیں لے کر باہر برآمدے میں پہنچ گیا۔ سامنے پورچ میں ایک بند وین موجود تھی۔

''ہم اس بند وین میں جائیں گے جو ہم نے احتیاطاً پہلے ہی یہاں پہنچا دی تھی''...... کے ڈی نے کہا تو ان چاروں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کے ڈی نے انہیں وین کے عقب میں بٹھایا اور پھر اس نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وین حرکت میں آئی اور پھر تیز رفتاری سے آگے بڑھتی رہی۔ وین مسلسل دو گھنٹوں تک دوڑتی رہی پھر اس کی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی اور پھر کچھ دیر کچے راستے پر دوڑنے کے بعد ایک جگہ جا کر رک گئی۔ وین رکنے کے چند لمحوں بعد وین کا دروازہ کھلا تو انہیں کے ڈی کا چہرہ دکھائی دیا۔

''آ جائیں۔ ہم محفوظ مقام پر پہنچ چکے ہیں''...... کے ڈی نے کہا تو وہ چاروں وین سے نکل کر باہر آ گئے۔ انہوں نے دیکھا وہ مضافاتی علاقے کے کھیتوں سے بھرے ہوئے علاقے میں موجود تھے۔ سامنے ایک فارم ہاؤس تھا۔ فارم ہاؤس کے ارد گرد گھنے درخت موجود تھے۔

''یہ کون سی جگہ ہے''...... خاور نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے

پوچھا۔

"یہ شہر سے دور ایک مضافاتی علاقہ ہے۔ یہ فارم ہاؤس باس کا ایک خفیہ ٹھکانہ ہے جس کے بارے میں سوائے میرے کوئی نہیں جانتا۔ میں نے باس سے بات کی تھی اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا انہوں نے ہی مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کو یہاں لے آؤں۔ تھوڑی ہی دیر میں باس اپنے ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچ جائیں گے۔ وہ آپ کے لئے بے حد متفکر ہیں"...... کے ڈی نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر۔ گڈ شو۔ اگر منگل سنگھ یہاں ہیلی کاپٹر لے آیا تو ہم یہاں نہیں رکیں گے بلکہ اس کے ساتھ ابھی جبالا کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ اب ہم مشن مکمل کرنے میں زیادہ دیر نہیں کر سکتے"...... نعمانی نے کہا اور پھر وہ سب کے ڈی کے ساتھ فارم ہاؤس کے ایک کمرے میں آ گئے جو سٹنگ روم کی طرز پر سجا ہوا تھا۔ وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"ہاں۔ اب ہمیں واقعی فاسٹ ایکشن کرنا ہو گا ورنہ یہ کافرستانی سیکرٹ سروس اور سپیشل سروس ہمارے پیچھے ہاتھ پیر دھو کر لگی رہے گی اور ہم ان سے بچنے کے لئے سوائے بھاگنے اور چھپنے کے اور کچھ نہ کر سکیں گے۔ ان سے بچنے، ان سے چھپنے یا ان کا مقابلہ کرنے میں سوائے وقت کی بربادی کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا اس لئے ہم اب تیزی سے مین ٹارگٹ کی طرف جائیں گے اور اپنا

مشن مکمل کریں گے"...... صدیقی نے بھی فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تو کیا آپ جبالا جانا چاہتے ہیں"...... ان کی باتیں سن کر کے ڈی نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں تم جبالا کا نام سن کر چونکے کیوں ہو"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جبالا کے علاقے میں ہر طرف فورسز موجود ہیں جناب۔ وہاں سوائے ملٹری ہیلی کاپٹروں کے کوئی ہیلی کاپٹر نہیں جا سکتا۔ آپ نے باس کے ہیلی کاپٹر میں وہاں جانے کی کوشش کی تو جبالا میں داخل ہوتے ہی کئی جنگی ہیلی کاپٹر آپ کے پیچھے لگ جائیں گے یا پھر جبالا کے علاقے میں کئی خفیہ ٹھکانوں پر لگی ایئر کرافٹ گنوں سے آپ کے ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا کر تباہ کر دیا جائے گا"...... کے ڈی نے کہا۔

"تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہے کہ جبالا کے علاقے میں اس قدر حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں"...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا جبالا میں بھی ایک گروپ موجود ہے جناب۔ جن سے ہمارا مواصلاتی رابطہ رہتا ہے۔ ہماری سپیشل سپلائی اس علاقے میں بھی جاتی ہے لیکن جب سے اس علاقے کو فورسز نے گھیرا ہے اس علاقے میں جانے والے ہر انسان کی خصوصی اسکریننگ اور چیکنگ کی جاتی ہے اور وہاں نہ تو کوئی غیر متعلقہ گاڑی کو جانے کی

Downloaded From http://paksociety.com

اجازت ہے اور نہ ہی کسی پرائیویٹ طیارہ یا ہیلی کاپٹر کو اس روٹ سے گزرنے کی اجازت ہے''...... کے ڈی نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو کیا اس طرف جانے کا ایسا کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہم فورسز کی نظروں میں آئے بغیر وہاں پہنچ سکیں''...... چوہان نے کہا۔

''آپ جبالا کے کس مقام پر جانا چاہتے ہیں۔ مجھے بتائیں پھر میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ وہاں جانے کا کوئی راستہ موجود ہے یا نہیں''...... کے ڈی نے پوچھا۔

''تمہیں شاید تمہارے باس منگل سنگھ نے ہمارے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے اور نہ ہی تم یہ جانتے ہو کہ ہم یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ باس نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔ مجھے صرف اتنا کہا گیا تھا کہ آپ باس کے خاص ترین دوست ہیں جن کی حفاظت اور خدمت میرا فرض ہے''...... کے ڈی نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم پھر جاؤ۔ جب منگل سنگھ آئے تو ہمیں بتا دینا''...... صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو کے ڈی نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

''جب منگل سنگھ نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا تو ہمیں بھی احتیاط کرنی چاہئے تھی۔ ہمیں اس موضوع پر اس سے بات نہیں کرنی چاہئے تھی''...... خاور نے کہا۔

''میں نے اس کا چہرہ اور آنکھیں غور سے دیکھی ہیں۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں ہم سے غداری کا کوئی تاثر نہیں ہے۔ وہ ایک عام سا آدمی ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''پھر بھی ہم جب سے یہاں آئے ہیں ہمارے راستے میں رکاوٹیں اور پریشانیاں ہی آ رہی ہیں۔ پہلے ہمارے لئے سری لانکا سے نکلنا مشکل ہو رہا تھا اور اب یہاں آ کر ہمیں ایسا کوئی راستہ نہیں مل رہا ہے کہ ہم ہاتار جنگل پہنچ سکیں''...... چوہان نے کہا۔

''مل جائے گا ہمیں کوئی نہ کوئی راستہ''...... صدیقی نے کہا۔

''لیکن کب۔ ہم ایسے ہاتھ پر ہاتھ تو دھر کر بیٹھے نہیں رہ سکتے''......نعمانی نے کہا۔

''اب کیا کریں۔ ہمیں ہاتار اور جبالا کے علاقے کی صحیح پوزیشن معلوم نہیں ہے۔ ادھر ادھر بھٹک کر مزید وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ ہم منگل سنگھ کا انتظار کر لیں۔ اس کے پاس ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ اگر ہم جبالا بھی نہیں جا سکتے تو ہیلی کاپٹر سے کسی ایسے علاقے میں تو پہنچ سکتے ہیں جہاں سے اس جنگل میں داخل ہوا جا سکے۔ ہمارا مقصد اس جنگل میں داخل ہونا ہے اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا اور ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک اپنے ٹارگٹ کو ہٹ نہیں کر لیتے''...... صدیقی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدیقی چونک پڑا۔ اس نے فوراً جیب سے ڈی فون نکالا اور

Downloaded From http://paksociety.com

اسکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔

''منگل سنگھ کی کال ہے''...... صدیقی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے فون کا بٹن پریس کیا اور اسے کان سے لگانے کی بجائے اس کا لاؤڈر والا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو''...... دوسری طرف سے منگل سنگھ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''دوست بول رہا ہوں منگل سنگھ۔ تم کھل کر بات کر سکتے ہو یہ محفوظ فون ہے البتہ تمہارا فون محفوظ نہیں ہے تو بتا دو''...... صدیقی نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

''اوہ پھر ٹھیک ہے۔ میں بھی محفوظ فون سے ہی بات کر رہا ہوں''...... دوسری طرف سے منگل سنگھ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''کے ڈی نے تو بتایا تھا کہ تم خود یہاں آنے والے ہو پھر فون کیوں کیا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''میں کچھ مصروف ہوں۔ ابھی مجھے آنے میں وقت لگے گا دوست۔ تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم کافرستان کے میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کے لئے ہاتار جنگل میں جانا چاہتے ہو''...... منگل سنگھ نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ کیوں کیا ہوا''...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

''میرا ساتھی کے ڈی جو تمہارے ساتھ ہے اس سلسلے میں اس سے بات کر لو۔ وہ ہاتار جنگل کے قریبی علاقے کا رہنے والا ہے۔ اس کا ایک گروپ بھی وہاں موجود ہے۔ وہ جنگل کے چپے چپے سے واقف ہے کیونکہ اس نے اسلحہ اور بہت سے دوسرے سامان کو چھپانے کے لئے اسی جنگل میں ایک خفیہ ٹھکانہ بنا رکھا ہے۔ میں تمہیں یہ سب بتانا بھول گیا تھا لیکن ابھی کچھ دیر پہلے مجھے کے ڈی نے فون کیا تھا اور اس نے مجھے بتایا تھا کہ تم جبالا کے علاقے میں جانا چاہتے ہو لیکن چونکہ میں نے اس سلسلے میں اس سے کوئی بات نہ کی تھی اس لئے وہ الجھن کا شکار تھا۔ میں نے اسے ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا ہے۔ تم اس سے بات کرو تو مجھے یقین ہے کہ وہ تمہاری اس سلسلے میں ضرور مدد کرے گا''...... دوسری طرف سے منگل سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ بھروسے کا آدمی ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ وہ میرا خاص آدمی ہے اور میرے کہنے پر تمہارے لئے اپنی جان بھی دے سکتا ہے''...... منگل سنگھ نے کہا۔

''تو کیا وہ ایسے کسی راستے کے بارے میں جانتا ہے جہاں سے ہم کسی سرکاری ایجنسی کی نظروں میں آئے بغیر جنگل میں پہنچ سکیں''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے بتایا ہے نا کہ وہ اس جنگل کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے اس لئے وہ تمہارے مشن میں بے حد کارآمد

ثابت ہوگا۔ اسے اپنے ساتھ رکھو تو سمجھ لو کہ تمہارے لئے اپنا مشن مکمل کرنا کچھ مشکل ثابت نہ ہوگا''...... منگل سنگھ نے جواب دیا۔

''تو یہ بات تم ہمیں پہلے ہی بتا دیتے۔ اب تک ہم اس سے اس معاملے پر کھل کر ڈسکس کر چکے ہوتے''...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سوری دوست۔ رئیلی سوری''...... دوسری طرف سے منگل سنگھ نے بڑے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم بعد میں آؤ گے یہاں''...... صدیقی نے پوچھا۔

''اگر تمہیں میری ضرورت ہے تو ضرور آ جاؤں گا''...... منگل سنگھ نے کہا۔

''نہیں۔ اگر اس معاملے میں کے ڈی ہماری مدد کر سکتا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ تم رہنے دو۔ ہم اسی سے بات کر لیں گے اور اسے لے کر ہاتار جنگل کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ بس یہ بتا دو کہ ضروری سامان ہم اس سے لے سکتے ہیں یا اس کے لئے تم سے اجازت لینا ضروری ہوگا''...... صدیقی نے کہا۔

''کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے دوست۔ تم میرے محسن ہو اور میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر کسی مرحلے پر تمہیں میری جان کی بھی ضرورت پڑی تو بس ایک بار کہہ دینا۔ منگل سنگھ دوستوں کا دوست ہے اور دوستوں کے لئے اپنی جان بھی دے سکتا ہے اور دوست کے کہنے پر کسی کی بھی جان لے سکتا ہے''...... منگل سنگھ نے

بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''تم جانتے ہو کہ میں اور میرے ساتھی تمہارے ملک کے خلاف کام کرنے جا رہے ہیں اس کے باوجود بھی تم ہمارا ساتھ دے رہے ہو کیا اس کا تمہیں کوئی رنج یا غم تو نہیں ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''کیسی باتیں کر رہے ہو دوست۔ تم نے مجھے ساری صورتحال بتا دی ہے۔ اگر تم مجھ پر اتنا بھروسہ کر سکتے ہو تو میں کیوں نہیں کر سکتا اور کافرستان کا یہ اقدام انسانیت کے خلاف ہے۔ وہ پاکیشیا پر میزائل فائر کر کے پاکیشیا میں تباہی لانا چاہتا ہے جس میں یقیناً بے گناہ اور معصوم لوگ بھی مارے جا سکتے ہیں۔ میں دشمنوں کا دشمن ہوں انسانیت کا نہیں۔ یہ میرا ملک ہے لیکن اس کے باوجود انسانیت کے خلاف کام کرنے والوں کے لئے میرے دل میں کوئی عزت نہیں ہے۔ اگر تم اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کر دو گے تو اس سے پاکیشیا میں ہزاروں لاکھوں بے گناہ افراد کی زندگیاں بچ سکتی ہیں جن میں عورتیں، جوان، بوڑھے اور بچے بھی ہیں اور تم جانتے ہو کہ میں بے گناہوں پر ظلم نہیں کرتا اور نہ یہ برداشت کرتا ہوں۔ اس لئے میں تمہارے اس مشن میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم چاہو تو اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے میں تمہارے ساتھ بھی چل سکتا ہوں''...... منگل سنگھ نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ اگر تمہارا ساتھی کے ڈی اس معاملے میں ہماری مدد

کر سکتا ہے تو پھر تمہیں ہمارے ساتھ آنے کی ضرورت نہیں ہے“۔ صدیقی نے کہا۔

”تو پھر اسے لے جاؤ اپنے ساتھ وہ واقعی اس معاملے میں تمہارے لئے بہترین معاون اور گائیڈ ثابت ہو گا“...... منگل سنگھ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم اسے ہی اپنے ساتھ لے جائیں گے“۔ صدیقی نے کہا اور پھر اس نے گڈ بائی کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

”یہ اچھا ہے کہ ہم نے منگل سنگھ کو اصل بات نہیں بتائی تھی۔ اسے ہم نے یہی بتایا تھا کہ کافرستان نئے میزائلوں کا پاکیشیا پر تجربہ کرنا چاہتا ہے جس کے نتیجے میں پاکیشیا میں بھیانک تباہی پھیل جائے گی جس میں بے گناہ اور معصوم لوگ بھی مارے جا سکتے ہیں۔ اگر اسے بتا دیتے کہ کافرستان میزائل اسٹیشن سے پاکیشیا کے نئے ڈی میزائل پلانٹ کو نشانہ بنانا چاہتا ہے تو شاید وہ اس معاملے میں ہماری امداد نہ کرتا“...... چوہان نے کہا۔

”خاموش رہو۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں“...... صدیقی نے کہا تو چوہان خاموش ہو گیا۔

”خاور۔ تم جا کر کے ڈی کو بلا لاؤ“...... صدیقی نے کچھ توقف کے بعد خاور سے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اکیلا ہی واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ کے ڈی نہیں تھا۔

”کیا ہوا کے ڈی کو نہیں لائے ساتھ“...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

”وہ فون پر منگل سنگھ سے بات کر رہا ہے۔ منگل سنگھ اسے تفصیل بتا کر ہمارے ساتھ کام کرنے کا کہہ رہا ہے“...... خاور نے جواب دیا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کے ڈی بھی وہاں آ گیا۔

”آؤ کے ڈی بیٹھو“...... صدیقی نے کہا تو کے ڈی سر ہلا کر آگے بڑھا اور سامنے پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”باس نے مجھے ساری تفصیل بتا دی ہے۔ انہوں نے مجھے آپ سے تعاون کرنے اور آپ کا مشن مکمل کرنے میں امداد کرنے کی ہدایات دی ہیں۔ اب آپ بے فکر ہو کر مجھ سے بات کر سکتے ہیں“...... کے ڈی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”جب باس نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے تو پھر ہمیں کچھ بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہارا باس بتا رہا تھا کہ تمہارا ہاتار جنگل میں بھی ایک ٹھکانہ ہے“...... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ ہاتار سے ہم خاص قسم کی شراب اسمگل کرتے ہیں اور اسے محفوظ رکھنے کے لئے ہم نے ہاتار جنگل کے ایک حصے میں ایک خفیہ ٹھکانہ بنایا ہوا ہے لیکن آپ جس میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کے لئے جانا چاہتے ہیں میرا ٹھکانہ وہاں سے بہت دوری پر ہے اس لئے ہمیں اس ٹھکانے پر جانے کی ضرورت پیش نہیں

آئے گی''...... کے ڈی نے کہا۔

''تو کیا تم جانتے ہو کہ جنگل میں وہ میزائل اسٹیشن کہاں واقع ہے''...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ میں نے آپ کو بتایا ہے نا کہ ہم جبالا میں ایک خاص قسم کی شراب کشید کرتے ہیں۔ اس شراب میں خاص جڑی بوٹیاں ملائی جاتی ہیں جو انتہائی نشہ آور ہوتی ہیں ان جڑی بوٹیوں کو ملانے سے شراب کی لذت اور اس میں نشے کی مقدار بے حد بڑھ جاتی ہے اور یہ شراب لوگوں میں بے حد مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ اس شراب کو ہم ریڈ واٹر کہتے ہیں اور اس میں ملائی جانے والی ساری جڑی بوٹیاں ہمیں اسی ہاتار جنگل سے ہی ملتی ہیں۔ جس جگہ میزائل اسٹیشن بنایا جا رہا تھا وہاں ریڈ واٹر کی بے حد ڈیمانڈ تھی اور جبالا میں ہمارے ریڈ کلب کے ساتھ معاہدہ کیا گیا تھا کہ میزائل اسٹیشن میں ریڈ واٹر کی سپلائی کی ذمہ داری ہماری ہو گی۔ ہمیں یہ تو نہیں بتایا گیا تھا کہ وہاں میزائل اسٹیشن بنایا گیا ہے۔ صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ حکومت کی طرف سے وہاں ایک خفیہ کیمپ بنایا جا رہا ہے جہاں ملٹری سروس کی ٹریننگ کی جائے گی۔ بہرحال ہمیں اس سے کوئی غرض نہ تھا ہمارا کام تو وہاں ریڈ واٹر کی سپلائی کا تھا جس کا ہم منہ مانگا معاوضہ حاصل کر رہے تھے۔ ہم ہر ہفتے ریڈ واٹر کی ایک ہزار بوتلیں وہاں لے جاتے تھے جس کی ہمیں نقد پے منٹ کی جاتی تھی۔ معاہدے میں یہ بات شامل تھی کہ بوتلیں میں اپنی نگرانی میں

وہاں پہنچاؤں گا۔ میرے ساتھ صرف ایک ڈرائیور کو جانے کی اجازت ہو گی اور بس۔ میں ہمیشہ یہی سمجھتا رہا کہ وہاں واقعی کوئی ٹریننگ کیمپ تیار کیا جا رہا ہے لیکن پھر وہاں کے ایک آدمی نے ریڈ واٹر کے نشے میں مجھے بتایا کہ وہاں ٹریننگ کیمپ نہیں بلکہ ایک طاقتور میزائل اسٹیشن بنایا جا رہا ہے۔ اس لئے باس نے جیسے ہی مجھے اس میزائل اسٹیشن کے بارے میں بتایا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ اسی میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ باس نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ اس میزائل اسٹیشن سے پاکیشیا کو ٹارگٹ کیا جائے گا۔ یہی بات میرے دوست نے بھی مجھے بتائی تھی''...... کے ڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا بتایا تھا تمہارے دوست نے''...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

''یہی کہ وہاں بننے والا میزائل اسٹیشن پاکیشیا میں خوفناک تباہی لے آنے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ جیسے ہی میزائل اسٹیشن تیار ہو گا لانچر پیڈز پر میزائل لگا کر انہیں پاکیشیا فائر کر دیا جائے گا''۔ کے ڈی نے کہا۔

''اور کیا بتایا تھا تمہارے دوست نے''...... صدیقی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں بس یہی سب بتایا تھا اس نے''...... کے ڈی نے جواب دیا تو صدیقی کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھیوں کے چہروں پر

بھی اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے کہ اسے اصل بات کا علم نہ تھا۔

"کیا تمہارے اس دوست کا تعلق اسی میزائل اسٹیشن سے تھا"۔ صدیقی ۔نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

"ہاں۔ وہ انجینئر تھا۔ میزائل اسٹیشن بنانے والے چیف انجینئر کا رائٹ ہینڈ۔ چونکہ وہاں اسے پینے کے لئے شراب مخصوص حد تک ملتی ہے جبکہ وہ ریڈ واٹر کا حد سے زیادہ شیدائی تھا اس لئے ہفتے میں اسے جب بھی چھٹی ملتی تھی تو وہ سیدھا میرے کلب میں آ جاتا تھا اور پھر وہ بوتلوں پر بوتلیں چڑھانا شروع کر دیتا تھا"۔ کے ڈی نے کہا۔

"کیا نام ہے اس کا"...... خاور نے پوچھا۔

"مہادیو"...... کے ڈی نے کہا۔

"کیا اب بھی یہ مہادیو تمہارے جبالا والے کلب میں آتا ہے"...... خاور نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ اب میزائل اسٹیشن پر نہیں ہے"...... کے ڈی نے کہا۔

"وہاں نہیں ہے تو کہاں ہے"...... چوہان نے پوچھا۔

"پچھلے دنوں ایکریمیا میں اس کی بیوی کا کار ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا تو وہ ایکریمیا چلا گیا تھا اور ابھی وہیں پر موجود ہے"۔ کے ڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے تو وہاں خاصے تعلقات معلوم ہوتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ تم ہمیں آسانی سے ہاتار جنگل میں لے جا سکتے ہو"...... نعمانی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے وہاں جانے کی اجازت تو ہے اور میں اپنے ساتھ آپ سب کو بھی لے جا سکتا ہوں لیکن......" کے ڈی کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا"...... ان سب نے ایک ساتھ پوچھا۔

"جبالا اور دوسرے مین راستوں سے مجھے بھی وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ مجھے ہاتار جنگل میں جانے کے لئے کرامابا کے علاقے سے جانا پڑتا ہے جو ان تمام علاقوں سے یکسر ہٹ کر ہے اور ہاتار جنگل میں جانے کے لئے انتہائی طویل ترین راستوں میں شمار ہوتا ہے"...... کے ڈی نے کہا۔

"اوہ۔ کتنا فاصلہ ہے اس راستے سے ہاتار جنگل پہنچنے میں"۔ صدیقی نے پوچھا۔

"یہ سمندری راستہ ہے جو ہمیں لانچ پر طے کرنا پڑتا ہے۔ سمجھ لیں کہ ہمیں کافرستان کے دس بڑے شہری علاقوں کو کراس کرنا پڑے گا"...... کے ڈی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو کیا ہم سمندری راستے سے ہاتار جنگل میں پہنچ سکتے ہیں"...... چوہان نے کہا۔

"نہیں جنگل کا کوئی حصہ سمندر سے نہیں لگتا۔ سمندر کے راستے

Downloaded From http://paksociety.com

ہم کرامبا کے علاقے میں پہنچ سکتے ہیں جہاں سے جیپوں کے ذریعے ہم جنگل میں جا سکتے ہیں اور ہم زیادہ تر اسی راستے کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس راستے سے جنگل میں جانے اور پھر اپنے ٹھکانے تک پہنچنے کے لئے ہمیں خاصا وقت تو لگ جاتا ہے لیکن بہرحال ہمارے لئے وہی ایک راستہ ہے جہاں سے ہم جنگل میں آزادی سے داخل ہو سکتے ہیں اور وہاں سے واپس بھی آ جاتے ہیں''...... کے ڈی نے جواب دیا۔

''اس راستے پر ہم سفر کریں تو کتنے دنوں میں کرامبا کے علاقے میں پہنچ جائیں گے''......صدیقی نے پوچھا۔

''اگر ہم مسلسل سفر کریں تو یہ ایک سو بیس گھنٹوں کا سفر ہو گا''...... کے ڈی نے کہا۔

''ایک سو بیس گھنٹے مطلب پانچ دن''...... خاور نے کہا۔

''ہاں پانچ دن اور پانچ راتیں اور اگر ہم کہیں رک جائیں یا راستے میں لانچ خراب ہو جائے تو یہ سفر اتنا ہی طویل ہو جاتا ہے''...... کے ڈی نے جواب دیا۔

''اور کرامبا سے جنگل کتنے فاصلے پر ہے''......نعمانی نے پوچھا۔

''تیز رفتار جیپوں پر ہم چار سے پانچ گھنٹوں میں جنگل میں پہنچ سکتے ہیں''...... کے ڈی نے جواب دیا۔

''کیا ہم ہیلی کاپٹر سے سمندر کے اوپر سے ہوتے ہوئے کرامبا نہیں پہنچ سکتے''...... چوہان نے پوچھا تو کے ڈی چونک پڑا۔

''اوہ ہاں۔ کیوں نہیں۔ اگر ہم ہیلی کاپٹر استعمال کریں تو یہ سفر بے حد سمٹ سکتا ہے ہم دس سے پندرہ گھنٹوں میں کرامبا پہنچ جائیں گے''...... کے ڈی نے کہا تو ان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''اور منگل سنگھ کے پاس ذاتی ہیلی کاپٹر ہے۔ کیا ہم اس ہیلی کاپٹر سے وہاں پہنچ سکتے ہیں''...... خاور نے پوچھا۔

''اگر باس اس کی اجازت دے دیں تو ایسا ہو سکتا ہے''۔ کے ڈی نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے میں منگل سنگھ سے بات کرتا ہوں۔ وہ میری بات سے انکار نہیں کرے گا''......صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... کے ڈی نے کہا۔

''یہ تم خود کو کے ڈی کیوں کہتے ہو''...... خاور نے پوچھا۔

''میرے نام کا مخفف ہے''...... کے ڈی نے مسکرا کر کہا۔

''اور تمہارا نام کیا ہے''...... چوہان نے پوچھا۔

''کرم داد''...... کے ڈی نے جواب دیا تو وہ چونک پڑے۔

''اوہ۔ تم مسلمان ہو''......نعمانی نے کہا۔

''الحمدللہ۔ میں مسلمان ہوں''...... کے ڈی نے کہا تو ان کے چہروں پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''گڈ۔ پھر تو ہم تم پر مکمل طور پر بھروسہ اور اعتماد کر سکتے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''اعتماد اور بھروسے کا ایک ہی مطلب ہے جناب اور مجھے معلوم ہے کہ آپ نے باس سے جھوٹ کہا ہے کہ ہاتار جنگل میں بنایا جانے والا میزائل اسٹیشن پاکیشیا کی آبادیوں پر فائر کر کے انسانیت کے خلاف استعمال کیا جائے گا''...... کے ڈی نے مسکرا کر کہا تو وہ چاروں اچھل پڑے۔

''جھوٹ۔ کیا۔ کیا مطلب''...... ان سب نے کہا۔

''میں نے آپ کو جس دوست انجینئر کے بارے میں بتایا ہے اس نے نشے کی حالت میں مجھے بتا دیا تھا کہ یہ میزائل اسٹیشن پاکیشیا کے ایک علاقے میں بننے والے ڈی میزائل پلانٹ کو تباہ کرنے کی غرض سے بنایا جا رہا ہے اگر پاکیشیا اپنے علاقے میں ڈی میزائل پلانٹ تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اس پلانٹ میں تیار ہونے والے تمام میزائل صرف اور صرف کافرستان کی تباہی کے لئے استعمال ہوں گے اس لئے حکومتی سطح پر اس پلانٹ کو بننے سے پہلے ہی تباہ کرنے کا حتمی پروگرام بنایا گیا ہے۔ میں کافرستانی ہوں لیکن ایک مسلمان بھی ہوں اور میری تمام تر دلی ہمدردیاں پاکیشیا کے ساتھ ہیں۔ پاکیشیا اسلام کا قلعہ ہے اور اسلام کے اس قلعے کو جتنا بھی طاقتور ہونے کا موقع ملے گا اس کے مقابلے میں غیر مسلم قوتیں اتنی ہی کمزور ہوں گی اور جب تک غیر مسلم قوتیں کمزور نہیں ہوں گی اس وقت تک ان ممالک میں رہنے والے مسلمان ان کے ہاتھوں مرتے رہیں گے۔ میرا واضح اشارہ وادی

مشکبار کی جانب ہے جہاں کافرستانی فوج نے مشکباریوں کی زندگیاں اجیرن کر رکھی ہیں''...... کے ڈی نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''بہت خوب۔ ہم تمہارے جذبات کی قدر کرتے ہیں کرم داد''...... چوہان نے کہا۔

''یہ جذبات میرے ہی نہیں دنیا کے ہر مسلمان کے دلوں میں موجزن ہیں اور ہر کوئی ان مشکباریوں کے لئے دعا ہی کر سکتا ہے ورنہ اس معاملے میں تو پوری دنیا آنکھوں سے دیکھ کر بھی اندھی بنی ہوئی ہے۔ بہرحال آپ فکر نہ کریں۔ میں ایک مسلمان ہوں اور آپ پاکیشیا کے مفاد کے لئے جو کچھ کرنے جا رہے ہیں اس کے لئے میں دل و جان سے آپ کے ساتھ ہوں''...... کے ڈی نے کہا۔

''کیا منگل سنگھ جانتا ہے کہ تم مسلم ہو''...... نعمانی نے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ غیر مسلم ہے لیکن اس کے جذبات بھی مجھ سے مختلف نہیں ہیں۔ اگر آپ انہیں اصل بات بتا دیں تب بھی وہ آپ کی ہر ممکن مدد کرے گا۔ آپ نے اس کی جان بخشی تھی۔ آپ کا وہ احسان مرتے دم تک نہیں بھول سکتا۔ اگر میں نے اس کے دل میں کسی کے لئے قدر دیکھی ہے تو وہ آپ ہی ہیں اور اس کی زبان آپ چاروں کی تعریف کرتے نہیں تھکتی''...... کے ڈی نے کہا۔

''یہ اس کا حسن زن ہے ورنہ ہم اس قابل کہاں''...... صدیقی نے کہا۔

"یہ آپ کی انکساری ہے جناب۔ ورنہ آپ کس قابل ہیں یہ میں اور منگل سنگھ ہی جانتے ہیں"...... کے ڈی نے کہا۔

"شکریہ"...... ان چاروں نے کہا۔

"شکریہ کی بات نہیں۔ آپ پاکیشیائی ہیں اور مسلم ہے اس لئے مجھے واقعی آپ کی خدمت کر کے اور آپ کے پاکیشیا کے لئے کسی بھی مشن میں ساتھ دینے پر دلی خوشی ہو گی اور اس کے لئے میں کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں"...... کے ڈی نے کہا۔

"تو پھر تم ایسا کرو کہ منگل سنگھ سے بات کرو اور اسے سارے حالات بتا کر اس سے ہیلی کاپٹر حاصل کرنے کی کوشش کرو تا کہ جلد سے جلد ہم کراما پہنچ سکیں"...... صدیقی نے کہا۔

"میری بجائے اس معاملے میں آپ خود ان سے بات کریں گے تو زیادہ مناسب ہو گا"...... کے ڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ہی اس سے بات کر لیتا ہوں"...... صدیقی نے مسکرا کر کہا تو جواب میں کے ڈی بھی مسکرا دیا پھر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

شاگل کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ زخمی شیر کی طرح اپنے آفس کے وسط میں دونوں ہاتھ پشت پر باندھے ٹہل رہا تھا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھی۔ وہ بار بار دروازے کی طرف اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی کا خاص طور پر انتظار کر رہا ہو۔ اسے ٹاپ ریڈ گروپ کے انچارج منوہر نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی اطلاع دی تھی۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہلاک ہونے کا سن کر شاگل کو اس بات پر یقین ہی نہیں آ یا تھا کہ عمران اس قدر آسانی سے منوہر کے ہاتھوں ہلاک ہو سکتا ہے۔ ٹاپ سیکشن کا انچارج منوہر ایک ٹاپ ایجنٹ تھا اور اس میں وہ تمام تر خوبیاں اور صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود تھیں جو عمران جیسے ٹاپ ایجنٹ سے ٹکرانے کے لئے ضروری تھیں ۔

شاگل کو اس بات کا بھی یقین تھا کہ ریڈ ٹاپ سیکشن کا انچارج

منوہر اس سے جھوٹ نہیں بول سکتا ہے۔ منوہر نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے سے پہلے ان کا میک اپ بھی صاف کرایا تھا اور پھر اس عمران اور اس کے ساتھیوں کی تصویریں بھی بنائی تھیں اور اس کے بعد اس نے اور مادام ریتا نے عمران سے باتیں بھی کی تھیں جس کے نتیجے میں انہیں یقین ہو گیا تھا کہ وہ اصل عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ یہ کنفرم ہوتے ہی کہ عمران اور اس کے ساتھی اصل ہیں منوہر نے انہیں گولیوں سے بھون دیا تھا۔

شاگل نے احتیاطاً منوہر سے بات کرنے کے بعد ہیڈ کوارٹر کے وائس چیکنگ کمپیوٹرائزڈ سنٹر سے یہ تصدیق کرائی تھی کہ اس سے فون پر بات کرنے والا اصل منوہر ہے یا کوئی اور کیونکہ اسے شبہ ہو رہا تھا کہ کہیں عمران منوہر کی آواز میں اس سے بات نہ کر رہا ہو لیکن وائس چیکنگ کمپیوٹرائزڈ سنٹر نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ فون پر جس نے اس سے بات کی تھی وہ اصل منوہر کی آواز تھی جس پر شاگل کو قدرے یقین ہو گیا کہ منوہر نے اسے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے اور اس نے واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔

اس نے دوبارہ منوہر کو کال کیا اور پھر جب منوہر نے اسے چیف کہنے کی بجائے باس کہا تو وہ بری طرح سے چونک پڑا کیونکہ منوہر اسے ہمیشہ چیف کہتا تھا اس نے کبھی باس کا لفظ استعمال نہ کیا

تھا۔ اس کے باس کہنے پر شاگل کو شک ہوا اور پھر جب عمران نے اصل آواز میں اس سے بات کی تو غم و غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور وہ جیسے غصے سے پاگل سا ہو گیا۔ اس نے فوراً اٹیک سیکٹر کے انچارج سے بات کی اور اسے نئے بننے والے ٹاپ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کی لوکیشن بتا کر وہاں فوری طور پر بلاسٹنگ میزائل فائر کرنے کا حکم دیا۔ اس کے حکم پر عمل کیا گیا اور اٹیک سیکٹر سے ٹاپ سیکشن کے نئے ہیڈ کوارٹر پر یکے بعد دیگرے چار میزائل فائر کر دیئے گئے۔ ان میزائلوں نے ٹاپ سیکشن کا ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ کر دیا۔

ہیڈ کوارٹر پر میزائل برسانے کے بعد اس نے اپنے نمبر ٹو شیکھر کو بھیجا تھا تاکہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ہیڈ کوارٹر کے ملبے سے نکال کر لے آئے تاکہ وہ ان کی لاشیں پرائم منسٹر کے سامنے رکھ سکے اور کافرستان سیکرٹ سروس کا گراف اونچا کر سکے۔ شیکھر کو گئے دو گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو چکا تھا لیکن ابھی تک وہ لوٹ کر نہیں آیا تھا۔ وہ ٹہلتا ہوا یہی سوچ رہا تھا کہ اسی لمحے دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔ اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے شیکھر اندر داخل ہو رہا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے فوجی انداز میں شاگل کو سیلوٹ کیا۔

''کیا ہوا''...... شاگل نے اسے دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

''ملبہ بہت زیادہ ہے چیف۔ میں نے آدمیوں کو ملبہ ہٹانے کے کام پر لگا دیا ہے۔ جب تک سارا ملبہ ہٹا نہیں لیا جاتا اس وقت تک ان میں سے کسی کی لاش ملنا مشکل ہے''...... شیکھر نے جواب دیا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو دو گھنٹے سے کہاں جا کر مر گئے تھے۔ یہ بات تم مجھے فون پر نہیں بتا سکتے تھے''...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں کوشش کر رہا تھا چیف کہ ملبہ جلد سے جلد ہٹ جائے لیکن ملبہ ہٹانے کے لئے مجھے ہیوی مشینری کی ضرورت تھی جسے شہر سے منگوانے میں وقت لگ گیا''...... شیکھر نے کہا۔

''ہونہہ۔ ملبہ ہٹانے میں کتنا وقت لگ جائے گا''...... شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اٹیک سیکٹر سے نائن ون میزائل فائر کرائے تھے چیف جو انتہائی گہرائی تک تباہی لاتے ہیں۔ ان چار میزائلوں نے عمارت کے ساتھ ساتھ زمین کا بھی بڑا حصہ تباہ کر دیا ہے۔ ملبہ دور دور تک پھیل گیا ہے اور جگہ جگہ پہاڑیاں سی بن گئی ہیں۔ بہرحال صبح تک سارا ملبہ صاف کر دیا جائے گا اس ملبے کے نیچے اگر انسانی لاشوں کے ٹکڑے بھی ہوئے تو انہیں بھی نکال لیا جائے گا''۔ شیکھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ارد گرد کی چیکنگ کرائی تھی۔ کہیں وہ میزائل اٹیک سے پہلے ہی عمارت سے نہ نکل گئے ہوں''...... شاگل نے کہا۔

''اس بات کا کوئی امکان نہیں تھا چیف کہ وہ عمارت سے نکل کر بھاگ سکیں۔ اٹیک سیکٹر سے عمارت کے چاروں اطراف میزائل فائر کئے گئے تھے وہ کسی بھی طرف سے نکل رہے ہوتے تو میزائلوں کی زد میں آ سکتے تھے اور ایسا ہی ہوا ہو گا''...... شیکھر نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے لیکن مجھے نجانے کیوں اب بھی اس بات کا یقین نہیں آ رہا ہے عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں''...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''آپ کے فون بند کرنے کے ایک منٹ کے اندر اندر اٹیک سیکٹر سے میزائل فائر ہو گئے تھے چیف اور ان میزائلوں کے عمارت تک پہنچنے اور اسے تباہ کرنے میں زیادہ سے زیادہ تیس سیکنڈ کا وقت لگا ہو گا۔ ان کے تصور میں بھی یہ بات نہ ہو گی کہ آپ اتنی جلدی ان پر میزائل اٹیک کرا سکتے ہیں اس لئے آپ کو اس بات پر یقین کر لینا چاہئے کہ اس بار وہ سب واقعی ہلاک ہو چکے ہیں''۔ شیکھر نے کہا۔

''منوہر نے بھی مجھے اتنے ہی وثوق سے ان کی ہلاکت کا یقین دلایا تھا نانسنس لیکن کیا ہوا۔ بہرحال اب یہ سوچو کہ میری صرف عمران سے بات ہوئی تھی۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ عمارت کے اندر ہی ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ میزائل اٹیک میں صرف عمران ہی نشانہ بنا ہو اور اس کے ساتھی عمارت سے باہر رہ جانے کی وجہ سے بچ نکلے ہوں''...... شاگل نے کہا۔

”اوہ۔ یس باس اس بات کا بھی قوی امکان ہے۔ لیکن عام طور پر تو یہی دیکھا گیا کہ جہاں عمران ہوتا ہے اس کے ساتھی بھی اس کے ارد گرد اور آس پاس ہی موجود رہتے ہیں“...... شیکھر نے کہا۔

”اب کی ہے تم نے عقل کی بات نانسنس۔ اگر وہ سب عمران کے ساتھ تھے تو واقعی وہ سب بھی عمران کے ساتھ میزائل اٹیک میں ہلاک ہو گئے ہوں گے۔ ایک بار مجھے ان سب کی لاشیں یا ان کی لاشوں کے ٹکڑے مل جائیں تو ہی مجھے سکون آئے گا۔ جب تک ان کی لاشیں نہیں مل جاتیں اس وقت تک میرا سانس سینے میں ہی اٹکا رہے گا“...... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ آپ نے کہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی بلیک برڈ میزائل اسٹیشن کی بجائے شامار پہاڑیوں میں موجود اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں“...... شیکھر نے کہا۔

”ہاں۔ میزائل اسٹیشن کی بجائے ان کا فوکس اسپیس سنٹر ہی ہو گا کیونکہ عمران کو میں جانتا ہوں وہ تمہاری طرح احمق نہیں ہے کہ منہ اٹھائے میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کے لئے ہاتا جنگل کی طرف چلا جائے۔ وہ جانتا ہے کہ اس کے ایک میزائل اسٹیشن تباہ کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

کافرستان کا ایک میزائل اسٹیشن تباہ ہوا تو اس کی جگہ دوسرا میزائل اسٹیشن تیار کر لیا جائے گا ایک کے بعد ایک میزائل اسٹیشن

تیار ہوتا رہے گا اور اس کے ملک میں موجود ڈی میزائل پلانٹ پر ہمیشہ خطرہ بنا رہے گا کہ وہ کب کافرستان کے میزائلوں کا نشانہ بن جائے۔ وہ یہی کوشش کرے گا کہ فساد کی اس جڑ اسپیس سنٹر کو ہی تباہ کر دیا جائے جہاں سے اسپائی سیٹلائٹ کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اگر اس کنٹرولنگ سنٹر کو تباہ کر دیا جائے تو پاکیشیا کے سر پر منڈلانے والی تلوار ہٹ جائے گی کیونکہ میزائل اسٹیشن تو پھر سے بنایا جا سکتا ہے لیکن نئے سرے سے اسپیس سنٹر بنانا کافرستان کے لئے اتنا آسان ثابت نہ ہو گا اس کے لئے برسوں کی محنت درکار ہوتی ہے اور کثیر سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے جس کا کافرستان متحمل نہیں ہو سکتا ہے“۔ شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر ہمارا سارا فوکس ہاتا جنگل کی بجائے شامار کی پہاڑیوں پر مرکوز ہونا چاہئے چیف تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی اور گروپ کسی طور پر شامار پہاڑیوں میں موجود اسپیس سنٹر تک نہ پہنچ سکے“...... شیکھر نے کہا۔

”وہاں کے حفاظتی انتظامات پہلے ہی انتہائی سخت اور فول پروف ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی ان پہاڑیوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ میں نے ان تمام راستوں کی بھی ہارڈ سیکشن سے پکٹنگ کرا دی ہے جن راستوں سے گزر کر عمران اور اس کے ساتھی شامار پہاڑیوں کی طرف جا سکتے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی تو ہلاک ہو چکے ہیں اگر پاکیشیا سے کوئی اور ٹیم آئی تو وہ بھی کسی طرح اس علاقے تک

نہیں پہنچ سکے گی''...... شاگل نے کہا۔

''میں جانتا ہوں چیف کہ آپ نے ہارڈ گروپ کو وہاں بھیجا ہے جس کی انچارج مادام شوبھا ہے لیکن کیا آپ کے خیال میں مادام شوبھا اور اس کے ساتھی عمران یا اس کے ساتھیوں کا راستہ روکنے کی صلاحیت رکھتے ہیں''...... شیکھر نے کہا تو شاگل چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو''...... شاگل نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''چیف ہمیں ڈاج دینے کے لئے پاکیشیا سے دو ٹیمیں بھی تو کافرستان پہنچ سکتی ہیں۔ ان میں سے ایک ٹیم ہاتار جنگل کی طرف جا سکتی ہے تاکہ ہماری توجہ اسی طرح مبذول رہے اور دوسری ٹیم شامار پہاڑیوں کی طرف جائے۔ ہاتار کی طرف جانے والی ٹیم بظاہر یہی ظاہر کرے کہ وہ صرف میزائل اسٹیشن کی تباہی کے لئے آئے ہیں جبکہ ان کا اصل ٹارگٹ اسپیس سنٹر ہو۔ عمران اور اس کے ساتھی اگر یہاں موجود تھے تو ظاہر ہے انہوں نے اسپیس سنٹر کو ہی نشانہ بنانا ہوگا کیونکہ اگر ان کا ارادہ میزائل اسٹیشن تباہ کرنے کا ہوتا تو وہ دارالحکومت کی بجائے کرامبا کے علاقے میں ہوتے اور اس راستے سے وہ جنگل میں پہنچ سکتے تھے۔ وہ سمندری راستے کے ذریعے کافرستان آئے ہیں اور سمندری راستے سے کرامبا پہنچنا ان کے لئے بھلا کیا مشکل ہو سکتا تھا''...... شیکھر نے کہا۔

''اس بات کا مادام شوبھا سے کیا تعلق''...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مادام شوبھا کا گروپ نیا ہے چیف اور مادام شوبھا عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جانتی تو ہے لیکن اس کا ان سے کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا ہے اور نہ ہی وہ ان کے کام کرنے کے انداز کو جانتی ہے۔ ممکن ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی میزائل اٹیک میں ہلاک ہو گئے ہوں۔ اگر ان کی ہلاکت کی اطلاع دوسرے گروپ کو ملے گی تو کیا وہ اپنا راستہ تبدیل نہ کر دیں گے کہ میزائل اسٹیشن کی بجائے اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے کا مشن پورا کریں۔ جب تک وہ اسپیس سنٹر کو تباہ نہ کر لیں گے اس وقت تک ان کا مشن پورا نہیں ہو سکتا ہے اور ممکن ہے کہ ان کا کوئی اور گروپ بھی یہاں دارالحکومت میں ہی ہو''...... شیکھر نے کہا۔

''مجھے اب بھی تمہاری کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے نانسنس۔ تم جو کہنا چاہتے ہو صاف صاف کہو''...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''باس یہ یقینی بات ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اسپیس سنٹر کے ساتھ میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی تعداد دس ہے۔

اب ہم نہیں جانتے کہ ٹاپ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر میں عمران سمیت کتنے افراد موجود تھے۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ وہاں واقعی اکیلا

عمران ہو اور باقی سب وہاں سے نکل گئے ہوں۔ اگر ایسا ہوا ہے تو
وہ اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے اور زیادہ فعال ہو جائیں گے
اور ان کی پہلی ترجیح یہی ہوگی کہ وہ فاسٹ ایکشن کر کے شامار سنٹر
کو تباہ کر دیں اگر وہ سب بھی ہلاک ہو گئے ہیں تو پاکیشیا سیکرٹ
سروس کا دوسرا گروپ جس کے ذمہ عمران نے ہاتار جنگل میں
میزائل اسٹیشن کی تباہی کا مشن لگایا ہوگا تو ان کی بھی ڈائریکشن
تبدیل ہوسکتی ہے اور وہ میزائل اسٹیشن کی تباہی کا خیال دل سے
نکال کر اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے کے لئے جا سکتے ہیں اور میں
واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ مادام شوبھا میں وہ صلاحیتیں نہیں
ہیں کہ وہ عمران کے کسی بھی ساتھی کا راستہ روک سکے''۔ شیکھر نے
اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''تو تم کیا چاہتے ہو کہ میں مادام شوبھا اور اس کے سیکشن کو
وہاں سے ہٹا لوں''...... شاگل نے کہا۔

''یس چیف۔ اگر آپ مادام شوبھا اور اس کے سیکشن کو وہاں
سے نہیں ہٹانا چاہتے تو پھر آپ بلیک سیکشن کو بھی وہاں تعینات کر
دیں۔ بلیک سیکشن کا انچارج گپتا ہے اور گپتا نہ صرف عمران اور اس
کے ساتھیوں کے کام کرنے کا انداز جانتا ہے بلکہ وہ کئی بار ان سے
ٹکرا بھی چکا ہے اور اگر کوئی عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کر
سکتا ہے تو وہ گپتا اور اس کا بلیک سیکشن ہے جس کے مقابلے پر
عمران کے ساتھی تو کیا خود عمران بھی آ جائے تو اسے بھی لینے کے

دینے پڑ سکتے ہیں''...... شیکھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ گپتا واقعی انتہائی ذہین اور باصلاحیت
آدمی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا سامنا کرنے اور ان سے
لڑنے کا حوصلہ مجھ میں اور گپتا میں ہے۔ جس طرح میں عمران اور
اس کے ساتھیوں کے راستے کی دیوار بن کر انہیں آگے بڑھنے اور
ان کے مشن پورا کرنے کے سے روکتا ہوں اسی طرح گپتا بھی اپنی
مثال آپ ہے۔ اگر اسے مادام شوبھا کے ساتھ منسلک کر دیا جائے
تو عمران کے ساتھی یا خود عمران بھی کیوں نہ ہو وہ کسی بھی صورت
میں آگے نہ بڑھ سکیں گے اور گپتا کی شکل میں یقیناً انہیں موت کا
ہی سامنا کرنا پڑے گا''...... شاگل نے کہا۔

''تو پھر گپتا کو کال کریں چیف اور انہیں فوری طور پر شامار کے
علاقے میں بھیج دیں۔ گپتا نے اس علاقے کا چارج سنبھال لیا تو
ہم اس بات سے قطعی طور پر مطمئن ہو جائیں گے کہ عمران اور اس
کے ساتھی وہاں کسی طرح پہنچ سکیں گے۔ وہ یہاں دارالحکومت یا
شامار کے اردگرد کے علاقوں میں ہی سر ٹکراتے رہ جائیں گے۔ ایسی
صورت حال میں وہ یقینی طور پر کسی نہ کسی کے سامنے آ جائیں گے
اور جیسے ہی ان کا پتہ چلے گا ہم جا کر فوراً ان کی گردنیں دبوچ سکتے
ہیں''...... شیکھر نے کہا۔

''ویل ڈن۔ تمہارے دماغ میں واقعی عقل موجود ہے۔ عمران
کے ہلاک ہونے کا تو مجھے یقین ہے لیکن اس کے ساتھی اس کے

ساتھ تھے یا نہیں یہ اس وقت تک کنفرم نہیں ہو سکتا جب تک ملبے سے ان کی لاشیں نہ مل جائیں۔ اگر ہلاک ہونے والا عمران تھا اور باقی سب پہلے ہی عمارت سے نکل چکے ہوں گے تو وہ واقعی اور زیادہ الرٹ ہو جائیں گے اور ان کی یہی کوشش ہو گی کہ وہ جلد سے جلد ٹارگٹ تک پہنچ کر اسے ہٹ کر سکیں اور تمہاری یہ بات بھی درست معلوم ہو رہی ہے کہ اس بار عمران اپنے ساتھیوں کے دو گروپ بنا سکتا ہے جس میں سے ایک گروپ عمران کی سرکردگی میں اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے جا سکتا ہے اور دوسرا گروپ ہاتار جنگل میں میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے پہنچ سکتا ہے اور اگر دوسرے گروپ کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی خبر مل گئی تو وہ میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کی بجائے اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے کو ترجیح دیں گے“...... شاگل نے کہا۔

”یس چیف“...... شیکھر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم سرکاری طور پر گپتا کو لیٹر بھجوا دو تاکہ وہ فوری طور پر اپنا گروپ لے کر مادام شوبھا کو جوائن کر لے اور اپنے افراد سے کہو کہ وہ جلد سے جلد ملبہ ہٹائیں میں یہ جاننے کے لئے بے چین ہو رہا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں“...... شاگل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یس چیف“...... شیکھر نے کہا۔ اس نے شاگل کو سلام کیا اور پھر مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شاگل

کے چہرے پر بدستور پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اس نے ٹاپ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کو میزائلوں سے تباہ تو کرا دیا تھا لیکن میزائلوں کی تباہی ایک سے ڈیڑھ منٹ بعد ہوئی تھی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے یہ وقفہ وہاں سے نکلنے کے لئے کافی تھا وہ اس دوران عمارت سے نکل کر دور بھی جا سکتے تھے اور شاگل دل ہی دل میں یہی دعا مانگ رہا تھا کہ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایسا کوئی موقع نہ ملا ہو اور وہ واقعی اس عمارت کے ملبے تلے ہمیشہ کے لئے دفن ہو گئے ہوں۔

"گیٹ کے نچلے حصے کی طرف لڑھک جاؤ کہنیاں زمین سے لگا کر اپنے سر زمین کی طرف جھکا لو"...... آگ اور ملبے کے طوفان کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر عمران نے چیختے ہوئے کہا اور خود بھی تیزی سے کروٹیں بدلتا ہوا گیٹ کی طرف لڑھکتا چلا گیا اور گیٹ کے قریب پہنچ کر اس نے اپنا جسم پلٹایا اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر اور کہنیاں زمین پر ٹکا کر اپنا سر بازوؤں میں چھپا لیا۔ اس سے پہلے کہ آگ اور ملبہ ان پر گرتا وہ سب گیٹ کے نچلے حصے کی جڑ سے لگ گئے۔ عمران کے ساتھی بھی عمران کی پوزیشن میں زمین سے چپک گئے تھے ملبہ پوری قوت سے گیٹ سے ٹکرایا اور گیٹ اکھڑ کر دور جا گرا اور عمران اور اس کے ساتھیوں پر مٹی اور چھوٹے چھوٹے کنکروں کی برسات ہونا شروع ہو گئی۔ کنکر اور مٹی ان کی کمر پر گر رہی تھی۔ ان کے جسم مٹی اور چھوٹے چھوٹے کنکروں میں مکمل طور پر چھپ گئے۔ پھر جیسے ہی گرد و غبار اور آگ کا طوفان ختم ہوا

عمران فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ گرد و غبار میں اٹ کر وہ بھوت جیسے دکھائی دے رہے تھے۔

"تم سب ٹھیک ہو"...... عمران نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"صرف بھوت بنے ہیں باقی سب ٹھیک ہے"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم مردوں کے بھوت بننے کا تم کہہ سکتی ہو لیکن اپنے اور جولیا کے لئے بھوت کہنا مناسب نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ ہماری بھی تو آپ جیسی ہی حالت ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"بھوت مذکر ہوتے ہیں اور تم دونوں مؤنث ہو اس لئے تم دونوں بھوت نہیں بن سکتیں بلکہ تم اپنے اور جولیا کے لئے بھوتنیاں کہتی تو بہتر ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم میزائل بلاسٹ ہونے سے پہلے برآمدے سے گزر کر گیٹ کے پاس آ گئے تھے۔ اگر ہم عمارت میں ہوتے تو عمارت کے ساتھ ہمارے بھی پرخچے اُڑ گئے ہوتے"...... صفدر نے اپنا لباس جھاڑتے ہوئے کہا۔

''یہ تو عمران صاحب کی چھٹی حس کا کمال ہے کہ انہیں عمارت پر میزائلوں کے حملے کا پہلے ہی احساس ہو گیا تھا اور یہ ہمیں عمارت سے فوراً باہر نکال لائے تھے ورنہ واقعی ہمارا انجام برا ہوتا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اللہ کو ابھی ہماری زندگیاں مقصود تھیں اس لئے ہم بچ گئے اس میں عمران کا کیا کمال ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی اس میں بھلا عمران کا کیا کمال ہو سکتا ہے۔ عمران کا کمال تو شادی کے بعد ہی ہو گا۔ کیوں جولیا''...... عمران نے کہا تو وہ سب عمران کی بات سن کر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ جولیا اور تنویر عمران کی بات کا مطلب سمجھ کر برے برے منہ بنانے لگے۔

''آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ آپ کی شادی کے بعد جب آپ کا بیٹا ہو گا تو آپ اس کا نام کمال رکھیں گے''...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے شادی کے بعد ہی کمال ہو سکتا ہے اس سے پہلے تو سوچا بھی نہیں جا سکتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''یہ تم نے کیا بیہودہ باتیں کرنی شروع کر دی ہیں نانسنس''۔ جولیا نے عمران کو غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''بے ہودہ سے اگر تم بے کو نکال دو تو ہودا فارسی کا لفظ ہے

جس کے معنی، درست، بجا اور برحق ہوتے ہیں اور اس سے پتہ چل رہا ہے کہ تم میری بات سے متفق ہو جو اسے درست قرار دے رہی ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا غرا کر رہ گئی۔

''کبھی تو موقع محل دیکھ لیا کرو نانسنس۔ ہم کہاں اور کس حال میں ہیں۔ ہمیں یہاں سے نکلنے کا سوچنا چاہئے اور تم یہاں باتیں بگھار رہے ہو''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا کروں۔ بگھاری تو دال جاتی ہے لیکن تنویر کے سامنے بھلا میری دال کیسے گل سکتی ہے اس لئے باتیں بگھار کر ہی کام چلا رہا ہوں''...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں زیادہ دیر یہاں نہیں رکنا چاہئے۔ دشمن ہماری لاشیں تلاش کرنے کے لئے کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں''۔ ناٹران نے کہا جو اب تک خاموش کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا۔

''ٹھیک ہے چلو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ ناٹران کے ہمراہ دور نظر آنے والے گھنے درختوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''آپ یہاں رکیں۔ میں درختوں کے جھنڈ سے جیپ نکال کر لاتا ہوں جو میں نے پہلے سے ہی وہاں چھپائی ہوئی ہے''۔ ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ناٹران تیز تیز چلتا ہوا درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑی جیپ لے کر آ گیا۔ عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ باقی

سب جیپ کے پچھلے حصے میں سوار ہو گئے اور ناٹران انہیں لے کر روانہ ہو گیا۔ وہ جیپ درختوں کے اندر بنے ہوئے راستوں میں دوڑا رہا تھا تاکہ اگر وہاں ان کی چیکنگ کے لئے کوئی ہیلی کاپٹر آ جائے تو وہ آسانی سے انہیں نظر نہ آ سکیں۔ درختوں کے جھنڈ سے کچھ فاصلے پر ایک نہر بہہ رہی تھی۔ ناٹران جیپ اس نہر کے ساتھ ساتھ دوڑا رہا تھا۔ کافی دور جا کر ایک پل آیا تو اس نے جیپ اس پل پر ڈال دی اور پھر وہ جیپ ایک طویل میدانی علاقے میں دوڑاتا لے گیا۔ دو گھنٹے مسلسل سفر کرنے کے بعد ناٹران انہیں لے کر ایک چھوٹے سے قصبے میں آ گیا۔

''یہ ہولتان قصبہ ہے۔ یہاں ہم محفوظ رہ سکتے ہیں''...... ناٹران نے کہا۔

''ہم یہاں خود کو محفوظ کرنے کے لئے نہیں بلکہ کام کرنے آئے ہیں اور ہمارا مقصد شامار پہاڑیوں میں پہنچنے کا ہے جہاں ہمیں اسپائی سیٹلائٹ کو کنٹرول کرنے والے اسپیس سنٹر کو تباہ کرنا ہے''۔ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پہلے ہم اپنے حلیئے تو درست کر لیں اس کے بعد ہم پلاننگ بنائیں گے اور پھر شامار کی پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ ایسی حالت میں ہم کسی اور طرف گئے تو آسانی سے دھر لئے جائیں گے۔ یہ تو ہمارے چہروں پر گرد و غبار ہے جس سے ہمارے چہرے چھپ گئے ہیں ورنہ ہم اس وقت میک اپ میں نہ ہونے کی

وجہ سے آسانی سے مارک ہو سکتے ہیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''عمران ٹھیک کہہ رہا ہے تنویر۔ جب تک ہم اپنے حلیئے درست نہیں کر لیتے اور دوبارہ میک اپ نہیں کر لیتے ہمارا اس طرح کھلے عام گھومنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم چپ بیٹھو''...... جولیا نے قدرے ناگواری سے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ناٹران مختلف راستوں سے جیپ گزار کر ایک حویلی میں لے آیا۔ حویلی نئے طرز کی تھی اور خاصی وسیع و عریض تھی۔

''یہ کس کی حویلی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ اس قصبے کے سردار دلیر سنگھ کی حویلی ہے اور سردار دلیر سنگھ اپنا ہی آدمی ہے لیکن وہ ان دنوں اپنے کسی نجی کام کے سلسلے میں گریٹ لینڈ گیا ہوا ہے۔ اس کے آدمی سردار دلیر سنگھ کی طرح میرا حکم بھی مانتے ہیں''...... ناٹران نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ناٹران نے جیپ حویلی کے گیٹ کے سامنے روکی اور اپنا ہاتھ سر سے بلند کر کے دو انگلیاں کھول کر انگریزی حرف وی کی شکل میں بنائیں۔ جیسے ہی اس نے وکٹری کا نشان بنایا اسی لمحے گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ گیٹ کھلتے ہی ناٹران جیپ اندر لے گیا اور پھر اس نے جیپ پورچ میں لے جا کر روک دی جہاں نئے ماڈل کی دو جدید کاریں اور ایک بند باڈی والی وین کے ساتھ دو

جیپیں بھی موجود تھیں۔

جیپ رکتے ہی وہ سب اتر آئے۔ اسی لمحے برآمدے میں ایک ادھیڑ عمر آدمی نمودار ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ناٹران، عمران اور اس کے ساتھیوں کو سلام کیا۔

"یہ سب سردار دلیر سنگھ کے مہمان ہیں نٹور لال۔ انہیں اندر مہمان خانے میں لے جاؤ"...... ناٹران نے اس ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو ادھیڑ عمر آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان کے حلیئے دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے تھے لیکن اس نے زبان سے ایک بات بھی نہ کی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک نئے اور جدید طرز کے فرنیچر اور قیمتی سامان سے آراستہ ہال نما کمرے میں تھے۔ کمرے میں ان کی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔

"آپ سب نہا دھو کر اپنی حالت درست کر لیں۔ میں آپ سب کے لئے نئے لباسوں کا بندوبست کراتا ہوں"...... نٹور لال نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

تھوڑی دیر میں ناٹران بھی وہاں آ گیا۔ عمران، ناٹران سے باتیں کرنے لگا جبکہ باقی سب نہا دھو کر اپنے حلیئے درست کرنے لگے۔ ان کے بعد عمران اور ناٹران نے بھی اپنے حلیئے درست کئے۔ نٹور لال نے ان کے ماپ کے لباس انہیں لا کر دے دیئے تھے۔ ان سب نے وہ لباس پہن لئے۔ ناٹران کے کہنے پر نٹور لال ان کے کھانے پینے کا انتظام کرنے لگا اور پھر کھانے پینے سے فارغ ہو کر

وہ سب سٹنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے۔

"میرے خیال میں اب ہمیں وقت ضائع کئے بغیر یہاں سے شامار پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ادھر ادھر بھٹکتے رہ جائیں اور شاگل یا سپیشل سروس کی چیف مادام رادھا پھر ہم تک پہنچ جائیں۔ اس طرح آخر ہم کب تک ان سے چھپتے اور بھاگتے پھریں گے"...... جولیا نے سنجیدگی سے کہا۔

"مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں عمران صاحب۔ اب تو ہمیں منوہر کے ذریعے اسپیس سنٹر کی اصل لوکیشن کا بھی پتہ چل چکا ہے تو پھر ہم یہاں رک کر اپنا وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں۔ ہمیں فوراً اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے نکل پڑنا چاہئے"...... صفدر نے بھی جولیا کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"اس کا جواب ناٹران کے پاس ہے۔ جواب دو انہیں ناٹران"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"بس آج رات تک اور انتظار کر لیں۔ صبح ہوتے ہی ہم یہاں سے نکل جائیں گے اور پھر کاہنگ کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ کاہنگ ان شامار پہاڑیوں کے قریب واقع ایک قصبہ ہے۔ ہم وہاں پہنچ گئے تو ہمارے لئے شامار پہاڑیوں میں داخل ہونا مشکل ثابت نہ ہو گا۔ میرے آدمی کاہنگ جانے کے انتظامات کر رہے ہیں اور سارے انتظامات صبح تک مکمل ہو جائیں گے"۔ ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ ہم صبح تک احمقوں کی طرح انتظار کریں"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"تو ہم نے کب تمہیں عقلمند بننے سے منع کیا ہے۔ تم عقلمندوں کی طرح ابھی جانا چاہو تو جا سکتے ہو"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"میں سنجیدگی سے بات کر رہا ہوں عمران"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو میں تم سے کون سا مذاق کر رہا ہوں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کو کسی کی آمد کا انتظار ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے جبکہ عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

"کسی کی آمد کا انتظار۔ کیا مطلب"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شاگل یا مادام رادھا کو اگر یہ بات معلوم ہو گئی کہ ہمیں منوہر کے ذریعے شامار کی پہاڑیوں میں موجود اسپیس سنٹر کا علم ہو چکا ہے تو ظاہر ہے وہ ہمیں کھل کر کام نہیں کرنے دیں گے اس لئے لامحالہ وہ اب یہاں ہمارے مقابلے پر خود آ سکتے ہیں یا پھر اپنے طاقتور گروپس کو بھیج سکتے ہیں جو ان کے خیال کے مطابق ہمارا مقابلہ کر سکتے ہوں اور یقیناً عمران صاحب کو اسی ایجنٹ کی آمد کا انتظار ہو

گا"...... کیپٹن شکیل نے اپنی بات کی پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل بالکل درست کہہ رہا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم واقعی اسپیس سنٹر کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں"۔ صالحہ نے چونکتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آنے والا ایجنٹ خود ہمیں بتائے گا کہ اسپیس سنٹر کہاں ہے یا وہ ہمیں وہاں اپنے ساتھ لے جائے گا"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ وہ خود کچھ نہیں بتائے گا۔ انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ہمیں شامار پہاڑیوں میں موجود اسپیس سنٹر کا علم ہے۔ وہ یہاں آ کر ہمارے خلاف کوئی نہ کوئی ٹریپ بچھائے گا اور وہ جو بھی ٹریپ بچھائے گا اس اسپیس سنٹر کے گرد ہی بچھائے گا اور وہ ایجنٹ اور اس کے آدمی لازماً ہماری نظروں میں آ جائیں گے اور پھر ان سے ہی اسپیس سنٹر کے درست محل و وقوع کا پتہ لگایا جا سکتا ہے"۔ صالحہ نے جواب دیا۔

"گڈ شو صالحہ۔ تم نے واقعی بہترین تجزیہ کیا ہے۔ میرا بھی یہی اندازہ تھا"...... کیپٹن شکیل نے صالحہ کی طرف تحسین بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس ہو گیا اب میرا حال تمام شد"...... عمران نے رو دینے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

والے لہجے میں کہا تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ نام شد سے تمہاری کیا مراد ہے"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے کیپٹن شکیل ہی تھا جو میرے دل و دماغ میں گھس کر میری ہر بات سمجھ لیتا تھا اور اب صالحہ بھی ایسا ہی کر رہی ہے۔ یہ تو وہی بات ہوگئی۔ یک نہ شد دو شد۔ اب سوچو میرا کیا ہوگا"...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اگر کیپٹن شکیل اور صالحہ کی باتیں درست ہیں تو پھر ہمیں آنے والے اس ایجنٹ کو پکڑ کر اس سے ساری بات اگلوانی ہوگی"۔ جولیا نے کہا۔

"یہ کام عمران اگر میرے ذمہ لگا دے تو میں اس ایجنٹ سے اسپیس سنٹر کی ہر بات اگلوا لوں گا"...... تنویر جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا، نے یکلخت چہک کر کہا۔

"اس کے لئے ہمیں کاہنگ جانا پڑے گا اور چونکہ یہ طویل سفر ہے اس لئے ناٹران ہمارے لئے خصوصی انتظامات کرا رہا ہے تاکہ ہم بخیر و عافیت وہاں پہنچ سکیں"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ انہوں نے ایک رات وہاں آرام کیا اور پھر دن نکلتے ہی ناٹران انہیں ایک بند باڈی والی وین میں لے کر روانہ ہوگیا۔ دو روز کے مسلسل سفر کے بعد ناٹران انہیں لے کر کاہنگ پہنچ گیا۔ کاہنگ میں ناٹران نے ایک رہائش گاہ ہائر کی تھی

اس نے سب کو وہاں منتقل کر دیا۔ طویل اور تھکا دینے والے سفر نے ان کی حالت خراب کر دی تھی اس لئے وہ اب سوائے ریسٹ کرنے کے اور کچھ نہ کرنا چاہتے تھے۔ ناٹران نے انہیں کھانا کھلایا، کافی سرو کی اور پھر وہ آرام کرنے کے لئے الگ الگ کمروں میں چلے گئے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ سب گہری نیند سو گئے۔ عمران بھی اپنے کمرے میں آ کر بیڈ پر لیٹ گیا اور ان سارے حالات کا تجزیہ کرنے لگا۔ یکلخت عمران کو تیز اور انتہائی نامانوس بو کا احساس ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنا سانس روکتا اسی لمحے اس کا سر چکرایا اور وہ بے ہوش ہوتا چلا گیا۔

پھر جس طرح اس کے ذہن میں تیزی سے تاریکی چھائی تھی اسی تیزی سے غائب ہوگئی تو اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت کاہنگ والی رہائش گاہ کی بجائے ایک ہال نما کمرے میں موجود تھا۔ وہ ایک فولادی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بازو بھی کرسی کے بازوؤں پر رکھے ہوئے تھے۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم کسی گوند سے چپکا دیا گیا ہو۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو اس کے ساتھی بھی ایسی ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ سب بے ہوش تھے۔ وہاں ایک لمبا چوڑا اور ورزشی جسم والا نوجوان تھا جس کے ہاتھ میں ایک لمبے منہ والی

بوتل تھی اور وہ بوتل سب سے آخر میں موجود کیپٹن شکیل کی ناک سے لگا رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے چونکہ کاہنگ کی طرف سفر کرنے سے پہلے میک اپ کر لیا تھا اس لئے وہ سب اسی میک اپ میں تھے۔ اسی لمحے وہ نوجوان مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"سنو"...... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ آدمی اس کی آواز سن کر رک گیا اور پھر مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے"...... اس آدمی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہم کہاں ہے اور یہ میرے جسم کو کیا ہوا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے میرے جسم میں گردن سے نیچے جان ہی نہ ہو"...... عمران نے کہا اس کے لہجے میں حیرت اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"سوری۔ میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا"۔ نوجوان نے کہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

"حیرت ہے میں نے اس سے کون سا الجبرے کا سوال پوچھا تھا جو وہ مجھے جواب نہیں دے سکتا تھا"...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے ساتھی ایک ایک کر کے ہوش میں آتے چلے گئے۔ ان کے ساتھ ناٹران بھی موجود تھا۔

"یہ ہم کہاں ہیں اور ہمارے جسموں کو کیا ہوا ہے"...... ناٹران

نے عمران کا نام لینے سے گریز کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے کیا معلوم۔ میں تو اپنے کمرے میں سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ آنکھ کھلی تو یہاں تھا اور بیڈ کی بجائے کرسی پر اس طرح بے حس و حرکت بیٹھا ہوا ہوں۔ میری تو سچ میں عقل ہی ماؤف ہو گئی ہے"...... عمران نے کہا۔ وہ سب اپنے جسموں کو حرکت دینے سے معذور تھے۔ عمران کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس بار بھی انہیں وہی انجکشنز لگائے گئے ہیں جو منوہر نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو بے حس و حرکت کرنے کے لئے لگائے تھے۔ منوہر نے تو انہیں بے حس و حرکت کرنے کے انجکشن لگا کر رسیوں سے بھی بندھوا دیا تھا لیکن یہاں انہیں رسیوں سے نہ باندھا گیا تھا۔ وہ بے حس و حرکت ہو کر کرسیوں پر ایسے بیٹھے ہوئے تھے جیسے کرسیوں میں موجود میگنٹ پاور نے انہیں گرفت میں لے رکھا ہو۔ وہ سب حیرت اور پریشانی کے عالم میں مقامی زبان میں ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ ان کی یہی کوشش تھی کہ وہ ایک دوسرے کو نام لے کر نہ پکاریں۔ کیونکہ ان کی آوازیں کہیں سنی بھی جا سکتی تھیں اس لئے وہ انتہائی محتاط انداز میں باتیں کر رہے تھے جیسے چند دوست عجیب و غریب اور ناقابل یقین حالات کا شکار بن گئے ہوں اور خود کو اپنی رہائش گاہ کی بجائے نئی جگہ پر پا کر واقعی پریشان ہوں۔ ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور

شاگل اندر داخل ہوا۔ شاگل کو دیکھ کر عمران اور اس کے ساتھی دنگ
رہ گئے۔ وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ اس بار وہ شاگل کی قید میں
ہوں گے۔ شاگل اکیلا نہیں تھا اس کے ساتھ فوجی وردی میں ایک
اور ادھیڑ عمر آدمی تھا جس کے کاندھے پر لگے ہوئے سٹارز سے پتہ
چل رہا تھا کہ وہ کرنل ہے۔ اس آدمی کے سینے پر اس کے نام اور
رینک کا بیج بھی لگا ہوا تھا جس پر گپتا لکھا ہوا تھا۔ گپتا کے انداز
میں بے پناہ پھرتی تھی۔ فراخ پیشانی اور چمکدار آنکھیں اس کی
ذہانت کی غماز تھیں۔ وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے اور ان کے
سامنے پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ان دونوں کے پیچھے دو مشین
گن بردار بھی تھے جو اندر آتے ہی ان دونوں کے پیچھے بڑے
مؤدبانہ اور چوکس انداز میں کھڑے ہو گئے تھے۔

''تم میں سے علی عمران کون ہے''...... گپتا نے ان سب کی
طرف باری باری دیکھتے ہوئے کہا۔ شاگل بھی ان کی جانب گہری
نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''ہم اپنا نام بعد میں بتائیں گے پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور
ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے۔ ہمارا کیا قصور ہے۔ ہم تو مقامی
افراد ہیں''...... عمران نے انتہائی پریشانی سے اور بوکھلائے ہوئے
لہجے میں کہا۔ وہ عام آدمی کے انداز میں بات کر رہا تھا۔

''جو سوال پوچھا جا رہا ہے اس کا جواب دو''...... شاگل نے
انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''ہم تو مقامی افراد ہیں جناب۔ میرا نام مادھو ہے۔ یہ سورج
ہے، یہ کاشی ناتھ ہے اور سب سے آخر میں بیٹھا ہوا سکھویر سنگھ ہے
اور ان خواتین کا نام سادھنا اور ارادھنا ہے''۔ عمران نے بڑے
سادہ سے لہجے میں کہا۔

''میرا نام گپتا ہے اور یہ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف
شاگل ہیں''...... گپتا نے کہا۔

''گپتا، چیف شاگل۔ لیکن ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے اور
ہمارے جسموں کو کیا ہوا ہے ہم حرکت کیوں نہیں کر پا رہے
ہیں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''تم سب کو مفلوج کیا گیا ہے۔ ہم نے تمہاری رہائش گاہ پر
ریڈ کیا تھا اور تم سب کو اٹھا کر یہاں لے آئے تھے۔ تمہارے
کاغذات ہم نے چیک کئے ہیں۔ سب کاغذات درست ہیں لیکن تم
پچھلے تیس گھنٹوں سے مسلسل سفر کر رہے تھے۔ تم سب ہولٹان سے
چلے تھے اور پھر تم نے چند جگہوں پر کچھ دیر کے لئے ریسٹ کیا تھا
لیکن زیادہ تر تمہارا سفر جاری رہا تھا۔ ہم مسلسل تمہاری نگرانی کرتے
رہے ہیں۔ ہولٹان سے تمہارا کاہنگ آنے کا مقصد کیا ہے یہ
بتاؤ''...... گپتا نے کرخت لہجے میں کہا تو عمران ایک طویل سانس
لے کر رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ان کے مسلسل سفر کو چیک کیا گیا ہے
اور وہ انتہائی طویل فاصلہ طے کر کے یہاں پہنچے تھے اسی لئے انہیں
اس طرح ان کی رہائش گاہ سے بے ہوش کر اٹھا کر پوچھ گچھ کے

لئے یہاں لایا گیا تھا۔

”ہم یہاں محض گھومنے پھرنے اور سیر و تفریح کے لئے آئے ہیں جناب اور ہمارا یہاں آنے کا کیا مقصد ہوسکتا ہے۔ آپ نے ہمارے سیاحت کے کاغذات چیک نہیں کئے“...... عمران نے اس بار منہ بنا کر کہا۔

”ہم نے سب کاغذات چیک کر لئے ہیں۔ ہم نے یہاں لا کر تمہارے میک اپ چیک کئے ہیں۔ ہم ہر قسم کے کیمیکلز، لوشن اور میک اپ واشر استعمال کر چکے ہیں لیکن تمہارے چہروں پر سے میک اپ واش نہیں ہوا ہے۔ ہم نے ڈبل کراس ریز کا بھی استعمال کیا تھا لیکن اس کے باوجود تمہارے میک اپ جوں کے توں موجود ہیں جبکہ یہاں موجود میک اپ چیکر مشین مسلسل کاشن دے رہی ہے کہ تم سب میک اپ میں ہو۔ پھر ہم تمہیں ہوش میں لائے تا کہ تم آپس میں باتیں کرو اور تمہاری باتوں سے ہم سمجھ سکیں کہ تم کون ہو لیکن تم لوگوں نے جان بوجھ کر ایسی باتیں کرنی شروع کر دیں تا کہ ہم تمہارے بارے میں کوئی اندازہ نہ لگا سکیں۔ تم میں سے کسی نے ایک بار بھی ایک دوسرے کا نام نہیں لیا تھا اگرچہ تم سب بہت چالاک اور ہوشیار بننے کی کوشش کر رہے ہو لیکن اس کے باوجود میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تم عام افراد نہیں ہو۔ پاکیشیائی ایجنٹ ہو“...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیائی ایجنٹ۔ کیا مطلب جناب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے

ہیں۔ ہم بھلا پاکیشیائی ایجنٹ کیسے ہو سکتے ہیں اور ہم میں سے کوئی بھی میک اپ میں نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کی کاشن مشین خراب ہو اور وہ آپ کو غلط کاشن دے رہی ہو“...... عمران نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارا یہ اعتماد مجھے اور زیادہ شک میں مبتلا کر رہا ہے۔ سچ بتا دو ہم تم سے رعایت کریں گے لیکن اگر تم اسی طرح سے جھوٹ بولتے رہے تو پھر تمہارا انجام برا ہوگا“...... گپتا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”ہم سچ بول رہے ہیں جناب“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ تم سچ نہیں بول رہے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تم عمران ہو علی عمران“...... شاگل نے گرجتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران اچھل پڑا جیسے وہ شاگل کی گرج سے واقعی خائف ہو گیا ہو۔

”آ۔ آ۔ آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے جناب۔ میں علی عمران نہیں ہوں“...... عمران نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کے چہرے پر زمانے بھر کا خوف طاری تھا۔ شاگل اور گپتا کی نظریں اس کے چہرے کا جائزہ لے رہی تھیں اور عمران کے چہرے پر ظاہر ہونے والا خوف اور پریشانی ان دونوں کے الجھن کا باعث بنی ہوئی تھی۔

”ہونہہ۔ یہ آسانی سے نہیں مانے گا۔ ایسا کرو گپتا کہ انہیں پندرہ منٹ کا وقت دے دو۔ یہ پندرہ منٹ میں اچھی طرح سے سوچ لیں۔ اگر یہ اصلیت بتا دیں تو پھر ہم ان کے ساتھ رعایت

کریں گے اور انہیں یہاں سے واپس بھیجنے کے انتظامات کر دیں گے لیکن اگر پندرہ منٹ بعد بھی یہ اپنے اسی بیان پر ڈٹے رہے تو پھر انہیں گولیاں مار دینا۔ غیر متعلق لوگوں کو یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جانا چاہئے“...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اوکے“...... گیتا نے کہا اور وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ شاگل تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”سوچ لو۔ پندرہ منٹ ہیں تمہارے پاس۔ یہ پندرہ منٹ تمہاری زندگی کے ضامن بھی بن سکتے ہیں اور تمہاری موت کے لمحات بھی“...... گیتا نے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور پھر دروازے سے نکلتا چلا گیا۔

”ہمارے ساتھ یہ سب آخر ہو کیا رہا ہے نٹور لال۔ تم نے تو کہا تھا کہ کاہنگ بے حد پرفضاء اور پرسکون علاقہ ہے جہاں قدیم ترین کھنڈرات بھی موجود ہیں اور یہاں کی آب و ہوا بھی بہت اچھی ہے اور تم ہمیں اس سارے علاقے کی سیر کراؤ گے پھر یہ سب“...... جولیا نے انتہائی خوف اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

”مجھے کیا معلوم تھا کہ یہاں آتے ہی یہ سب کچھ ہو جائے گا۔ یہ تو وہی مثال ہوئی کہ سر منڈواتے ہی اولے پڑ گئے۔ نجانے یہ لوگ ہمیں پاکیشائی ایجنٹ کیوں سمجھ رہے ہیں۔ یہ خود کہہ رہے ہیں

کہ ہمارے کاغذات درست ہیں۔ اگر انہیں پھر بھی شک ہے تو یہ ان کاغذات کی دارالحکومت سے تصدیق کرا لیں“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ زبردستی ہمیں ایجنٹ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اگر ہم ان کی بات نہ مانیں گے تو یہ ہمیں ہلاک کر دیں گے۔ یہ کہاں کا انصاف ہوا“...... صفدر نے بھی خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے تو یہ بے حد خطرناک لوگ لگ رہے ہیں۔ کچھ کریں مادھو صاحب ورنہ ہم سب بے موت مارے جائیں گے“...... صالحہ نے کہا۔

”اب میں کیا کروں۔ میں نے انہیں بتایا تو ہے کہ ہم وہ لوگ نہیں ہیں جن کی انہیں تلاش ہے لیکن وہ ہماری بات کا یقین ہی نہیں رہے ہیں“...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے عمران اپنے جسم کو مخصوص انداز میں حرکت دینے کی بھی کوشش کر رہا تھا۔ وہ یہ تو سمجھ گیا تھا کہ انہیں میگنٹ چیئرز پر جکڑا گیا تھا۔ ان کی گردنیں چونکہ کرسی کی پشت سے اوپر تھیں اس لئے وہ صرف گردنوں کو ہی حرکت دے سکتے تھے جبکہ ان کے جسم کرسیوں سے چپکے ہوئے تھے جنہیں وہ معمولی سی بھی حرکت نہ دے پا رہے تھے۔ عمران خود کو اس میگنٹ چیئر سے نجات دلانے کے لئے کوئی ترکیب سوچنے میں مصروف ہو گیا۔

"مادھو اگر تم اس طرح سوچتے رہے تو یہ پندرہ منٹ نکل جائیں گے اور پھر ہم سب بے موت مارے جائیں گے"...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر میں انہیں اس بات کا کیسے یقین دلاؤں کہ ہم واقعی دشمن نہیں ہیں۔ ان کی دشمنی دشمن ملک کے ایجنٹوں سے ہو سکتی ہے ہم سے نہیں اور انہیں یہ حق نہیں ہے کہ یہ اپنے ہی ملک کے بے گناہ افراد کو مار دیں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر کیا واقعی ہماری موت کا وقت آ گیا ہے"...... صالحہ نے روہانسی آواز میں کہا۔

"مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔ جب وہ ہماری کوئی بات مان ہی نہیں رہے تو ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔ اب ظاہر ہے ہم ان سے جھوٹ تو بول نہیں سکتے کہ ہم پاکیشیائی ایجنٹ ہیں یہ تو خود اپنے پیروں پر کلہاڑا مارنے والی بات ہو گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم کیوں خاموش ہو کاشی ناتھ۔ تم ہی ہمیں یہاں سیر کرانے کے لئے لائے ہو"...... عمران نے ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا جو واقعی اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"میں اب کیا کہوں۔ میری تو عقل ہی ماؤف ہو کر رہ گئی ہے"...... ناٹران نے بے بسی کے عالم میں کہا۔ پھر پندرہ منٹ گزر گئے اور گپتا اپنے دو مسلح افراد کے ساتھ وہاں آ گیا۔ اس بار اس کے ساتھ شاگل نہیں آیا تھا۔

"تو پھر کیا سوچا ہے تم نے"...... گپتا نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہم پاکیشیائی ایجنٹ نہیں ہیں جناب اور نہ ہی ہمارا کسی بھی دشمن ایجنٹ سے کوئی تعلق ہے۔ اگر آپ ہماری بات پر یقین کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ آپ چاہیں تو ہمیں گولیاں مار سکتے ہیں"...... عمران نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو پھر سب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... گپتا نے غراتے ہوئے کہا۔

"آپ ہمیں بے موت مار رہے ہیں جناب۔ یہ غلط ہے بالکل غلط"...... صفدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا غلط ہے اور کیا صحیح ہے مجھے اس کا علم ہے۔ ساونت، کمار"...... گپتا نے پہلے ان سے اور پھر اپنے ساتھ آئے ہوئے مشین گن برداروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ان دونوں نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گولیاں مار کر ان سب کو ہلاک کر دو"...... گپتا نے چیختے ہوئے کہا تو وہ دونوں مشین گنیں لے کر ان کے سامنے آ گئے۔ اب تو عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر موجود تشویش اور زیادہ پھیل گئی۔

"ایک بار پھر سوچ لیں جناب۔ بے گناہ افراد کو ہلاک کرنے سے آپ کو کوئی اعزاز نہیں ملے گا۔ ہم اس ملک کے شریف النفس

اور عزت دار شہری ہیں''..... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''فائر''..... گپتا نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو دونوں مسلح افراد نے یکلخت ٹریگر دبا دیئے۔ دوسرے لمحے ماحول یکلخت ان سب کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا لیکن ان کے منہ سے نکلنے والی چیخیں غیر ارادی تھیں کیونکہ مسلح افراد نے جیسے ہی ٹریگر دبائے مشین گنوں سے محض ٹھک ٹھک کی آوازیں ہی نکلی تھیں۔ ان سب کو خاموش ہوتے دیکھ کر گپتا یکلخت زور دار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''مشین گنیں خالی تھیں۔ میں تم لوگوں کو آخری حد تک دیکھنا چاہتا تھا۔ تم واقعی پاکیشیائی ایجنٹ نہیں ہو سکتے۔ پاکیشیائی ایجنٹ انتہائی زیرک، مضبوط دل والے اور نہایت قوت ارادی کے مالک ہوتے ہیں۔ خالی مشین گنیں چلنے سے اس طرح نہیں چیختے جس طرح سے تم چیخے ہو''..... گپتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تت۔ تت۔ تو کیا آپ کو یقین آ گیا ہے کہ ہم پاکیشیائی ایجنٹ نہیں ہیں''..... عمران نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''ہاں۔ آ گیا ہے یقین''..... گپتا نے کہا۔

''تو پھر ہمیں یہاں سے جانے دیں جناب ورنہ مشین گنوں سے نکلنے والی گولیوں کی تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے پہلے ہماری جان نکل جائے گی''..... عمران نے خوف بھرے لہجے میں کہا تو گپتا ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''ایک شرط پر تمہیں یہاں سے جانے کی اجازت مل سکتی

ہے''..... گپتا نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''ہمیں آپ کی ہر شرط منظور ہے جناب۔ آپ جو کہیں گے ہم وہی کریں گے۔ ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ پیارا کچھ نہیں ہے''۔ جولیا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

''ہم جیسے تم سب کو یہاں لائے ہیں اسی طرح واپس تمہاری رہائش گاہ میں پہنچا دیں گے۔ آج کا دن اور آج کی رات تم یہاں رک سکتے ہو لیکن کل صبح ہوتے ہی تمہیں یہاں سے واپس جانا ہو گا۔ یہ علاقہ غیر متعلق افراد کے لئے مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے اس لئے ہم تمہیں یہاں رکنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اگر تم کل صبح تک واپس روانہ نہ ہوئے تو تمہیں کوئی رعایت نہیں دی جائے گی اور فوراً گولیوں سے بھون دیا جائے گا''..... گپتا نے کرخت لہجے میں کہا۔

''ہمیں منظور ہے جناب۔ دل و جان سے منظور ہے۔ آپ کہیں تو ہم آج ہی یہاں سے واپس روانہ ہو جائیں گے''۔ عمران نے فوراً کہا۔

''نہیں۔ ہم نے تمہارے کاغذات تصدیق کے لئے دارالحکومت بھیجے ہیں۔ وہ کل صبح ہمیں مل جائیں گے۔ اگر کاغذات کی تصدیق ہو گئی تو تم سب یہاں سے واپس جا سکو گے ورنہ نہیں''..... گپتا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسا آپ کا حکم''..... تنویر نے کہا۔

Downloaded From http://paksociety.com

"نہیں۔ ایف ایف سکس کے انجکشن لگا کر بے ہوش کر دو اور پھر انہیں بند باڈی والی وین میں ڈال کر واپس ان کی رہائش گاہ میں چھوڑ آؤ"...... گپتا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے مشین گن برداروں سے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور گپتا مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور پھر وہ دروازے سے باہر نکل گیا۔

"شکر کرو کہ تمہاری جانیں بچ گئی ہیں ورنہ باس گپتا ان انسانوں میں سے نہیں ہے جو حراست میں لینے والے افراد کو اس طرح سے زندہ چھوڑ دے"...... ایک مشین گن بردار نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ گپتا صاحب کی مہربانی ہے جو انہیں ہم پر رحم آ گیا ورنہ ہم واقعی بے موت مارے جاتے"۔ عمران نے کہا۔ اس آدمی نے اپنی مشین گن اپنے ساتھی کو پکڑائی اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑی سرنج نکال لی۔ اس سرنج میں ہلکے زرد رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ سرنج کی سوئی پر کیپ لگا ہوا تھا۔ اس آدمی نے سوئی سے کیپ ہٹا کر ایک طرف اچھالا اور عمران کی طرف آ گیا۔

"کک کک۔ کیا ہے یہ انجکشن"...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"خاموش رہو"...... اس آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے عمران کی گردن کی دائیں سائیڈ پر انگوٹھا دبا کر اس کی ایک رگ

واضح کی اور پھر اس نے سرنج کی سوئی عمران کی گردن کی رگ میں اتار دی۔ عمران کو سوئی چبھنے کا احساس ہوا۔ اس آدمی نے ایک سی سی انجکشن عمران کی گردن میں انجیکٹ کیا اور پھر اس نے سوئی نکال لی اور عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ صفدر کو انجکشن لگا ہی رہا تھا کہ عمران کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا پھیلتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے سر جھٹک کر ذہن پر چھانے والا اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ دوسرے لمحے اس کی گردن ڈھلک گئی اور اس کے دماغ میں اندھیرا بھرتا چلا گیا اور پھر جس تیزی سے اس کا ذہن اندھیرے میں ڈوبا تھا اسی تیزی سے اس کے دماغ میں روشنی بھر گئی۔ عمران نے آنکھیں کھولیں اور پھر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا ہے۔ یہ تو ہماری رہائش گاہ ہے۔ وہ فولاد کی کرسیاں اور وہ جگہ کہاں گئی۔ کیا میں کوئی خواب دیکھ رہا تھا"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کے باقی ساتھی بھی وہاں موجود تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں ان سب کو بھی ہوش آ گیا اور ہوش میں آتے ہی ان کی بھی حالت عمران سے مختلف نہ ہوئی تھی۔ عمران نے ان کی طرف دیکھ کر آئی کوڈ میں انہیں سمجھایا کہ وہ یہاں بھی اسی طرح سے باتیں کریں جیسے وہ گپتا اور شاگل کی قید میں کر رہے تھے۔

"یہ تو کمال ہو گیا ہے۔ گپتا نے ہمیں واقعی زندہ چھوڑ دیا ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ گپتا کو ہماری باتوں پر یقین آ گیا تھا کہ ہم بے گناہ ہیں''...... صالحہ نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اور ہم نے جھوٹ بھی نہیں بولا تھا۔ ہمارا دور دور تک پاکیشیائی ایجنٹوں سے کوئی واسطہ نہ تھا تو وہ بھلا ہمیں بلا وجہ کیسے ہلاک کر سکتے تھے''...... صفدر نے کہا۔

''تھینک گاڈ۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے واقعی ہمیں نئی زندگی مل گئی ہو یا ہم موت کے منہ سے زندہ نکل آئے ہوں''۔ جولیا نے کہا۔

''اتنا خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ گپتا نے ہمیں یہاں صرف آج کے دن اور آج کی رات گزارنے کا کہا ہے۔ اس کے کہنے پر عمل کرتے ہوئے ہم صبح ہوتے ہی یہاں سے واپس چلے جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اب ہم یہاں کسی بھی صورت میں نہیں رکیں گے۔ میرا تو بس نہیں چل رہا ہے ورنہ میں تم سب کو لے کر ابھی واپس چل پڑوں''...... جولیا نے کہا۔ عمران نے انہیں اسی طرح باتیں کرتے رہنے کا اشارہ کیا پھر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس الماری میں اس کا سامان موجود تھا۔ اس نے اپنا بیگ نکالا اور اسے کھولنے لگا۔ اس کا بیگ پہلے بھی کھول کر شاید چیک کیا جا چکا تھا لیکن عمران نے بیگ کی خفیہ پاکٹ کھولی اور اس میں سے ایک چپٹا سا باکس نکال لیا۔ اس نے باکس کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین نکال لی جس پر ایک چھوٹی سی اسکرین بھی لگی ہوئی

تھی۔ عمران نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو مشین سے ہلکی ہلکی آواز نکلنے لگی اور ساتھ ہی اسکرین روشن ہو گئی اور سائیڈ پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بلب سپارک کرنا شروع ہو گیا۔ عمران نے مشین کے دو تین بٹن پریس کئے اور پھر وہ اس مشین کو لے کر کمرے میں گھومنے پھرنے لگا وہ کمرے میں موجود ایک ایک چیز کے پاس اس مشین کو لے جا رہا تھا۔ مشین پر اسے کوئی کاشن نہ مل رہا تھا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھا تو اچانک مشین کی اسکرین روشن ہو گئی اور اس پر ایرر کا نشان ابھر آیا۔ اس نشان کو دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ وہ واش روم میں گیا اور پھر واش روم سے نکل کر پوری عمارت میں گھومنے پھرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا۔ اس نے مشین کو آف کیا اور پھر اسے واپس بیگ کے خفیہ خانے میں رکھ دیا۔ اس کے ساتھی اسی طرح مسلسل ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ ان سب کے لہجوں سے پریشانی جھلک رہی تھی جیسے وہ جلد سے جلد وہاں سے واپس چلے جانا چاہتے ہوں۔

''اب ہمیں اپنے اپنے کمروں میں جا کر تھوڑی دیر ریسٹ کر لینا چاہئے''...... عمران نے انہیں آئی کوڈ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''ٹھیک ہے۔ واقعی بے ہوش رہنے کے باوجود ہمیں ابھی تک اپنے جسموں میں کسلمندی کا احساس ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر ہم

ریسٹ کر لیں گے تو شاید ہم نارمل ہو جائیں“...... صفدر نے کہا اور
پھر وہ تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے
دروازہ کھولا اور پھر وہ باری باری زمین پر یوں پاؤں مارنے لگے
جیسے وہ کمرے سے ایک ایک کر کے نکل رہے ہوں۔ عمران نے
انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر اس نے میز کی ایک دراز کھولی اور
اس میں پڑی ہوئی ایک نوٹ بک اور ایک پین نکال لیا۔ اس نے
تیزی سے نوٹ بک پر کچھ لکھا اور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

”پوری عمارت میں وائس بگ لگے ہوئے ہیں۔ ہماری آوازیں
اب بھی سنی جا رہی ہیں۔ اس لئے اب ہم خاموش رہیں گے اور
تحریر کے ذریعے ایک دوسرے سے بات چیت کریں گے“۔ عمران
نے پیڈ پر جو لکھا تھا جولیا نے اسے پڑھا اور پھر اس نے نوٹ بک
صفدر کی طرف بڑھا دی۔ صفدر نے عمران کا نوٹ پڑھ کر کیپٹن
شکیل کو دے دیا اسی طرح سب نے باری باری عمران کا لکھا ہوا
نوٹ پڑھا اور پھر ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اب کیا کرنا ہے۔ اگر وہ ہماری آوازیں سن رہے ہیں تو پھر
یقینی طور پر باہر وہ ہماری نگرانی بھی کر رہے ہوں گے“...... جولیا
نے نوٹ پیڈ پر لکھا۔

”ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہو گا ورنہ صبح تک اگر دارالحکومت
سے کاغذات جو کہ جعلی ہیں واپس آگئے تو اس بار گپتا یا شاگل ہم
سے بات چیت کرنے کے لئے ہمیں اغوا نہیں کریں گے بلکہ اس

عمارت کو ہی میزائلوں سے اُڑا دیں گے“...... عمران نے جواب
میں تحریر لکھی۔

”لیکن باہر مسلح افراد کی موجودگی میں ہم یہاں سے کیسے نکل
سکتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”ظاہر ہے یا تو ہمیں انہیں ڈاج دے کر نکلنا پڑے گا یا پھر
انہیں ہلاک کر کے“...... عمران نے کہا۔

”اس کے لئے پہلے تو یہ دیکھنا ہو گا کہ باہر کتنے افراد موجود
ہیں جو ہماری نگرانی پر مامور ہیں اس کے بعد ہی فیصلہ کیا جا سکتا
ہے کہ انہیں ڈاج دے کر نکلا جائے یا ہلاک کر دیا جائے“...... جولیا
نے کہا۔

”یہ میں چیک کر آتا ہوں“...... ناٹران نے کہا تو ان سب نے
اثبات میں سر ہلا دیئے اور ناٹران تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے
باہر نکل گیا۔

”اگر ان کی تعداد زیادہ ہوئی تو کیا کریں گے“...... جولیا نے
نوٹ پیڈ پر لکھ کر عمران کو دیا۔

”ناٹران نے بتایا تھا کہ اس عمارت کے خفیہ تہہ خانے میں ہر
قسم کا اسلحہ موجود ہے جن میں گیس کپسول اور گنیں بھی شامل ہیں۔
ہم ان پر فائرنگ نہیں کریں گے بلکہ انہیں بے ہوش کر کے یہاں
سے نکل جائیں گے“...... عمران نے جواب دیا۔

”اس طرح تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ ہم وہی ہیں جن کی

انہیں تلاش ہے“...... جولیا نے کہا۔

”یہ بات تو انہیں صبح کاغذات کی حقیقت معلوم ہونے پر بھی پتہ چل جائے گی اس لئے اب ہمارے پاس رسک لینے کے سوا کوئی آپشن نہیں ہے“...... عمران نے جواب دیا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی ہی دیر میں ناٹران واپس آ گیا۔

”باہر بیس مسلح افراد موجود ہیں جنہوں نے غیر محسوس انداز میں چاروں طرف سے اس رہائش گاہ کو گھیر رکھا ہے“...... ناٹران نے نوٹ پیڈ پر تحریر لکھی تو سب کے چہروں پر الجھن اور گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں ہوتے چلے گئے۔

سیاہ رنگ کی جدید اور انتہائی طاقتور انجن والی دو فورڈ جیپیں نہایت تیز رفتاری سے درختوں کے درمیان سے ہوتی ہوئیں آگے بڑھی جا رہی تھیں۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کے ڈی بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صدیقی بیٹھا ہوا تھا اور پچھلے حصے میں چوہان، خاور اور نعمانی موجود تھے اور اس جیپ کے پیچھے آنے والی جیپ میں کے ڈی کے چھ ساتھی موجود تھے۔

کے ڈی، صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو لانچ کے ذریعے کرامبا لے آیا تھا۔ راستے میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا تھا اس لئے وہ خیر و عافیت سے کرامبا پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ان کا یہ سفر بے حد طویل ثابت ہوا تھا لیکن بہرحال انہیں اس بات کی خوشی تھی کہ وہ طویل سفر کر کے ہی سہی جبالا کے علاقے میں پہنچ گئے تھے۔ جبالا میں واقعی کے ڈی کا خاصا اثر رسوخ تھا۔ قصبے کے لوگ اس سے بے حد عزت اور احترام سے پیش آئے تھے۔ کے ڈی

انہیں لے کر اپنے آبائی گھر میں آ گیا تھا۔ اس کا یہ آبائی گھر کسی بڑی اور جدید حویلی سے کم نہ تھا جہاں اس کی حیثیت گاؤں کے بڑے جاگیردار یا سردار کی تھی۔

انہوں نے ایک رات حویلی میں قیام کیا۔ حویلی کے ملازمین نے کے ڈی کے کہنے پر ان کی خوب آؤ بھگت کی تھی اور پھر دن نکلتے ہی کے ڈی نے دو جیپیں تیار کرائیں اور اپنے ساتھ چھ مسلح افراد کو لیا اور پھر وہ ہاتار جنگل جانے کے لئے روانہ ہو گئے۔

”کیا تم نے مخصوص اسلحہ ساتھ لے لیا ہے“...... صدیقی نے کے ڈی سے پوچھا۔

”ہاں۔ سارا اسلحہ جیپوں کے خفیہ خانوں میں چھپا ہوا ہے۔ آپ نے مجھے جو لسٹ دی تھی اس کے مطابق میں سارا اسلحہ ساتھ لے آیا ہوں“...... کے ڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس علاقے میں بھی کوئی چیکنگ سپاٹ موجود ہے۔ میرا مطلب ہے کوئی چیک پوسٹ“...... صدیقی نے پوچھا۔

”اس طرف جنگل گھنا ہونے کے ساتھ ساتھ خطرناک ہے اس لئے رات کو تو کجا دن کے وقت بھی کوئی جنگل میں جانے کی کوشش نہیں کرتا اس لئے یہاں کوئی چیکنگ پوسٹ نہیں بنائی گئی ہے“۔ کے ڈی نے کہا۔

”تو کیا جنگل میں بھی کوئی مسلح آدمی موجود نہیں ہیں“۔ صدیقی نے پوچھا۔

”اس علاقے سے تقریباً بیس کلو میٹر کے دائرے میں ہمیں کوئی مسئلہ پیش نہیں آئے گا۔ لیکن بیس کلو میٹر کا فاصلہ طے کرتے ہی ہمیں مشکلات پیش آ سکتی ہیں“...... کے ڈی نے جواب دیا۔

”کیسی مشکلات“...... صدیقی نے پوچھا۔

”آگے راستہ انتہائی دشوار گزار ہے اور کچھ علاقے تو ایسے ہیں جہاں خوفناک دلدلیں موجود ہیں اور درندوں اور خطرناک حشرات الارض کی بھی کوئی کمی نہیں ہے“...... کے ڈی نے کہا۔

”کیا تم نے کبھی وہ دلدلیں پار کی ہیں“...... چوہان نے پوچھا۔

”ہاں۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو مخصوص ٹھکانے پر چونکہ آنا جانا پڑتا ہے اس لئے ہمیں وہ دلدلیں پار کرنی ہی پڑتی ہیں“۔ کے ڈی نے جواب دیا تو صدیقی اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

”وہ کیسے۔ دلدل میں بھلا کوئی آدمی کیسے آگے بڑھ سکتا ہے۔ اگر کوئی دلدل میں پھنس جائے تو وہ اس میں دھنس جاتا ہے“۔ خاور نے کہا۔

”ہم نے دلدلوں پر بڑے بڑے رسے باندھ رکھے ہیں ایک رسہ اوپر ہوتا ہے اور ایک رسہ نیچے۔ درخت پر چڑھ کر ہم نچلے رسے پر قدم رکھتے ہیں اور اوپر موجود رسے کو پکڑ کر نچلے رسے پر پل کی طرح چلتے ہوئے دوسرے درخت پر پہنچ جاتے ہیں اور پھر اسی طرح راستے میں آنے والی مختلف دلدلوں کے اوپر سفر کرتے ہوئے ہم اپنا سفر جاری رکھتے ہیں“...... کے ڈی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ تو دلدل کراس کرنے کا بڑا آسان طریقہ ہے"۔ چوہان نے کہا۔

"اتنا بھی آسان نہیں ہے۔ چند دلدلیں چھوٹی ہیں لیکن چند دلدلیں بے حد طویل ہیں۔ وہاں بھی ہم نے بڑے بڑے رسے باندھے ہوئے ہیں لیکن ان رسوں پر مسلسل چلتے رہنا آسان نہیں ہوتا۔ ہمارا کوئی نہ کوئی ساتھی گر جاتا ہے اور پھر ہم اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے اور اسے دلدل میں ڈوبتے اور مرتے ہی دیکھتے رہ جاتے ہیں"...... کے ڈی نے جواب دیا۔

"اب ہمیں جنگل میں کتنی دور جانا ہے"...... نعمانی نے پوچھا۔

"کافی طویل فاصلہ ہے لیکن دو گھنٹوں میں ہم جنگل کے اندرونی حصے میں پہنچ جائیں گے۔ آگے کا سفر ہم پیدل طے کریں گے اور پیدل چلتے ہوئے ہم دلدلی علاقے تک پہنچیں گے اور پھر کہاں جانا ہے اس کا فیصلہ ہم دلدلی علاقہ پار کرنے کے بعد ہی کریں گے"...... کے ڈی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ان کا یہ سفر واقعی دو گھنٹوں تک جاری رہا اور پھر جب جنگل اور زیادہ گھنا ہو گیا اور زمین پر گھنی اور خودرو جھاڑیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو کے ڈی نے جیپ روک لی۔

"بس ہم اس سے آگے جیپیں نہیں لے جا سکیں گے"...... کے ڈی نے کہا اور اس نے جیپ کا انجن بند کیا اور اچھل کر جیپ سے نیچے اتر آیا۔ صدیقی اور اس کے ساتھی بھی جیپ سے اتر آئے۔

پیچھے آنے والی جیپ بھی رک گئی تھی اور کے ڈی کے ساتھی بھی جیپ سے اتر آئے۔

"جیپ سے سارا سامان نکال لو"...... کے ڈی نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کے ساتھی جیپوں کے خفیہ خانے کھولنے اور ان میں سے سامان نکالنا شروع ہو گئے۔ انہوں نے دو بڑے بڑے تھیلے نکالے اور پھر انہیں کھول کر ان تھیلوں میں سے مشین گنیں اور دوسرا سامان نکالنے لگے۔ وہ اپنے ساتھ چند سفری بیگ بھی لائے تھے۔ انہوں نے سفری بیگ کھولے اور بڑے تھیلوں میں سے اسلحہ اور ضرورت کا سامان ان میں ڈالنے لگے اور پھر سارے سفری بیگ بند کر کے انہوں نے سب میں بانٹ دیئے۔ ایک ایک سفری بیگ انہوں نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو بھی دے دیا تھا۔ ان سفری بیگوں میں اسلحے کے ساتھ کھانے کے خشک ڈبے اور پینے کے لئے پانی کی بوتلیں بھی شامل تھیں۔ صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے تھیلوں سے ایک ایک مشین گن نکالی اور پھر تھیلے بند کر کے اپنے کمروں پر لاد لئے اور پھر وہ سب جنگل کی طرف چل پڑے۔

"کیا ان جنگلوں میں قبیلے بھی موجود ہیں"...... صدیقی نے کے ڈی کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں اس جنگل میں کوئی قبیلہ موجود نہیں ہے۔ سب قصبوں، دیہاتوں اور شہری علاقوں میں رہتے ہیں"...... کے ڈی نے کہا۔ وہ

سب کانٹے دار جھاڑیوں سے بچتے ہوئے جنگل کے اندر بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ابھی چونکہ دن تھا اس لئے جنگل گھنا ہونے کے باوجود تاریک نہ تھا اور وہ دن کی روشنی میں صاف راستوں سے گزرتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتے جا رہے تھے۔

''اس طرح پیدل چلتے ہوئے ہم کب تک اس علاقے میں پہنچ جائیں گے جہاں میزائل اسٹیشن موجود ہے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''اگر ہم سیدھے راستے پر جائیں تو ہمیں کئی روز لگ جائیں گے لیکن میں آپ کو کھائیوں اور دلدلی علاقوں سے گزار کر لے جاؤں گا جو قدرے شارٹ کٹ ہے اور اگر ہم رکے بغیر سفر کریں تو ہم اس علاقے میں کل صبح تک پہنچ سکتے ہیں اور اگر ہم نے آرام کیا تو پھر ہمارا یہ سفر کل شام تک جاری رہ سکتا ہے''...... کے ڈی نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم کہہ رہے ہو کہ جنگل پرخطر ہے۔ یہاں درندوں کے ساتھ زہریلے حشرات الارض بھی موجود ہیں۔ اگر ہمیں رات رکنا پڑے یا اندھیرے میں بھی اپنا سفر جاری رکھنا پڑے تو درندوں اور زہریلے حشرات الارض سے بچنے کا تم نے کیا انتظام کیا ہے''...... چوہان نے پوچھا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میری ساری زندگی ان جنگلوں گزری ہے۔ جنگل کے درندوں سے کیسے بچنا ہے اور زہریلے حشرات الارض سے خود کو کیسے بچانا ہے یہ میں بخوبی جانتا ہوں۔ میں

سارے انتظامات مکمل کر کے آیا ہوں''...... کے ڈی نے جواب دیا تو صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات پھیل گئے۔

''تو پھر ہماری یہی کوشش ہو گی کہ ہم اپنا سفر مسلسل جاری رکھیں''......نعمانی نے کہا۔

''نہیں۔ ہمارے لئے راستے میں آرام کرنا ضروری ہے اگر ہم مسلسل سفر کرتے رہے تو ہم پر تھکاوٹ غالب آ جائے گی اور دشمن کے علاقے میں پہنچ کر اگر ہمیں ان کا مقابلہ کرنا پڑا تو تھکاوٹ کی وجہ سے ہم آسانی سے ان کے قابو میں آ سکتے ہیں یا ان کا شکار بن سکتے ہیں۔ ہم وقفے وقفے سے آرام کرتے ہوئے جائیں گے تو فریش رہیں گے اور دشمن کے علاقے میں پہنچ کر ان کے سامنے آنے پر خود اعتمادی اور قوت کے ساتھ ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں''...... کے ڈی نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات تو ٹھیک ہے۔ دشمنوں کے مقابلے کے لئے ہمیں ہر وقت الرٹ اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر وقت تازہ دم رہیں''...... خاور نے کہا۔ وہ مسلسل آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

''اب ہمیں دلدلوں تک پہنچنے میں کتنی دور چلنا پڑے گا''۔ صدیقی نے پوچھا۔

''ابھی دو گھنٹے اور لگیں گے''...... کے ڈی نے کہا تو صدیقی نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ کافی دیر چلتے رہے۔ وہ جوں جوں آگے بڑھتے جا رہے تھے جنگل گھنا ہوتا جا رہا تھا اور راستے اتنے ہی تنگ لیکن کے ڈی ان کے آگے یوں چلا جا رہا تھا جیسے اس کی زندگی ساری عمر ان جنگلوں میں ہی گزری ہو۔ اب جنگل کے مختلف حصوں سے مختلف جانوروں کی آوازیں بھی آنی شروع ہو گئی تھیں جن میں شیروں کی دھاڑیں اور ہاتھیوں کی چنگھاڑیں بھی شامل تھیں۔

اچانک چلتے چلتے کے ڈی رک گیا۔

''کیا ہوا''...... اسے رکتے دیکھ کر صدیقی نے چونک کر کہا۔

''ہمیں گھیرا جا رہا ہے''...... کے ڈی نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''اوہ۔ کس طرف سے''...... صدیقی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''چاروں طرف سے۔ میں ان کے قدموں کی آوازیں سن رہا ہوں''...... کے ڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون ہو سکتے ہیں یہ لوگ''...... صدیقی نے پوچھا۔

''جنگل میں کوئی قبیلہ نہیں ہے اور جنگل کے اس حصے میں قصبوں سے بھی کوئی نہیں آتا۔ یہ بھاری بوٹوں کی آوازیں ہیں جس کا مطلب ہے کہ فوجی ٹائپ کے لوگ اس طرف آ رہے ہیں اور وہ بھی پیدل''...... کے ڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے اور وہ جنگلی شیر کی

طرح چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

''لیکن تم نے تو کہا تھا کہ اس علاقے میں کوئی فورس نہیں ہے''...... صدیقی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''میں نے سچ کہا تھا لیکن شاید ان لوگوں کو اس بات کا پتہ چل گیا ہے کہ ہم اس علاقے میں ہیں اس لئے وہ خصوصی چیکنگ کے لئے آ رہے ہیں''...... کے ڈی نے کہا۔

''کیا وہ تمہارے جاننے والے ہیں''...... چوہان نے پوچھا۔

''نہیں۔ جاننے والے ہوتے تو وہ چاروں طرف سے نہ آتے''...... کے ڈی نے کہا۔

''تو اب کیا کریں''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ہم ان سے لڑے بغیر آگے نہیں جا سکیں گے اور نہ وہ ہمیں جانے دیں گے''...... کے ڈی نے کہا۔

''تو پھر ہمیں فائٹنگ کے لئے تیار ہو جانا چاہئے''...... نعمانی نے کہا۔

''ہاں''...... کے ڈی نے کہا۔

''سب تیار ہو جاؤ۔ اپنا اسلحہ سنبھال لو اور کے ڈی تم راستہ بتاتے جانا''...... صدیقی نے کہا۔ ان سب نے مشین گنیں سنبھال لیں اور پھر وہ کے ڈی کے پیچھے گھنی جھاڑیوں میں ایک قطار کی صورت میں آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔

''کتنے فاصلے پر ہیں وہ لوگ''...... صدیقی نے کے ڈی سے

Downloaded From http://paksociety.com

مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ابھی کافی فاصلے پر ہیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ ہم جھاڑیوں سے ہی گزرتے ہوئے انہیں کسی طرح سے ڈاج دے کر نکل جائیں۔ دلدلی علاقے میں پہنچ کر ہی ہم ان سے بچ کر نکل سکتے ہیں''...... کے ڈی نے کہا۔

''لیکن کیسے۔ وہ اگر یہاں آئے ہیں تو ظاہر ہے دلدلوں سے گزر کر ہی اس طرف آئے ہوں گے''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ وہ ہیلی کاپٹروں سے یہاں پہنچے ہوں گے۔ جنگل میں داخل ہوتے ہوئے میرے حساس کانوں میں دو ہیلی کاپٹروں کی آوازیں پڑی تھیں لیکن میں نے اس وقت کوئی توجہ نہ دی تھی۔ اب لگ رہا ہے کہ وہ لوگ خصوصی طور پر ہیلی کاپٹروں سے یہاں پہنچے ہیں لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ ان لوگوں کو ہماری آمد کی اطلاع کیسے ملی''...... کے ڈی نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ تمہارے قصبے میں سے کسی آدمی نے انہیں اطلاع دی ہو''...... خاور نے کہا۔

''نہیں۔ میرے آدمیوں میں ایسا کوئی نہیں ہے جو مجھ سے غداری کرنے کے بارے میں سوچ بھی سکتا ہو''...... کے ڈی نے جواب دیا۔

''تو پھر ہو سکتا ہے کہ ان کا کوئی آدمی تمہارے قصبے میں کہیں چھپا ہوا ہو اور اس نے جنگل میں موجود فورس کو بتا دیا ہو''۔ چوہان

نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ اس علاقے میں کسی کے آنے جانے پر پابندی نہیں ہے''...... کے ڈی نے کہا۔ وہ جھاڑیوں میں راستہ بناتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔ سب اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ کے ڈی کی کوشش تھی کہ وہ گھنی اور قد آدم جھاڑیوں میں سے گزرے تاکہ دور سے بھی کوئی انہیں نہ دیکھ سکے لیکن ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گئے ہوں گے کہ اچانک بے شمار مسلح افراد چاروں طرف جھاڑیوں میں سے جیسے امنڈ پڑے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ انہیں دیکھتے ہی وہ سب رک گئے کیونکہ مسلح افراد کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ وہ ایک انچ بھی آگے نہ بڑھ سکتے تھے۔

''اسلحہ گرا دو ورنہ سب کے سب مارے جاؤ گے''...... ان میں سے ایک نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''گرا دو اسلحہ۔ ان کی تعداد زیادہ ہے۔ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے''...... کے ڈی نے آہستہ آواز میں کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے طویل سانس لئے اور پھر ان سب نے اسلحہ گرانا شروع کر دیا۔ کے ڈی نے سب سے پہلے مشین گن گرائی تھی۔

''اپنے کاندھوں سے بھی تھیلے اتار کر نیچے پھینک دو''...... اسی آدمی نے کڑک کر کہا جس نے انہیں اسلحہ گرانے کا کہا تھا تو وہ سب کاندھوں سے سفری بیگ اتار کر نیچے پھینکنے لگے۔

"ان کا اسلحہ اور سامان اٹھا لو"...... اس آدمی نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو چند مشین گن بردار تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے ان کی گری ہوئی مشین گنیں اور تھیلے اٹھانے شروع کر دیئے۔

"چیک کرو ان تھیلوں کو"...... اس آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو وہ تھیلے لے کر ایک طرف بڑھ گئے اور پھر ان تھیلوں کو کھول کر ان میں موجود اسلحہ اور دوسرا سامان نکالنے لگے۔

"کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو"......صدیقی نے چیخ کر کہا۔

"ہمارا تعلق ریڈ گارڈ سے ہے اور ہمیں اس علاقے کا کنٹرول سنبھالنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ہمیں آتے ہی اطلاع ملی تھی کہ گیارہ افراد بھاری اسلحہ لے کر جنگل میں داخل ہوئے ہیں اس لئے ہم نے فوراً سارے علاقے کو گھیر لیا اور چاروں طرف سے دائرہ سمیٹتے ہوئے یہاں پہنچ گئے۔ اب تم بتاؤ کون ہو تم اور اس قدر بھاری اسلحہ لے کر کہاں جا رہے ہو"...... اس آدمی نے چیختے ہوئے کہا وہ شاید ان کا انچارج معلوم ہو رہا تھا۔

"میرا نام کے ڈی ہے اور میں جبالا قصبے کا سردار ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگل میں شکار کی غرض سے آیا ہوں۔ جنگل کے ان حصوں میں میرا کنٹرول ہے۔ میری اجازت کے بغیر تم یہاں کیسے آ سکتے ہو"...... کے ڈی نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کے ڈی۔ تمہارا مطلب ہے ریڈ کلب کا مالک جو ریڈ واٹر کا سپلائر ہے"...... اس آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں وہی کے ڈی ہوں"...... کے ڈی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم نے یہاں آ کر کنٹرول سنبھال لیا اور اپنے چند آدمی جبالا میں بھی بھیج دیئے تھے۔ ہم نے دو آدمی تمہارے ریڈ کلب میں بھی بھیجے تھے جہاں سرکاری آرڈر پہنچا دیا گیا ہے کہ جب تک جنگل کے اس حصے میں ہم موجود ہیں اس وقت تک کسی بھی علاقے میں ریڈ واٹر کی سپلائی نہیں ہو گی اور نہ ہی تمہارا کوئی آدمی اس جنگل کی طرف آئے گا۔ کیا تمہیں سرکلر نہیں ملا ہے"۔ اس آدمی نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے کوئی سرکلر نہیں ملا ہے اگر ملا ہوتا تو میں یہاں کیوں آتا"...... کے ڈی نے کہا۔ اسی لمحے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر اس کے کان میں کچھ کہا تو انچارج بے اختیار چونک پڑا۔

"ہونہہ۔ کیا تم واقعی یہاں شکار کھیلنے کے لئے ہی آئے ہو"۔ انچارج نے کے ڈی کی طرف تیز اور غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ سچ ہے"...... کے ڈی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو مسٹر کے ڈی۔ تمہارے تھیلوں سے ملنے والا اسلحہ جانوروں کے شکار کے لئے نہیں بلکہ انسانی شکار کے لئے ہے اور تمہارے پاس اتنا گولہ بارود ہے جس سے تم اس

Downloaded From http://paksociety.com

سارے جنگل کو تباہ کر سکتے ہو۔ بولو اتنا اسلحہ کیوں لائے ہو“۔ انچارج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہاں پہلے سے موجود ملٹری فورس کو علم ہے کہ ہم ریڈ واٹر کی سپلائی کے ساتھ اسلحے کی بھی سپلائی کرتے ہیں۔ یہ اسلحہ ہم بارما اور تومل باغیوں کو مہیا کرتے ہیں اور ان سے بھاری معاوضہ حاصل کرتے ہیں۔ اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو وائلڈ کمانڈوز کے انچارج کرنل مہاویر سے پوچھ لو۔ وہ اس معاملے میں میرے راستے میں رکاوٹ پیدا نہیں کرتا“...... کے ڈی نے کہا۔

”کرنل مہادیو کو یہاں سے رخصت کر دیا گیا ہے۔ اب ان جنگلوں پر ریڈ گارڈ کا کنٹرول ہے جس کا انچارج کرنل آکاش ہے اور ہم کرنل آکاش کے حکم کے پابند ہیں۔ سمجھے تم“...... انچارج نے سخت لہجے میں کہا۔

”تمہارا نام کیا ہے“...... کے ڈی نے پوچھا۔

”میجر کلدیپ“...... انچارج نے کہا۔

”دیکھو۔ میجر کلدیپ ہم جنگل کے راستے کڈولا کے علاقے کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ لوگ جنگل میں کیا کر رہے ہیں اور اس سارے جنگل میں آپ کیوں پھیلے ہوئے ہیں اس سے ہمیں کوئی مطلب نہیں ہے اور نہ ہی ہمارا ارادہ آپ کے خلاف کچھ کرنے کا ہے اس لئے بہتر ہے کہ آپ ہمارے آڑے نہ آئیں۔ ہمیں اپنے راستے پر جانے دیں“...... کے ڈی نے سخت لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ تم مجھے دھمکی دے رہے ہو“...... میجر کلدیپ نے چونکتے ہوئے کہا۔ کے ڈی کی بات سن کر اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”نہیں۔ میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں جناب“...... کے ڈی نے خود کو فوراً سنبھالتے ہوئے کہا۔

”ریڈ گارڈ کسی کی درخواست اور کسی کی سفارش نہیں مانتے۔ میں چاہوں تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بھاری اسلحہ اور گولہ بارود لے جانے کے جرم میں یہیں فائرنگ کر کے ہلاک کر سکتا ہوں لیکن چونکہ تمہارے بارے میں مجھے خاص طور پر بتایا گیا ہے اس لئے میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم یہیں سے اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس چلے جاؤ ورنہ......“ میجر کلدیپ نے سخت لہجے میں کہا۔

”ورنہ کیا“...... کے ڈی نے چونک کر کہا۔

”ورنہ تم سب کو گولیاں مار کر تمہاری لاشیں کھائیوں میں پھینک دی جائیں گی“...... میجر کلدیپ نے سخت لہجے میں کہا۔ کے ڈی نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا تو صدیقی تیزی سے آگے بڑھا۔

”ایک منٹ۔ تم رکو میں بات کرتا ہوں“...... صدیقی نے کہا تو کے ڈی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میں صرف کے ڈی کے بارے میں جانتا ہوں۔ تم کون ہو میں نہیں جانتا اور میں غیر متعلق افراد سے بات کرنے کا قائل نہیں

ہوں۔ پیچھے ہٹ جاؤ''...... میجر کلدیپ نے صدیقی کو تیز نظروں
سے گھورتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
''میں آپ سے زیادہ بات نہیں کروں گا جناب۔ بس آپ
مجھے ایک منٹ دے دیں''......صدیقی نے کہا۔
''ایک منٹ تو کیا میں تمہیں ایک سیکنڈ بھی نہیں دوں گا۔
نانسنس۔ چلو پیچھے ہٹو۔ ورنہ گولی مار دوں گا''...... میجر کلدیپ نے
پہلے سے زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین
پسٹل کا رخ صدیقی کے سینے کی طرف کر دیا تو صدیقی نے بے
اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور پیچھے ہٹ گیا۔
''ٹھیک ہے ہمارا سامان ہمیں واپس کر دو۔ ہم واپس چلے
جاتے ہیں''...... کے ڈی نے کہا۔
''نہیں۔ یہ خطرناک سامان ہے یہ تمہیں واپس نہیں کیا جا سکتا
ہے۔ تمہیں خالی ہاتھ ہی یہاں سے واپس جانا ہو گا''...... میجر
کلدیپ نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔
''یہ تو زیادتی ہے جناب۔ آپ ہمارا سامان کیسے ضبط کر سکتے
ہیں''...... کے ڈی نے کہا۔
''ریڈ گارڈ کچھ بھی کر سکتی ہے سمجھے تم۔ اب جاؤ یہاں سے۔
فوراً''...... میجر کلدیپ نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔
''سانس روک لو''...... صدیقی نے قریب کھڑے اپنے ساتھیوں
سے مخاطب ہو کر بڑبڑانے والے انداز میں کہا تو اس کے ساتھی

چونک پڑے۔
''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم نے کیا کہا ہے۔ بولو اونچا بولو''۔ میجر
کلدیپ نے چونکتے ہوئے کہا۔
''کچھ نہیں''...... صدیقی نے سنجیدگی سے کہا اور ساتھ ہی اس
نے اپنا دایاں پاؤں اٹھا کر بوٹ کی ایڑی زور سے زمین پر ماری۔
یکلخت دھماکہ ہوا اور صدیقی نے سانس روک لیا۔
''یہ۔ یہ۔ یہ تم نے پیر زمین پر کیوں مارا ہے اور......'' میجر
کلدیپ نے چیختے ہوئے کہا وہ تیزی سے آگے بڑھا لیکن دوسرے
لمحے وہ خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح الٹ کر گرتا چلا گیا۔
صرف وہی نہیں بلکہ انہیں جتنے بھی مسلح افراد نے گھیر رکھا تھا وہ
سب الٹ الٹ کر گرتے چلے گئے۔ گرنے والوں میں کے ڈی اور
اس کے ساتھی بھی شامل تھے۔ ان سب کو اس طرح الٹ الٹ کر
گرتے دیکھ کر چوہان، نعمانی اور خاور حیران رہ گئے۔ انہوں نے
صدیقی کی بات سنتے ہی سانس روک لئے تھے۔
''بس کافی ہے۔ اب تم سانس لے سکتے ہو''...... چند لمحے
توقف کے بعد صدیقی نے سانس لیتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے
میں کہا۔
''یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے۔ یہ سب کیسے بے ہوش ہو
گئے''...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''میرے بوٹ کی ایڑی میں ڈبل تھری زائم گیس کے کیپسول

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

تھے جو انتہائی سریع الاثر بے ہوشی کی گیس سے بھرے ہوئے تھے۔
میں نے بوٹ کی ایڑی زمین پر مار کر انہیں توڑ دیا تھا جن سے
گیس نکل کر ہر طرف پھیل گئی اور یہ سب بے ہوش ہو گئے''۔
صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے جو ان سب کو ایک ساتھ بے
ہوش کر دیا ہے ورنہ مجھے واقعی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ اتنے مسلح
افراد کا گھیرا توڑ کر ہم کیسے نکلیں گے''...... خاور نے کہا۔

''یہ میجر کلدیپ ضرورت سے زیادہ ہی تیز بننے کی کوشش کر رہا
تھا اس لئے میرے پاس اس کے سوا دوسرا کوئی چارہ نہ تھا''۔
صدیقی نے جواب دیا۔

''کے ڈی اور اس کے ساتھی بھی بے ہوش ہو گئے ہیں''۔ نعمانی
نے کہا۔

''یہ شاید میری بڑبڑاہٹ نہیں سن سکے''...... صدیقی نے کہا۔

''سب بے ہوش پڑے ہیں۔ کیا کرنا ہے اب''...... چوہان نے
کہا۔

''یہ ہمارے لئے نعمت غیر مترقبہ بن کر آئے ہیں۔ اس لئے
اب ہم ان کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

''نعمت غیر مترقبہ۔ وہ کیسے''...... چوہان نے چونک کر کہا۔

''یہ ہیلی کاپٹروں سے یہاں پہنچے ہیں۔ اب ان کے ہیلی کاپٹر

ہمارے کام آئیں گے اور ہمیں نہ طویل سفر کرنا پڑے گا اور نہ ہی
دلدلوں کو رسیوں کے پل سے گزر کر پار کرنا پڑے گا''۔ صدیقی
نے کہا۔

''ضروری تو نہیں کہ ان کے ہیلی کاپٹر یہیں موجود ہوں۔ یہ بھی
تو ممکن ہے کہ ہیلی کاپٹر انہیں یہاں پہنچا کر واپس لوٹ گئے
ہوں''...... خاور نے کہا۔

''کے ڈی نے دو ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنی تھیں۔ ان کی
تعداد کسی طور پر سو سے کم نہیں ہے اس لئے ظاہر ہے یہ سب دو
ہیلی کاپٹروں میں تو آئے نہیں ہوں گے۔ انہیں جنگل کے اس حصے
میں پہنچانے کے لئے بار بار یہاں ہیلی کاپٹروں کو لایا اور لے جایا
گیا ہو گا۔ زیادہ ہیلی کاپٹروں کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ
سکتا لیکن یہ میجر کلدیپ ہے اس کے استعمال کے لئے ایک آدھ
ہیلی کاپٹر تو یہاں ضرور موجود ہو گا۔ ہمارے لئے ایک ہیلی کاپٹر ہی
کافی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ ہیلی کاپٹر ہے کہاں''۔ صدیقی
نے کہا۔

''انہوں نے جس تیزی سے ہمیں گھیرا تھا اس سے تو یہی اندازہ
ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہم سے زیادہ دور نہیں تھے۔ انہوں نے ضرور
جنگل کے کسی صاف ستھرے حصے پر ہی اپنے کیمپ لگا رکھے ہوں
گے اور ہیلی کاپٹر کی لینڈنگ کے لئے بھی ظاہر ہے انہیں صاف
ستھری اور مسطح جگہ کی ضرورت ہو گی۔ ہیلی کاپٹر کہاں ہے اس کے

بارے میں ہم ان میں سے کسی ایک کو ہوش میں لا کر بھی پوچھ سکتے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ چونکہ انہوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیرا تھا اس لئے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ان کے کیمپ کہاں ہیں اور ہیلی کاپٹر کہاں موجود ہو سکتا ہے اس لئے ان میں سے کسی ایک کی زبان کھلوانی ضروری ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''تم نے انہیں جس گیس سے بے ہوش کیا ہے اس کا اثر کب تک رہے گا۔ میرا مطلب ہے کہ انہیں جلدی ہوش تو نہیں آ جائے گا''...... چوہان نے پوچھا۔

''اس گیس کا اثر زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے تک رہ سکتا ہے اس کے بعد انہیں ہوش آنا شروع ہو جائے گا''...... صدیقی نے جواب دیا۔

''اوہ۔ ایک گھنٹہ تو بہت کم ہے۔ ان کی تعداد سو سے زائد ہے اور اگر ہم انہیں باندھنا شروع کریں تو ایک گھنٹے میں بیس پچیس افراد کو ہی باندھ سکیں گے۔ باقی سب کو ہوش آ گیا تو وہ ہمیں پھر سے گھیر سکتے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''کیا ضرورت ہے یہ سر درد لینے کی کہ ہم انہیں باندھتے پھریں''...... چوہان نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر کیا انہیں یہاں ایسے ہی چھوڑ کر چلے جائیں''...... نعمانی نے کہا۔

''نہیں۔ ایسے چھوڑ کر جانا ہمارے حق میں سود مند نہیں ہو گا''۔ صدیقی نے کہا۔

''تو پھر انہیں ختم کرنا ہی ہمارے مفاد میں ہو گا ورنہ یہ ہمارے لئے مشکلات کا سبب بن سکتے ہیں''......خاور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کر دو انہیں ختم''...... صدیقی نے سنجیدگی سے کہا تو وہ تینوں چونک پڑے۔ صدیقی کے لہجے میں کرختگی اور سختی تھی۔

''صدیقی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ دشمنوں سے رعایت کرنا ہمارے لئے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ ان سب کو ہلاک کئے بغیر ہم آگے نہیں جا سکیں گے''...... چوہان نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''کے ڈی اور اس کے ساتھیوں کو ہوش میں لاؤ تاکہ یہ بھی تمہاری مدد کر سکیں۔ میں میجر کلدیپ کو ایک طرف لے جا کر باندھ دیتا ہوں اور اسے ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں''...... صدیقی نے کہا۔

''کیسی پوچھ گچھ''...... چوہان نے چونک کر کہا۔

''اس سے ہمیں میزائل اسٹیشن کی اصل لوکیشن کا علم ہو سکتا ہے اور وہاں کیا حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں ان کے بارے میں بھی پتہ چل سکتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''سب کچھ کے ڈی نے ہمیں پہلے ہی بتا دیا تھا پھر تم کیوں اس پر وقت ضائع کرنا چاہتے ہو''...... چوہان نے منہ بنا کر کہا۔

”ضروری نہیں ہے کہ کے ڈی کو سب کچھ معلوم ہو۔ کے ڈی کے کہنے کے مطابق پہلے جنگل کا کنٹرول ملٹری انٹیلی جنس کے ہاتھوں میں تھا جبکہ میجر کلدیپ کے کہنے کے مطابق اب جنگل کا کنٹرول ریڈ گارڈ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے تمام سیکورٹی انتظامات اور حفاظتی سسٹم بدل دیئے ہوں“...... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ممکن ہے“...... خاور نے کہا۔

”اس کی جسامت خاور جیسی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ خاور لے لے۔ باقی تم دونوں ان میں سے دو افراد کا قد کاٹھ دیکھ لو اور پھر ان کے لباس بدل لو۔ میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔ ہم ریڈ گارڈ کی جگہ لے کر ان کے ہیلی کاپٹر کا استعمال کریں گے تو فائدے میں رہیں گے“...... صدیقی نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صدیقی نے آگے بڑھ کر میجر کلدیپ کو اٹھایا اور اسے لے کر کچھ فاصلے پر موجود درختوں کے جھنڈ میں آ گیا۔ اس نے جیب سے رسی کا ایک بنڈل نکالا اور اس سے میجر کلدیپ کو باندھنے لگا یہ رسی اس کی جیب میں پہلے سے ہی موجود تھی کیونکہ رسی کی جنگل میں اسے کہیں بھی ضرورت پڑ سکتی تھی۔ میجر کلدیپ کو اچھی طرح سے باندھ لینے کے بعد صدیقی نے اس کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ دیا۔ اسی لمحے دوسری طرف سے مسلسل اور تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں شاید اس کے ساتھیوں نے کے

ڈی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ریڈ گارڈ کے آدمیوں پر فائرنگ کھول دی تھی۔ اسی لمحے میجر کلدیپ کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے تو صدیقی نے اس کے منہ اور ناک سے ہاتھ ہٹا دیئے اور اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ کچھ ہی دیر میں میجر کلدیپ نے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ بندھا ہوا ہے۔

”یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا ہوا اور مجھے کیوں باندھا ہے اور یہ فائرنگ“...... میجر کلدیپ کا جیسے ہی شعور جاگا اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”تمہارے سارے ساتھیوں کو میں نے گیس سے بے ہوش کر دیا تھا میجر کلدیپ۔ میرے ساتھی اب انہیں بے ہوشی کی حالت میں گولیاں مار کر ہلاک کر رہے ہیں“...... صدیقی نے سفاکانہ لہجے میں کہا تو میجر کلدیپ بری طرح سے چونک پڑا۔

”گولیاں مار رہے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ تم بزدل۔ تم بے ہوش افراد پر گولیاں چلا کر انہیں ہلاک کر رہے ہو۔ کیوں“...... میجر کلدیپ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”جنگ اور محبت میں سب کچھ جائز ہوتا ہے۔ تم بھی ہمارے مقابلے پر سو سے زائد افراد کو لائے تھے یہ آگے چل کر ہمارے لئے مشکل پیدا کر سکتے تھے اور چونکہ ابھی ہمیں دور جانا ہے اس

لئے ہم انہیں زندہ رکھنے کا رسک نہیں لے سکتے تھے۔ اس لئے انہیں ہلاک کرنا ضروری تھا''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ بزدلی ہے۔ سراسر بزدلی اور تم ہو کون اور میرے ساتھیوں کو اس طرح بے دردی سے کیوں ہلاک کر رہے ہو''...... میجر کلدیپ نے غصیلے اور پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

''ہم خدائی فوجدار ہیں اور ہم جنگل میں بلیک برڈ میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں جسے پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کو نشانہ بنانے کے لئے ان جنگلوں میں بنایا گیا ہے''۔ صدیقی نے کہا تو میجر کلدیپ بری طرح سے چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو''...... میجر کلدیپ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں نے کہا ہے نا کہ ہم خدائی فوجدار ہیں اب تم ہمیں پاکیشیائی ایجنٹ کہو یا کچھ اور''...... صدیقی نے منہ بنا کر کہا۔

''مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... میجر کلدیپ نے غرا کر کہا۔

''تم اپنی فورس کے ساتھ یہاں یقینی طور پر ہیلی کاپٹروں سے آئے ہو۔ مجھے بتاؤ کہ ہیلی کاپٹر کہاں ہیں''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ہیلی کاپٹر ہمیں یہاں پہنچا کر واپس چلے گئے تھے''...... میجر کلدیپ نے کہا۔

''کہاں واپس گئے تھے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ہمیں جبالا سے یہاں بھیجا گیا تھا۔ جبالا سے ہمارے جیسے کئی

مسلح گروپس کو جنگل کے چاروں طرف پھیلایا گیا ہے۔ ہمیں ہمارے مقام پر پہنچانے کے بعد ہیلی کاپٹر واپس چلے گئے تھے۔ اب وہ واپس جبالا گئے ہیں یا کہیں اور اس کے بارے میں مجھے کچھ بھی علم نہیں ہے''...... میجر کلدیپ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کیا تم ضرورت کے وقت یہاں کسی ہیلی کاپٹر کو منگوا سکتے ہو''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ہاں۔ نہیں''...... میجر کلدیپ نے پہلے ہاں اور پھر نہیں کرتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب ہوا ہاں اور نہیں کا''...... صدیقی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''میرے منہ سے ہاں غلطی سے نکل گیا تھا''...... میجر کلدیپ نے کہا تو صدیقی بے اختیار مسکرا دیا۔

''اس لئے تم نے فوراً نہیں کہہ دیا''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں''...... میجر کلدیپ نے کہا۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں جن ہیلی کاپٹروں میں لایا گیا ہے کیا یہ ہیلی کاپٹر میزائل اسٹیشن کے نزدیک جا سکتے ہیں یا نہیں''...... صدیقی نے پوچھا۔

''نہیں۔ کسی بھی ہیلی کاپٹر کو میزائل اسٹیشن کے ایک ہزار میٹر کے دائرے میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ ہیلی کاپٹروں کو میزائل

اسٹیشن سے ایک ہزار میٹر دور بنائے گئے مخصوص ہیلی پیڈز پر ہی اتارا جاتا ہے۔ ایک ہزار میٹر کے دائرے میں ایسی ریز پھیلی ہوئی ہیں کہ کوئی بھی ہیلی کاپٹر اس دائرے میں داخل ہوگا تو اس کا انجن بلاک ہو جائے گا اور وہ ہیلی کاپٹر آؤٹ آف کنٹرول ہو کر نیچے گر کر تباہ ہو جائے گا''...... میجر کلدیپ نے جواب دیا۔

''گڈ۔ تم اس میزائل اسٹیشن کے بارے میں کافی کچھ جانتے ہو''...... صدیقی نے کہا تو میجر کلدیپ نے فوراً ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے بے خیالی میں یہ بات بتا دی ہو اور اب اسے اپنا منہ کھولنے پر افسوس ہو رہا ہو۔

''مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... میجر کلدیپ نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ تم ایمرجنسی کال کر کے ایک ہیلی کاپٹر یہاں بلاؤ''...... صدیقی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ ایسا نہیں ہو سکتا''...... میجر کلدیپ نے کہا۔

''کیوں نہیں ہو سکتا ایسا''...... صدیقی نے جواباً غراتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں تم ہیلی کاپٹر یہاں بلا کر اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہو تاکہ اس ہیلی کاپٹر کی مدد سے تم میزائل اسٹیشن کے قریب پہنچ سکو۔ مگر یاد رکھو میرا نام میجر کلدیپ ہے اور میں ریڈ گارڈ کا سیکنڈ چیف ہوں۔ میں مر تو سکتا ہوں لیکن ملک سے غداری نہیں کر سکتا۔

میں کسی بھی صورت میں ہیلی کاپٹر نہیں بلاؤں گا چاہے تم مجھے گولی ہی کیوں نہ مار دو''...... میجر کلدیپ نے سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم یہی چاہتے ہو تو میں تمہاری یہ خواہش پوری کر دیتا ہوں''...... صدیقی نے مشین پسٹل کی نال اس کے سر سے لگاتے ہوئے کہا تو میجر کلدیپ کا رنگ زرد ہو گیا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب''...... میجر کلدیپ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم انتہائی تربیت یافتہ ہو اور تمہاری قوت مدافعت بھی بے حد زیادہ ہے۔ میں تم پر تشدد کروں گا تو اس کا تم پر کوئی اثر نہیں ہو گا کیونکہ تم میں گینڈے کی سی طاقت ہے لیکن مشین پسٹل میں جو گولیاں ہیں یہ گینڈے اور بکری کے ساتھ یکساں سلوک کرتی ہیں''...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا تو میجر کلدیپ کا رنگ سرخ ہو گیا۔

''تم چاہتے کیا ہو''...... میجر کلدیپ نے کہا۔

''ایک ہیلی کاپٹر یہاں بلاؤ''...... صدیقی نے کہا۔

''میں ایسا نہ کروں تو''...... میجر کلدیپ نے ایک بار پھر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''تو پھر مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے تمام ساتھیوں کو ہلاک کیا جا چکا ہے۔ اب صرف تم ہی زندہ بچے ہو۔

اگر تم تعاون کرو گے تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا دوسری صورت میں تمہیں بھی تمہارے ساتھیوں کے پیچھے روانہ کر دیا جائے گا"۔ صدیقی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم میجر کلدیپ کو دھمکیاں دو"۔ میجر کلدیپ نے یکلخت طیش میں آتے ہوئے کہا اور اس نے بندھے ہونے کے باوجود اچھل کر صدیقی پر حملہ کرنا چاہا لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ چیختا ہو پہلو کے بل نیچے زمین پر ایک دھماکے سے جا گرا۔ گولیاں اس کے دونوں کاندھوں پر لگی تھیں۔

"میں چاہوں تو تمہاری ایک ایک ہڈی کو پیس کر رکھ سکتا ہوں لیکن میرے پاس ایسے کھیل تماشوں کا وقت نہیں ہے۔ اب تم بتاؤ کہ ہیلی کاپٹر بلاؤ گے یا نہیں"...... صدیقی نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم۔ میں تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گا۔ تم۔ تم"...... میجر کلدیپ نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے ایک بار پھر تیزی سے اٹھنے اور صدیقی کی طرف چھلانگ لگانے کی کوشش کی لیکن ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور ماحول میجر کلدیپ کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس بار صدیقی نے اس کی دونوں ٹانگوں پر فائرنگ کی تھی۔ اس کی دونوں ٹانگیں چھلنی ہو گئی تھیں۔

"بولو۔ ہیلی کاپٹر بلاؤ گے یا نہیں"...... صدیقی نے حلق کے بل

چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں بلاؤں گا۔ تم مجھے مجبور نہیں کر سکتے۔ میں تمہارے لئے کوئی آسانی پیدا نہیں کروں گا۔ مار دو۔ مجھے گولیاں مار دو۔ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کروں گا"...... میجر کلدیپ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو صدیقی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے جسم سے تیزی سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ کچھ دیر تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا اور اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

"تم احمق ہو میجر کلدیپ۔ تم چاہتے تو آسانی سے جان بچا سکتے تھے"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس نے آگے بڑھ کر میجر کلدیپ کی تلاشی لی اور پھر اس کی جیبوں سے نکلنے والی چیزوں کو اپنے قبضے میں لے لیا اور پھر اس نے میجر کلدیپ کے کاندھوں سے اس کے اسٹار اتارنے شروع کر دیئے۔ اس نے میجر کلدیپ کے سینے پر لگا ہوا اس کے نام کا بیج بھی اتار لیا۔ چونکہ میجر کلدیپ کی وردی خون آلودہ ہو گئی تھی اس لئے وہ صدیقی کے کسی کام کی نہ تھی جبکہ اسٹارز اور بیج کے ساتھ دوسری چیزیں اس کے کام آ سکتی تھیں۔ صدیقی نے اس کی لاش وہیں چھوڑی اور پھر وہ درختوں کے جھنڈ سے نکل کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا جو اپنا کام پورا کر چکے تھے اور وہاں موجود میجر کلدیپ کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔

"کیا ہوا۔ کچھ بتایا میجر کلدیپ نے"...... اسے دیکھ کر چوہان

نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔

''نہیں۔ وہ بے حد سخت جان تھا۔ کچھ بتانے کے لئے تیار نہ تھا اس لئے میں نے اسے گولیاں مار دی ہیں''...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پوچھا کیا تھا تم نے اس سے''...... چوہان نے کہا۔

''ہیلی کاپٹر کے بارے میں۔ اس نے کہا تھا کہ ہیلی کاپٹر انہیں جنگل کے اس حصے میں پہنچا کر واپس چلے گئے تھے۔ میں نے اسے ایمرجنسی طور پر ہیلی کاپٹر منگوانے کا کہا تھا لیکن وہ میری کوئی بات نہ مان رہا تھا اور وہ انتہائی تربیت یافتہ اور گینڈے جیسی طاقت رکھنے والا انسان تھا اس لئے مجھے بھی یہی لگ رہا تھا کہ وہ مجھے کوئی جواب نہ دے گا اس لئے اسے زندہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہ تھا''۔ صدیقی نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہاں کوئی ہیلی کاپٹر موجود نہیں ہے''۔ چوہان نے کہا۔

''ضروری نہیں ہے کہ اس نے سچ ہی کہا ہو۔ ہم اس سارے علاقے کو سرچ کریں گے۔ اگر کوئی ہیلی کاپٹر مل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ ہم کے ڈی کے ساتھ آگے کا سفر جاری رکھیں گے''...... صدیقی نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چوہان سرخ وردی میں تھا جو اس نے میجر کلدیپ کے کسی ساتھی کی اتار کر پہن لی تھی۔ نعمانی نے ایک سرخ لباس لا کر صدیقی کو بھی دے دیا۔

''خاور تمہارا قد کاٹھ میجر کلدیپ جیسا ہے۔ یہ سٹارز اور بیج تم لگا لو''...... صدیقی نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور صدیقی نے بیج اور سٹارز اسے دے دیئے۔

''کے ڈی''...... صدیقی نے کے ڈی سے مخاطب ہو کر کہا تو کے ڈی جو اس سے کچھ فاصلے پر تھا مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

''فرمائیں''...... کے ڈی نے کہا۔

''تم ان جنگلوں کے بارے میں سب کچھ جانتے ہو۔ کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ اردگرد ایسا کون سا علاقہ ہو سکتا ہے جہاں پر ہیلی کاپٹر اتارا جا سکتا ہو''...... صدیقی نے کہا۔

''یہاں نزدیک تو ایسی کوئی جگہ نہیں ہے جہاں پر کسی ہیلی کاپٹر کو لینڈ کیا جا سکتا ہو البتہ دلدلی علاقے کے پاس چند ٹھوس اور مسطح چٹانیں موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہیلی کاپٹروں کو وہیں اتارا گیا ہو اور پھر یہ سب پھیل کر یہاں پہنچے ہوں''...... کے ڈی نے کہا۔

''تو چلو۔ دلدلی علاقے کی طرف چلتے ہیں۔ اگر وہاں ہیلی کاپٹر مل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ ہم دلدلیں پار کر کے آگے جائیں گے''...... صدیقی نے کہا تو کے ڈی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ سب اپنا اپنا سامان اٹھانے لگے۔

”وہ سب بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں مادام رادھا اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ میں نے اپنے ٹاپ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پر جو میزائل فائر کرائے تھے ان کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔ وہ پہلے ہی وہاں سے نکل کر جا چکے تھے اور ملبہ اٹھانے کے بعد ان میں سے کسی ایک کی بھی لاش نہیں ملی تھی اور میرے منع کرنے کے باوجود تم نے عمران کے دوسرے گروپ کی رہائش گاہ پر میزائلوں سے حملہ کرا دیا لیکن وہاں سے بھی ملبہ ہٹانے پر کچھ نہیں ملا تھا۔ اگر تم مجھے دوسرے گروپ کے بارے میں بتا دیتی تو میں انہیں گھیرنے کے لئے بہتر پلاننگ کرتا لیکن تم۔ تم نے میرے کہنے کے باوجود ہٹ دھرمی کا ثبوت دیا۔ کیوں۔ بولو۔ جواب دو مجھے“...... شاگل نے مادام رادھا پر بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا جو اس کے سامنے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔

شاگل نے اسے خصوصی طور پر کال کر کے اپنے آفس میں بلایا تھا۔ شاگل کو اطلاع مل چکی تھی کہ مادام رادھا نے ایک رہائش گاہ پر حملہ کیا تھا اور اس حملے کی نگرانی کرنے خود بھی وہاں پہنچ گئی تھی۔ جس رہائش گاہ پر اس نے میزائلوں سے حملہ کرایا تھا وہاں عمران کا چار افراد پر مشتمل کوئی دوسرا گروپ موجود تھا۔ مادام رادھا نے اس بار انہیں کوئی موقع نہ دینے کا فیصلہ کرتے ہوئے اس رہائش گاہ کو میزائلوں سے تباہ کر دیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق وہ چاروں اس رہائش گاہ کے ساتھ ہی ختم ہو چکے ہوں گے۔ چونکہ مادام رادھا ان چار افراد کی ہلاکت کی تصدیق کرنا چاہتی تھی اس لئے اس نے فوراً ہیوی مشینری منگوا کر رہائش گاہ کا سارا ملبہ ہٹوا لیا تھا تاکہ ملبے تلے سے وہ ان چاروں افراد کی لاشیں یا ان کی لاشوں کے ٹکڑے نکال سکے لیکن ملبے تلے انہیں نہ کوئی لاش ملی تھی اور نہ کسی لاش کا ٹکڑا جس سے مادام رادھا مایوس ہو کر رہ گئی تھی۔

”مجھے اچانک ان چاروں کے بارے میں رپورٹ ملی تھی۔ اگر ان کے بارے میں آپ کو اطلاع دینے کی کوشش کرتی تو اس میں وقت ضائع ہوتا اور انہیں وہاں سے نکل جانے کا موقع مل جاتا اور میں ایسا نہیں چاہتی تھی اس لئے میں نے اپنی نگرانی میں اس رہائش گاہ پر اٹیک کیا لیکن......“ مادام رادھا نے کہا تو شاگل غرا کر رہ گیا۔

”لیکن۔ کیا ہوا وہ پھر بھی بچ کر نکل گئے“...... شاگل نے چیختے

Downloaded From http://paksociety.com

ہوئے کہا۔

''میں نے اپنے آدمیوں کو پھیلا دیا ہے۔ جلد ہی ان کا پتہ چل جائے گا''...... مادام رادھا نے کہا۔

''اب خاک پتہ چلے گا ان کا۔ وہ نجانے کہاں سے کہاں نکل گئے ہوں''...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں کچھ کہنا چاہتی ہوں چیف شاگل''...... مادام رادھا نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''ہاں کہو۔ خاموش کیوں بیٹھی ہو''...... شاگل نے منہ بنا کر کہا۔

''ہم ان کی تلاش میں اگر ایسے ہی کام کرتے رہے تو پھر سوائے ناکامی کے ہمارے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ وہ ہمیں مسلسل ڈاج دے کر نکلتے رہیں گے اور ہم بس لکیر ہی پیٹتے رہ جائیں گے''...... مادام رادھا نے کہا تو شاگل چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ کھل کر کہو''...... شاگل نے چونکتے ہوئے کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھی ہاتار کے میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہاتار جنگل میں ملٹری فورس کے ساتھ اب ریڈ گارڈ بھی سیکورٹی کے لئے موجود ہے لیکن میں یقین کے ساتھ کہتی ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ملٹری انٹیلی جنس تو کیا ریڈ گارڈ بھی نہ سنبھال سکیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھی انہیں بھی ڈاج دے کر میزائل اسٹیشن تک پہنچ جائیں گے

اور پھر ان کے لئے میزائل اسٹیشن تباہ کرنا مشکل ثابت نہ ہوگا اور عمران اور اس کے ساتھی بھی جتنا مرضی ادھر ادھر بھاگتے رہیں لیکن ہر طرف سے گھوم پھر کر انہیں ہاتار جنگل میں آنا ہی پڑے گا۔ یہ بات انہیں بھی معلوم ہوگی کہ وہ جنگل میں نہ تو کسی ہیلی کاپٹر سے پہنچ سکتے ہیں اور نہ کسی طیارے سے پیرا شوٹ پہن کر اتر سکتے ہیں۔ جنگل میں وہ جیپوں اور گاڑیوں کے بغیر سفر کریں گے۔ اس لئے کیوں نہ ہم بھی اس جنگل میں پھیل جائیں اور جنگل کو ہر طرف سے مکمل طور پر گھیر لیں۔ پھر عمران اور اس کے ساتھی جس راستے سے بھی جنگل میں داخل ہوں گے ہماری نظروں سے نہ بچ سکیں گے اور ہم جنگل میں آسانی سے ان کا شکار کھیل سکیں گے''۔ مادام رادھا نے کہا۔

''ہونہہ۔ مجھے میزائل اسٹیشن کی تباہی سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ اس طرف یقیناً عمران کا دوسرا گروپ گیا ہوگا اور اگر وہ جنگل میں گھسنے اور میزائل اسٹیشن تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اس سے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا''...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا تو مادام رادھا چونک پڑی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف شاگل''۔ مادام رادھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ ہاتار جنگل میں ملٹری فورس اور ریڈ گارڈ موجود ہے۔ مجرموں کو وہاں پہنچنے سے روکنے کی ذمہ داری ان

کی ہے اور اگر وہ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کریں گے تو یہ ان کی کوتاہی ہو گی ہماری نہیں''...... شاگل نے اسی انداز میں کہا۔

''اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کو جنگل میں جانے سے روکنے کی ذمہ داری ان کی ہے تو پھر ہم کیا کر رہے ہیں''...... مادام رادھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمیں ہر حال میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنا ہے اور بس''...... شاگل نے کہا۔

''یہ عمران اور اس کے ساتھی ہی تو ہیں جو ہاتار جنگل میں جا کر میزائل اسٹیشن تباہ کر دینا چاہتے ہیں''...... مادام رادھا نے کہا۔

''تم احمق ہو مادام رادھا۔ تمہارے دماغ میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ میں بار بار تمہیں بتا رہا ہوں کہ عمران نے اپنی ٹیم کے دو گروپ بنائے ہوئے ہیں۔ ایک گروپ کا مشن ہاتار جنگل میں جا کر میزائل اسٹیشن کی تباہی ہے اور یہ مشن عمران کے نزدیک اتنا مشکل نہیں اور نہ ہی یہ مشن عمران کا ہے''...... شاگل نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

''تو پھر عمران کا مشن کیا ہے''...... مادام رادھا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''عمران یہاں مشن شامار مکمل کرنے کے لئے آیا ہے''۔ شاگل نے کہا تو مادام رادھا بے اختیار اچھل پڑی۔

''مشن شامار۔ کیا مطلب۔ یہ کون سا مشن ہے''...... مادام رادھا

نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تم میں عقل کی کمی ہے۔ تمہارا ذہن بس اسی بات پر اٹکا ہوا ہے کہ عمران یہاں صرف ہاتار جنگل میں موجود میزائل اسٹیشن تباہ کرنا چاہتا ہے اور بس''۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میرے علم میں تو یہی ہے''...... مادام رادھا نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''جبکہ عمران کا اصل ٹارگٹ شامار پہاڑیوں میں موجود وہ اسپیس سنٹر ہے جہاں سے اسپائی سیٹلائٹ کو کنٹرول کیا جاتا ہے''۔ شاگل نے کہا تو مادام رادھا یکلخت اچھل پڑی۔

''اوہ اوہ۔ اس کے بارے میں تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا کہ عمران کا اصل ٹارگٹ شامار اسپیس سنٹر ہو سکتا ہے''...... مادام رادھا نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''عقل ہوتی تو کچھ سوچتی نا''...... شاگل نے منہ بنا کر کہا تو مادام رادھا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

''اگر عمران کا ٹارگٹ شامار اسپیس سنٹر ہے تو پھر ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ عمران کو کسی بھی صورت میں اسپیس سنٹر تک نہیں پہنچنے دینا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی ہاتار میں موجود بلیک برڈ میزائل اسٹیشن تباہ کر بھی دیں تو اس سے کافرستان کو اتنا نقصان نہ ہو گا۔ ہم ایک کے بعد ایک نیا

میزائل اسٹیشن بنا سکتے ہیں لیکن اگر انہوں نے شامار اسپیس سنٹر تباہ کر دیا تو پھر کافرستان کو واقعی ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔ ایک تو اسپیس سنٹر تباہ ہو جائے گا اور دوسرا خلاء میں کافرستان کا بھیجا ہوا اسپائی سیٹلائٹ بھی ناکارہ ہو جائے گا''...... مادام رادھا نے کہا۔

''ہاں۔ اس لئے میں شروع سے ہی شامار اسپیس سنٹر پر توجہ دے رہا تھا''...... شاگل نے کہا۔

''تو پھر ہمیں شامار کے پورے علاقے کو اپنے گھیرے میں لے لینا چاہیے تاکہ عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچ ہی نہ سکیں اور اگر وہ وہاں آئیں تو ہمارے ہاتھوں مارے جائیں''...... مادام رادھا نے کہا۔

''اس کے لئے میں نے پہلے ہی تمام انتظامات کرا دیئے ہیں۔ شامار اسپیس سنٹر پر خصوصی فورسز پہلے سے ہی موجود ہیں لیکن میں نے شامار کے علاقے کی طرف جانے والے تمام راستے بلاک کر دیئے ہیں۔ وہاں میرا ہارڈ اور بلیک سیکشن موجود ہے۔ ہارڈ سیکشن کی انچارج مادام شوبھا ہے جبکہ بلیک سیکشن کا انچارج گپتا ہے۔ ان کی نظروں میں آئے بغیر وہاں سے کوئی پرندہ بھی شامار نہیں پہنچ سکتا''...... شاگل نے کہا۔

''اس کے باوجود ہمیں بھی وہاں پہنچ کر اپنے طور پر بھی ایسے انتظامات کر لینے چاہئیں کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی مادام شوبھا اور گپتا کو ڈاج دے کر نکلنے کی کوشش کریں تو ان کے راستے کی ہم

دیوار بن جائیں''...... مادام رادھا نے کہا۔

''اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے گپتا ہی کافی ہے''...... شاگل نے غرا کر کہا تو مادام رادھا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو پھر آپ نے مجھے کس لئے بلایا ہے''...... مادام رادھا نے اس بار قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہاری ناقص حکمت عملی کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کافرستان آنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے ایک بار تمہیں منع کیا تھا لیکن اس کے باوجود تم نے میری باتوں پر عمل نہیں کیا اور اپنے گروپ کو لے کر عمران کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے نکل کھڑی ہوئی۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یا تو میں پرائم منسٹر صاحب سے بات کر کے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دوں اور تمہیں اس معاملے سے پیچھے ہٹانے کے آرڈرز جاری کرا دوں اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ میں تمہیں اب کھلا چھوڑ کر اپنی من مانی کرنے کی اجازت نہ دوں اور تمہیں اپنے ساتھ ہی رکھوں''۔ شاگل نے کہا۔

''اوہ۔ تو آپ مجھے اپنا محکوم بنا کر ساتھ رکھنا چاہتے ہیں''۔ مادام رادھا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں تمہیں اپنا محکوم نہیں بنانا چاہتا لیکن تم سے دوبارہ کوئی ایسی غلطی سرزد نہ ہو کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو پھر سے

بچ نکلنے کا موقع مل جائے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ مل کر کام کرو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جو بھی کارروائی کرنی ہو ہم دونوں مل کر کریں گے تاکہ عمران اور اس کے ساتھی ہر صورت میں اپنے انجام تک پہنچ سکیں''...... شاگل نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو پھر مجھے آپ کا یہ آپشن منظور ہے۔ واقعی ایک اور ایک مل کر گیارہ ہوتے ہیں۔ ہم دونوں ایک ہو جائیں تو عمران ہماری طاقت اور ذہانت کا مقابلہ نہیں کر سکے گا''...... مادام رادھا نے کہا۔

''لیکن اس کے لئے تمہیں ہر وقت میرے ساتھ ہی رہنا پڑے گا اور میں تم سے جو کہوں گا تمہیں اس پر عمل بھی کرنا پڑے گا''۔ شاگل نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا مجھے آپ کے احکامات کی پابندی کرنی ہو گی''...... مادام رادھا نے ایک بار پھر چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ جب تک ہم میں یگانگت نہیں آئے گی عمران ہمیں اسی طرح ڈاج دے کر نکلتا رہے گا اور اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو وہ نہ صرف شامار اسپیس سنٹر تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے بلکہ ہاتار جنگل میں موجود میزائل اسٹیشن کو بھی تباہ کر دیں گے''۔ شاگل نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''آپ کے ذہن میں کیا ہے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی شامار مشن مکمل کرنے آئے تو ہم انہیں کیسے روک سکتے ہیں''۔ مادام

رادھا نے کہا۔

''اس کے لئے میں نے یہی سوچا ہے کہ ہم شامار کے علاقے کو اور زیادہ سائنسی اور مشینی آلات سے ناقابل تسخیر بنا دیں۔ شامار پہاڑی تک سوائے ان انجینئرز اور سائنس دانوں کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہ ہو جو اس اسپیس سنٹر سے منسلک ہیں بلکہ میں یہ بھی سوچ رہا ہوں کہ میں ہر بات پرائم منسٹر کے سامنے رکھ کر شامار اسپیس سنٹر کے تمام انجینئرز اور سائنس دانوں کو کچھ عرصہ کے لئے اسپیس سنٹر کے اندر ہی محصور کرا دوں تاکہ نہ کوئی اس سنٹر میں جائے اور نہ باہر آئے۔ اگر ایسا ہوا تو عمران اور اس کے ساتھی بھلا کب تک ٹکریں مارتے رہیں گے۔ اس دوران اسپیس سنٹر کو پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کا ٹارگٹ بھی مل جائے گا اور پھر ہم فوری طور پر بلیک برڈ میزائل فائر کر کے پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کو تباہ کر دیں گے''...... شاگل نے کہا۔

''یہ واقعی ایک اچھا آئیڈیا ہے۔ اگر تمام انجینئرز اور سائنس دانوں کو اسپیس سنٹر کے اندر محدود کر کے اسپیس سنٹر کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیا جائے تو عمران اور اس کے ساتھی لاکھ سر پٹک لیں وہ اندر داخل نہ ہو سکیں گے اور شامار کے پورے علاقے پر ہمارا قبضہ ہو گا تو وہ شامار اسپیس سنٹر کے نزدیک بھی نہ پہنچ سکیں گے''۔ مادام رادھا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا تم جانتی ہو کہ اسپیس سنٹر کا چیف انچارج کون ہے''۔

شاگل نے کہا۔

''کیوں آپ کو نہیں معلوم''...... مادام رادھا نے چونک کر کہا۔

''معلوم ہے لیکن اس سائنس دان کا نام میرے دماغ سے نکل گیا ہے''...... شاگل نے کہا۔

''اسپیس سنٹر کے چیف انچارج ڈاکٹر پرکاش ہے''...... مادام رادھا نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یاد آ گیا۔ میں پرائم منسٹر سے بات کرنے سے پہلے ڈاکٹر پرکاش سے بات کر لیتا ہوں تا کہ اس سے پوچھ سکوں کہ شامار اسپیس سنٹر کو سیلڈ کیا بھی جا سکتا ہے یا نہیں''۔ شاگل نے کہا تو مادام رادھا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتا اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل چونک پڑا۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''چیف شاگل بول رہا ہوں''...... شاگل نے مخصوص کرخت اور سخت لہجے میں کہا۔

''گپتا بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بلیک سیکشن کے انچارج گپتا کی آواز سنائی دی تو شاگل چونک پڑا۔

''لیس کوئی خاص بات''...... شاگل نے کہا۔

''لیس چیف۔ ان لوگوں کے کاغذات کی رپورٹ ہمیں موصول ہو گئی ہے''...... دوسری طرف سے گپتا نے کہا۔

''کن لوگوں کے کاغذات''...... شاگل نے کہا۔

''وہی جو طویل سفر کرتے ہوئے کاہنگ پہنچے تھے اور ہم نے انہیں ان کی رہائش گاہ سے بے ہوش کر کے اٹھا لیا تھا''...... گپتا نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ کیا رپورٹ ہے کیا ان کے کاغذات اصل ہیں''۔ شاگل نے پوچھا۔

''نو چیف۔ یہ نقلی کاغذات ہیں۔ ان کا دارالحکومت کے کسی ڈیپارٹمنٹ میں ریکارڈ موجود نہیں ہے''...... دوسری طرف سے گپتا نے کہا تو شاگل بری طرح سے اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کی ہمیں تلاش ہے اور انہوں نے پھر ہمیں ڈاج دینے کی کوشش کی تھی''۔ شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ انہوں نے واقعی ہمیں ڈاج دیا تھا اور کسی مرحلے پر شک کی گنجائش نہیں چھوڑی تھی کہ ہم انہیں پاکیشائی ایجنٹ ثابت کر سکتے''...... گپتا نے کہا۔

''تو کیا کیا ہے تم نے ان کا۔ کیا وہ ابھی تک تمہاری قید میں ہی ہیں''...... شاگل نے پوچھا۔

''نو چیف۔ میں نے ان کی باتوں سے مطمئن ہو کر انہیں واپس ان کے ٹھکانے پر پہنچا دیا تھا۔ انہیں وہاں پہنچانے سے پہلے میں نے ان کے ٹھکانے پر وائس بگ لگا دیئے تھے اور اس ٹھکانے کی نگرانی پر مسلح افراد کو مامور کر دیا تھا تا کہ جب تک ان کے

کاغذات کی رپورٹ نہ مل جائے ہم ان پر نہ صرف مسلسل نظر رکھ سکیں بلکہ انہیں کھل کر باتیں کرنے کا موقع دیں۔ اس طرح ان کی اصلیت کا پتہ چل سکتا تھا لیکن......'' گپتا نے کہا اور پھر وہ کہتے کہتے رک گیا۔

''لیکن۔لیکن کیا''...... شاگل نے غصے اور بے بسی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''وہ خاموشی سے اس ٹھکانے کو چھوڑ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میں نے کاغذات کے بارے میں پتہ چلتے ہی فوری طور پر وہاں ریڈ کیا تھا لیکن وہ عمارت خالی پڑی ہوئی تھی۔ البتہ مشینی سرچنگ سے پتہ چلا ہے کہ وہاں ایک تہہ خانہ تھا جہاں سے ایک خفیہ سرنگ نکلتی تھی۔ وہ سب اسی سرنگ کے راستے نکلے ہیں۔ سرنگ زیادہ طویل نہیں ہے اور ایک دوسری رہائش گاہ میں نکلتی ہے ہم نے اس رہائش گاہ کو بھی سرچ کیا لیکن وہ وہاں سے بھی نکل کر جا چکے تھے''...... گپتا نے کہا تو شاگل غرا کر رہ گیا۔

''تم سے کس نے کہا تھا کہ انہیں بے ہوش کر کے واپس ان کے ٹھکانے پر پہنچاؤ۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ لوگ شک کے دائرے میں ہیں۔ میں نے تمہیں اتنے اختیار دے رکھے ہیں کہ تم انہیں شک کی بنیاد پر بھی گولی مار سکتے تھے پھر تم نے ایسا کیوں نہیں کیا۔ بولو۔ جواب دو''...... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''سوری چیف۔ ان کی باتیں سن کر مجھے اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ

واقعی عمران اور اس کے ساتھی نہیں ہیں۔ وہ بے حد ڈرے اور سہمے ہوئے تھے۔ مجھے نجانے کیوں ان پر ترس آ رہا تھا۔ اس لئے میں نے انہیں جانے دیا لیکن اس کے باوجود میں نے ان کی نگرانی کے لئے آدمی مامور کر دیئے تھے۔ کاش مجھے ان پر معمولی سا بھی شک ہو جاتا کہ وہ ڈرامہ کر رہے ہیں تو میں واقعی انہیں گولیاں مار دیتا''...... دوسری طرف سے گپتا نے کہا۔

''تم لوگ کسی بھی کام کے نہیں ہو۔ میں نے تو تمہیں خصوصی طور پر وہاں تعینات کیا تھا کہ تم عمران کی ٹکر کے آدمی ہو اور اگر عمران تمہارے ہاتھ آیا تو وہ تمہارے ہاتھوں نہیں بچ سکے گا لیکن اس نے تمہیں بھی احمق بنا دیا۔ نانسنس''...... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''رئیلی سوری چیف''...... دوسری طرف سے گپتا نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ سوری کہنے سے تمہاری غلطی معاف نہیں کی جا سکتی۔ جب میں نے تمہیں انہیں شوٹ کرنے کے آرڈرز دے دیئے تھے تو تمہیں ان پر رحم کرنے کی کیا ضرورت تھی''۔ شاگل نے گرجتے ہوئے کہا۔

''غلطی ہو گئی چیف۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔ آئندہ میں کسی پر رحم نہیں کھاؤں گا اور جو بھی میرے شک کے دائرے میں آئے گا میں اسے پہلے گولی ماروں گا اور پھر اس کے بارے میں معلومات

حاصل کروں گا کہ وہ اصل آدمی تھا یا نہیں''...... گپتا نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نانسنس''...... شاگل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''ہمیں یہ سارے کام اپنے سیکشنوں اور گروپس پر نہیں چھوڑنا چاہئے چیف شاگل ورنہ یہ لوگ انہیں اسی طرح دھوکہ دیتے رہیں گے اور ہم اپنے آفسز میں بیٹھے ان کی ناکامیوں کی رپورٹ ہی سنتے رہ جائیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے اور انہیں ہلاک کرنے کے لئے ہمیں خود حرکت میں آنا پڑے گا اس کے علاوہ اب اور کوئی چارہ نہیں ہے''...... مادام رادھا نے کہا جو خاموشی سے شاگل اور گپتا کی باتیں سن رہی تھیں۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اب میں خود عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار کروں گا۔ وہ مجھ سے نہیں بچ سکیں گے''...... شاگل نے کہا۔

''تو پھر ہمیں فوراً ایک بار پھر شامار پہاڑیوں میں اپنا کیمپ لگا لینا چاہئے''...... مادام رادھا نے کہا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر فون کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے رسیور کان سے لگا کر سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

''مادام شوبھا بول رہی ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ہارڈ

سیکشن کی انچارج مادام شوبھا کی آواز سنائی دی۔

''کیوں کال کیا ہے''...... شاگل نے منہ بنا کر کہا۔

''چیف۔ پوائنٹ نائن پر سات اجنبی افراد جاتے ہوئے دکھائی دیئے ہیں۔ وہ ایک پہاڑی کریک سے گزر کر میلاک پہاڑیوں کی طرف جا رہے ہیں''...... دوسری طرف سے مادام شوبھا نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

''سات اجنبی۔ کون ہیں وہ''...... شاگل نے پوچھا۔

''ان کے بارے میں میرے دو ساتھیوں نے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی ہے چیف جو میلاگ پہاڑیوں کے پاس موجود ہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق ان میں پانچ مرد اور دو عورتیں ہیں اور ان کے پاس سفری بیگ بھی موجود ہیں۔ بظاہر ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ میلاگ پہاڑیوں سے گزر کر باگام جانا چاہتے ہوں جہاں قدیم کھنڈرات موجود ہیں۔ ان اطراف میں پہاڑیوں پر بھی قدیم مورتیوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ سیاح ہوں۔ انہیں اس لئے چیک کیا گیا ہے کہ ہم نے اس علاقے کو ہر قسم کی آمد و رفت کے لئے بند کر رکھا ہے اس لئے میں نے آپ سے ان کے بارے میں بات کرنا مناسب سمجھا''...... دوسری طرف سے مادام شوبھا نے کہا۔

''کیا وہ شامار پہاڑیوں تک پہنچ سکتے ہیں''...... شاگل نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”نو چیف۔ اس کے لئے انہیں ٹاکوان پہاڑیوں سے گزرنا پڑتے گا اور پھر جب تک وہ ہاگن پہاڑی کو کراس نہیں کرتے اس وقت تک ان کا شامار پہاڑی کی طرف جانا ناممکن ہے“...... مادام شوبھا نے کہا۔

”ان کی تعداد سن کر میرے ذہن میں ہلچل ہونا شروع ہو گئی ہے اور تم بتا رہی ہو کہ ان میں پانچ مرد اور دو عورتیں بھی موجود ہیں“...... شاگل نے کہا۔

”یس چیف“...... مادام شوبھا نے کہا۔

”کیا تمہارے پاس گیس کیپسول گن ہے“...... شاگل نے پوچھا۔

”اوہ۔ کیا آپ انہیں بے ہوش کرانا چاہتے ہیں“...... مادام شوبھا نے کہا۔

”ہاں“...... شاگل نے جواب دیا۔

”لیکن چیف اگر وہ دشمن ہیں تو انہیں بے ہوش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ ہمارے ٹارگٹ پر ہیں ہم ابھی انہیں فائرنگ کر کے ہلاک کر دیتے ہیں“...... مادام شوبھا نے کہا۔

”جتنا میں کہہ رہا ہوں اتنا کرو۔ نانسنس“...... شاگل نے سرد لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس۔ ٹھیک ہے چیف۔ جیسا آپ کا حکم“...... شاگل کی سرد آواز سن کر مادام شوبھا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تمہارا کیمپ کہاں پر موجود ہے“...... شاگل نے کہا۔

”ٹیگان پہاڑی کے پاس ہمارا کیمپ موجود ہے چیف“۔ مادام شوبھا نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ان سب کو بے ہوش کر کے اپنے کیمپ میں لے جاؤ۔ میں اور مادام رادھا تھوڑی دیر تک وہاں پہنچ رہے ہیں۔ وہاں آ کر میں خود ان سے پوچھ گچھ کروں گا۔ بس یہ یاد رہے کہ میرے اور مادام رادھا کے آنے سے پہلے ان میں سے کسی کو ہوش نہیں آنا چاہئے“...... شاگل نے کہا۔

”اوکے چیف“...... مادام شوبھا نے کہا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

”کیا ضرورت تھی انہیں بے ہوش کرنے کی۔ انہیں وہیں گولیاں مارنے کا حکم دے دیتے“...... مادام رادھا نے کہا۔

”جب تک یہ کنفرم نہ ہو جائے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں انہیں گولیاں مارنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر وہ عمران اور اس کے ساتھی ہوتے تو وہ ٹارگٹ کی طرف پیش قدمی کرتے۔ ٹارگٹ کے مخالف سمت نہ جاتے“...... شاگل نے کہا۔

”اوہ ہاں“...... مادام رادھا نے کہا۔

”آؤ۔ چل کر ان سے بات کرتے ہیں اور اب ہم مادام شوبھا کے ہی کیمپ میں رہیں گے“...... شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا تو مادام رادھا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو ناٹران نے ایک تہہ خانے میں بنی ہوئی سرنگ سے نکالا اور پھر انہیں لے کر کچھ فاصلے پر موجود دوسری کوٹھی میں لے آیا۔ یہ کوٹھی خالی تھی۔ باہر پورچ میں دو کاریں موجود تھیں۔ ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ناٹران بیٹھ گیا جبکہ عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا اور جولیا اور صالحہ عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئیں جبکہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ صفدر نے سنبھال لی تھی۔ سائیڈ سیٹ پر تنویر بیٹھ گیا تھا اور عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل اور پھر ناٹران جب کوٹھی سے کار لے کر نکلا تو صفدر بھی اس کے پیچھے کار باہر لے آیا اور پھر دونوں کاریں تیزی سے سڑکوں پر دوڑتی چلی گئیں۔

''اب وہ اس ٹھکانے کو لاکھ چیک کرتے رہیں لیکن وہ ہمیں تلاش نہیں کر سکیں گے''...... جولیا نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''لیکن جلد ہی انہیں تہہ خانے اور سرنگ کا علم ہو جائے گا اور ہماری وجہ سے ناٹران کے دو بہترین ٹھکانے اس کے ہاتھ سے نکل جائیں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ سب میرے عارضی ٹھکانے ہیں عمران صاحب۔ میں مستقل طور پر کوئی ایک ٹھکانہ نہیں رکھتا۔ وقتاً فوقتاً بدلتا رہتا ہوں''۔ ناٹران نے جواب دیا۔

''شکر ہے تم شادی کرنے کے بارے میں نہیں سوچتے ورنہ جس طرح تم ٹھکانے بدلتے ہو اسی طرح بیویاں بھی بدلتے رہتے تو کوئی تمہیں کیا کہہ سکتا تھا''...... عمران نے کہا تو ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

''شادی تو ایک ہوتی ہے عمران صاحب اور ایک ہی سے ہوتی ہے''...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سنا جولیا تم نے''...... عمران نے عقبی آئینے میں جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تو میں نے کب کہا ہے کہ دس شادیاں ہوتی ہیں''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''اسی لئے تو کہتا ہوں کہ شجر سے پیوستہ رہا کرو ہو سکتا ہے بہار آ ہی جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ اور ناٹران بے اختیار ہنس پڑے جبکہ جولیا نے کچھ کہنے کے لئے کھولا لیکن پھر ناٹران کی وجہ سے خاموش ہو گئی۔

"اب ہم جا کہاں رہے ہیں"...... جولیا نے بات بدلنے کے لئے ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس علاقے میں خطرہ بڑھ گیا ہے۔ گپتا کو جب اس رہائش گاہ میں ہم نہیں ملیں گے تو وہ اپنی پوری فورس سارے علاقے میں پھیلا دے گا اور پاگل کتوں کی طرح ہماری تلاش شروع کر دیں گے۔ اس سے پہلے کہ وہ ہماری تلاش شروع کریں میں آپ کو واڈیان کے علاقے میں لے جاؤں گا۔ وہاں ایک چھوٹا سا جنگل ہے۔ اس جنگل کے راستے ہم جنوبی پہاڑیوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ وہاں بے شمار ایسی پہاڑیاں ہیں جن میں کریک بنے ہوئے ہیں۔ ہم ان کریک سے نکل کر مختلف اطراف میں جا سکتے ہیں اور پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر شامار کی طرف بھی پہنچ سکتے ہیں"...... ناٹران نے جواب دیا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ان پہاڑیوں میں میلاگ پہاڑی بھی موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ جنگل کی دوسری طرف ہے۔ دو پہاڑیوں کے درمیان سے گزر کر ہم میلاگ پہاڑی کی طرف جا سکتے ہیں لیکن اس طرف جانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ پہاڑی، شامار پہاڑی کی مخالف سمت میں ہے"...... ناٹران نے کہا۔

"لیکن اگر ہم اس پہاڑی کا درہ کراس کر کے جوتان کے علاقے کی طرف چلے جائیں اور پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر اوسٹن اور

گوپی پہاڑی کو کراس کریں تو ہم کالاخ وادی میں پہنچ سکتے ہیں اور پھر ان پہاڑیوں سے ہوتے ہوئے ہمارے لئے شامار پہاڑی کی طرف جانا مشکل نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا تو ناٹران چونک پڑا۔

"آپ ان سب پہاڑیوں کے نام اور راستوں کے بارے میں جانتے ہیں"...... ناٹران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں علی عمران ہوں۔ گھسیارہ نہیں اور میں یہاں مشن مکمل کرنے آیا ہوں پہاڑیوں میں بھیڑ بکریاں چرانے نہیں"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو ناٹران کے چہرے پر یکلخت شرمندگی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اسے اپنا سوال واقعی احمقانہ معلوم ہوا تھا کہ عمران جس مشن پر کام کر رہا ہے اس کے بارے میں اسے معلومات نہیں ہوں گی تو اور کسے ہوں گی۔

"آئی ایم سوری عمران صاحب"...... ناٹران نے شرمندہ بھرے لہجے میں کہا۔

"کس بات کی سوری کر رہے ہو کہ تم نے مجھے گھسیارہ نہیں سمجھا"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو ناٹران ایک بار پھر مسکرا دیا۔

"نہیں۔ مجھے آپ سے احمقانہ سوال نہیں کرنا چاہئے تھا"۔ ناٹران نے کہا۔

"سوال نہیں کرو گے تو جواب کیسے معلوم ہو گا تمہیں اور جواب نہیں معلوم ہو گا تو تمہاری معلومات میں کیسے اضافہ ہو گا"......

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو آپ اس لطیفے والی بات کر رہے ہیں عمران صاحب کہ ایک بچہ اپنے باپ سے پوچھتا ہے کہ چاند پر اترنے والے پہلے انسان کا نام کیا تھا تو باپ جواب دیتا ہے کہ اسے نہیں معلوم۔ بچہ پوچھتا ہے کہ دنیا میں کتنے دریا ہیں تو باپ وہی جواب دیتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم۔ بچہ پھر پوچھتا ہے کہ دنیا کی سب سے بلند ترین پہاڑی چوٹی کون سی ہے تو جواب میں باپ مجھے نہیں معلوم کہہ دیتا ہے جس پر بچہ خاموش ہو جاتا ہے۔ بچے کے خاموش ہونے پر باپ کہتا ہے پوچھو بیٹا اور سوال پوچھو۔ اگر پوچھو گے نہیں تو تمہاری معلومات میں اضافہ کیسے ہو گا"...... صالحہ نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو آپ مجھے وہ چھوٹا بچہ تصور کر رہے ہیں"...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ اگر میں نے تمہیں چھوٹا بچہ سمجھا تو تم نے مجھے اپنا باپ بنا لینا ہے اور اگر تم نے ایسا کیا تو میرا حقیقت میں باپ بننے کا مستقبل تاریک ہو جانا ہے۔ کیوں جولیا"...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنسنے لگے۔

"اپنا منہ بند رکھو"...... جولیا نے کہا۔

"جو حکم"...... عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور فوراً اپنا منہ بند کر لیا۔ اس کی اس حرکت پر وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر

ہنس پڑے۔ مین سڑک پر آتے ہی ناٹران نے کار کی رفتار بڑھا دی۔ ان کے پیچھے صفدر نے بھی اپنی کار کی رفتار بڑھا دی اور پھر وہ مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے مضافات کی طرف جانے والے راستے پر آ گیا۔ چونکہ اس طرف ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی اس لئے ناٹران نے کار کو ہوائی جہاز کی طرح اُڑانا شروع کر دیا۔ نہایت تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے وہ دو گھنٹوں بعد ایک چھوٹے سے جنگل میں پہنچ گئے۔ اس جنگل کی دوسری طرف انہیں طویل پہاڑی سلسلے دکھائی دے رہے تھے۔

"کیا ہم کاروں میں ان پہاڑیوں کی طرف جا سکتے ہیں"۔ عمران نے ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ جنگل کی دوسری طرف کھائیاں ہیں۔ ان کھائیوں سے ہم پیدل تو گزر سکتے ہیں لیکن کاریں نہیں لے جا سکتے لیکن بہرحال آپ فکر نہ کریں میں کار جنگل کے اس حصے تک لے جاؤں گا جہاں جوانگ کی ایک پہاڑی موجود ہے۔ اس پہاڑی سے گزر کر ہم دوسری طرف موجود میلاگ پہاڑی کی طرف جا سکتے ہیں"۔ ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ناٹران جنگل میں بنی ہوئی پختہ اور ناپختہ سڑکوں پر کار دوڑاتا رہا۔ جیسے جیسے وہ کار آگے لے جا رہا تھا دور نظر آنے والی پہاڑیاں قریب آتی جا رہی تھیں اور انہیں جنگل کے ساتھ ایک کھائی دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ یہ کھائی گہری نہ تھی مگر اس کھائی کی حالت ایسی نہ

تھی کہ اس میں کار کو چند میٹر دور تک بھی لے جایا جا سکے۔ پھر
جب جنگل کا اختتام ہونا شروع ہوا تو ناٹران نے کار ایک سائیڈ پر
روک لی۔ اس کے کار روکتے ہی پیچھے آنے والی صفدر کی بھی کار
رک گئی۔

''بس۔ اب ہمیں آگے کا سفر پیدل طے کرنا پڑے گا''۔
ناٹران نے کار کا انجن بند کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے چلو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ کار سے نکل کر
باہر آ گیا۔ ناٹران، جولیا اور صالحہ بھی کار سے اتر آئیں اور ان
کے پیچھے آنے والی دوسری کار سے صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی کار
سے نکل کر باہر آ گئے۔ وہ اپنے سفری بیگ ساتھ لے آئے تھے جو
انہوں نے کاروں کی ڈگیوں میں رکھے ہوئے تھے۔ ڈگیاں کھول
کر انہوں نے اپنے سفری بیگ نکالے اور انہیں کاندھوں پر ڈال کر
آگے بڑھے اور پھر جنگل سے نکل کر کھائی میں آ گئے۔ کھائی خشک
تھی۔ وہاں جگہ جگہ جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں جن میں وہ آسانی سے
چھپ سکتے تھے۔ لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے وہاں بڑی بڑی چٹانیں
اور پتھر بھی بکھرے ہوئے تھے اس لئے وہ ان کے درمیان سے
ہوتے ہوئے پہاڑی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پہاڑی کے قریب
آ کر وہ ایک چھوٹے راستے سے چکر کاٹ کر دوسری طرف آئے
اور پھر سامنے موجود دوسری پہاڑیوں کی طرف بڑھنے لگے۔

''وہ سامنے والی پہاڑی میلاگ ہے''...... ناٹران نے سامنے

موجود ایک پہاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا ہم ان پہاڑیوں سے گزر کر شامار پہاڑی کی طرف جا
سکتے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ پہاڑی شامار سے مخالف سمت میں ہے''...... ناٹران
نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو پھر ہمیں اس طرف جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں
شامار پہاڑی کی طرف جانا چاہئے''...... تنویر نے کہا۔

''ہم ان پہاڑیوں سے ہوتے ہوئے ایک لمبا چکر کاٹ کر شامار
پہاڑی کی طرف ہی جائیں گے۔ یہ وہ راستے ہیں جہاں پر چیکنگ
سپاٹ نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی مسلح فورس ان علاقوں میں کہیں موجود
ہے۔ اگر ہم ڈائریکٹ اس طرف جائیں گے ہمیں جگہ جگہ نہ صرف
چیکنگ کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ پہاڑیوں میں چھپے ہوئے مسلح
افراد بھی ہمیں آسانی سے دیکھ سکتے تھے اس لئے عمران صاحب نے
اس راستے کا انتخاب کیا ہے کیونکہ ہم شامار پہاڑی کی طرف جاتے
ہوئے جس قدر محفوظ رہ سکیں ہمارے لئے اتنا ہی بہتر ہو گا''۔
ناٹران نے کہا۔

''لیکن ہمارے پاس زیادہ تعداد میں اسلحہ موجود نہیں ہے۔ شامار
پہاڑیوں کی طرف جاتے ہوئے ظاہر ہے ہمیں جگہ جگہ مسلح افراد کا
مقابلہ کرنا پڑ سکتا ہے۔ ہمارے پاس محض چند مشین پسٹل اور بے

ہوش کرنے والے گیس پسٹل ہیں اور بس''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
''ہم میلاگ پہاڑی کراس کر کے میلاگی قصبے میں جائیں گے۔
وہاں میں ایسے چند افراد کو جانتا ہوں جن سے ہم بھاری تعداد میں مخصوص اسلحہ حاصل کر سکتے ہیں''...... ناٹران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔
''کیا یہ علاقہ واقعی سیف ہے''...... عمران نے پہاڑی کے قریب پہنچ کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہاں ہو کا عالم تھا۔ ہر طرف گہری خاموشی اور سکوت تھا۔ دور دور تک نہ کوئی چرند تھا اور نہ کوئی پرند۔
''جی ہاں۔ میرے خیال میں تو یہاں دور دور تک کوئی موجود نہیں ہے لیکن ہم جیسے ہی میلاگ پہاڑی درہ کراس کر کے میلاگی قصبے میں داخل ہوں گے وہاں آپ کو یہ سکوت اور خاموشی نہیں ملے گی''...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ سب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے درے میں داخل ہو گئے۔ درے میں داخل ہوتے ہی تنویر کو یکلخت عجیب سا احساس ہوا اور وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔
''کیا ہوا''...... اسے رکتے دیکھ کر ان سب نے بھی رک کر کہا۔
''مجھے خطرے کی بو آ رہی ہے''...... تنویر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
''اپنی ناک کا علاج کراؤ۔ مجھے تو یہاں دور دور تک کسی بو کا

احساس نہیں ہو رہا ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔
''لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے''...... تنویر نے کہا۔
''کاش کہ کچھ ہو جائے اور کچھ نہیں تو تمہیں یہی احساس ہو جائے کہ آخر ہم کب تک کنوارے رہیں گے''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔
''ہم سے تمہاری کیا مراد ہے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔
''کیوں جولیا۔ اسے ہم کا مطلب بتا دوں''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ تنویر اور جولیا برے برے منہ بنانے لگے۔
''مجھے تو ان باتوں سے اب معاف ہی رکھا کرو''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
''ارے۔ اگر تم معاف ہو گئی تو پھر میں بھلا خود کو ہم کیسے کہہ سکتا ہوں''...... عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔
''اچھا اب فضول باتیں نہ کرو اور آگے بڑھو''...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔
''جو حکم''...... عمران نے بڑے سعادت بھرے لہجے میں کہا تو ان سب کی ہنسی تیز ہو گئی۔ وہ سب ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے۔ ابھی وہ آدھا درہ گزرے ہوں گے کہ اچانک ایک پہاڑی پر سے

ان کے گرد پتھروں کے ٹکڑے گرنے لگے۔ وہ چونک پڑے لیکن
اس سے پہلے کہ وہ گرنے والے پتھروں کے ٹکڑوں کو دیکھتے یکلخت
یکے بعد دیگرے متعدد ہلکے ہلکے دھماکے ہوئے۔

''ان پتھر کے ٹکڑوں کے ساتھ گیس کیپسول بھی گرے ہیں۔
سانس روک لو۔ فوراً''...... یکلخت عمران نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی
اس نے خود بھی سانس روک لیا لیکن دوسرے لمحے عمران کا دماغ
چکرایا اور وہ الٹ کر گرتا چلا گیا۔ اس کے دماغ میں ایک لمحے سے
بھی کم وقفے میں اندھیرا پھیل گیا تھا۔ البتہ بے ہوش ہونے سے
پہلے اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی الٹ الٹ کر گرتے دیکھا تھا۔

پھر اس کے تاریک ذہن میں روشنی پھیلی تو اس نے چونک کر
آنکھیں کھول دیں۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی تو
اسے معلوم ہوا کہ وہ رسیوں سے بندھا ہوا فرش پر پڑا ہے۔ اس
کے ذہن میں فوراً ہی بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر گھوم گیا۔
جب انہوں نے درے سے گزرتے ہوئے اوپر سے پتھر سے گرتے
محسوس کئے تھے جن کے ساتھ گیس کیپسول بھی گرے تھے گیس
کیپسولوں سے دھماکے ہوئے اور وہ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں
بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس نے دیکھا اس کے ساتھی بھی اس کے
قریب اسی طرح رسیوں سے بندھے پڑے تھے۔ وہ ایک بڑے
سے لکڑی کے بنے ہوئے کیبن میں موجود تھے۔ عمران کی آنکھوں
کے سامنے تختوں کی ایک موٹی دیوار تھی۔

''انہیں اٹھا کر دیواروں کے ساتھ لگا کر بٹھا دو تاکہ چیف آئے
تو وہ ان سے آسانی سے بات کر سکے''...... اچانک عمران کو عقب
سے ایک عورت کی آواز سنائی دی تو عمران نے اپنا جسم ساکت کر
لیا۔

''یس مادام''...... دوسری آواز سنائی دی پھر کسی نے جھک کر
اسے بازو سے پکڑا اور گھسیٹ کر ایک طرف کر کے ایک جھٹکے سے
اٹھا کر دیوار سے اس کی کمر لگاتے ہوئے اسے بٹھا دیا۔ سامنے
ایک بھاری سی کرسی پڑی تھی جس پر ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی
تھی۔ اس لڑکی پر نظریں پڑتے ہی عمران چونک پڑا کیونکہ وہ اس
لڑکی کو پہچانتا تھا۔ وہ لڑکی کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل
کے ساتھ کام کرتی تھی اور اس کا نام مادام شوبھا تھا۔ لڑکی کے
سامنے ایک چھوٹی سی میز رکھی ہوئی تھی جس پر وائرلیس فون رکھا ہوا
تھا۔ عمران نے اس آدمی کی طرف دیکھا جس نے اسے اٹھا کر
بٹھایا تھا۔ یہ لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ وہ اب ناٹران کو
گھسیٹ کر دیوار کے پاس لا رہا تھا۔ میز کے پاس ان کے سفری
بیگ رکھے ہوئے تھے جن میں مشین پسٹل اور بے ہوش کرنے
والے گیس پسٹل موجود تھے۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیا اور پھر اس نے اپنے آپ کو ذرا سا آگے کر لیا تاکہ اس
کے عقب میں بندھے ہوئے دونوں ہاتھ حرکت کر سکیں۔ اس نے
اپنی انگلیوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا تاکہ ناخنوں میں موجود بلیڈ

نکال کر وہ رسی کاٹ سکے۔

''اسے ہوش آ گیا ہے مادام''...... اس آدمی نے عمران کو ہوش میں دیکھ کر کہا۔

''کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ بندھا ہوا ہے اور بندھی ہوئی حالت میں یہ بھلا ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے''...... مادام شوبھا نے کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے عمران کے سارے ساتھیوں کو ہوش میں آ گیا۔ خود کو اس طرح ایک کیبن میں پا کر وہ سب حیران رہ گئے اور عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران نے آئی کوڈ میں انہیں اشارہ کیا کہ وہ ابھی خاموش رہیں اور ایسے بنے رہیں جیسے انہیں پوری طرح سے ہوش نہ آیا ہو۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک کیبن کا دروازہ کھلا اور یہ دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ دروازے سے شاگل اور اس کے ساتھ سپیشل سروس کی چیف مادام رادھا اندر داخل ہو رہے تھے۔

''تو ہم ایک بار پھر ان کی قید میں پہنچ گئے''...... عمران نے دل ہی دل میں کہا۔ مادام شوبھا اور اس کے ساتھی نے شاگل اور مادام رادھا کا پرتپاک استقبال کیا اور پھر مادام شوبھا کے کہنے پر نوجوان نے ان کے لئے وہاں کرسیاں لا کر رکھ دیں۔ شاگل ان سب کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ چند لمحے سب کو دیکھتا رہا پھر اس کی نظریں عمران پر جم گئیں۔ عمران پر نظریں پڑتے ہی اس کی آنکھوں

میں چمک آ گئی۔ اس نے کرسی اٹھائی اور لا کر عمران کے سامنے رکھ دی اور اپنی نظریں عمران پر جما دیں۔

''اپنا نام بتاؤ''...... شاگل نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''آپ نے ہمیں کیوں پکڑا ہے چیف شاگل''...... عمران نے مقامی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم مجھے جانتے ہو۔ کون ہو تم''۔ شاگل نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہمارا تعلق گپتا کے بلیک سیکشن سے ہے جناب۔ انہوں نے ہمیں اس طرف چیکنگ کے لئے بھیجا تھا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیکنگ۔ کیا مطلب۔ میلاگ پہاڑیوں میں کیسی چیکنگ''۔ شاگل نے چونک کر کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ حفاظتی انتظامات سے بچنے کے لئے میلاگ کا لمبا چکر کاٹ کر دوسری پہاڑیوں سے ہوتے ہوئے شامار پہاڑی کی طرف جا سکتے ہیں اس لئے گپتا صاحب نے ہمیں خصوصی طور پر میلاگ کے علاقے کی سرچنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا تاکہ ہم وہاں آنے والے غیر ملکی ایجنٹوں کو چیک کر سکیں اور ان پر نظر رکھ سکیں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''اپنا نام بتاؤ''...... شاگل نے اسے تیز نظروں سے گھورتے

ہوئے کہا۔

''انیل کمار۔ میرا نام انیل کمار ہے جناب''...... عمران نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ جھوٹ مت بولو۔ میں جانتا ہوں تم عمران ہو اور یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہیں۔ بولو یہ سچ ہے نا''۔ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ نہیں جناب۔ ایسی بات نہیں ہے۔ آپ بے شک گپتا صاحب کو کال کر کے ان سے معلوم کر لیں تاکہ آپ کو پوری طرح اطمینان ہو جائے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے گپتا سے رابطہ کرنے کی۔ مجھے یقین ہے کہ تم عمران ہو اور یہ تمہارے ساتھی ہیں''...... شاگل نے اسی طرح سے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تب میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب''...... عمران نے قدرے مایوسانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ البتہ اس دوران اس نے اپنے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں ناخنوں کے بلیڈوں سے کاٹ لی تھیں لیکن چونکہ اس کے دونوں پیروں پر بدستور رسیاں بندھی ہوئی تھیں اور دونوں ٹانگیں سامنے کی جانب تھیں اس لئے وہ ظاہر ہے انہیں کھول نہیں سکتا تھا۔

''یہ تمہارے تھیلے ہیں نا''...... شاگل نے مادام شوبھا کی میز کے پاس رکھے ہوئے تھیلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ یہ ہمارے ہی تھیلے ہیں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کیا ہے ان تھیلوں میں''...... شاگل نے اس بار سر گھما کر مادام شوبھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تھیلوں میں کھانے کے خشک ڈبے، منرل پانی کی بوتلیں، مشین پسٹل اور بے ہوش کر دینے والی گیس کے پسٹل موجود ہیں جناب''...... مادام شوبھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا میں تم سے پوچھ سکتا ہوں کہ تمہارے پاس یہ بے ہوش کرنے والی گیس کیپسول والے پسٹل کہاں سے آئے ہیں کیونکہ کافرستان سیکرٹ سروس کے کسی سیکشن کے پاس ایسے گیس پسٹل نہیں ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم کافرستان سیکرٹ سروس کے بلیک سیکشن کے رکن نہیں ہو بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہو''...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے آپ کو اب ساری بات بتانی ہی پڑے گی''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا بتانا چاہتے ہو''...... شاگل نے چونکتے ہوئے کہا۔

''گپتا صاحب نے ہمیں ایک مشن پر بھیجا تھا''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"مشن۔ کیا مطلب۔ کون سا مشن"...... شاگل نے اور زیادہ چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچھے کھڑی مادام شوبھا اور مادام رادھا بھی عمران کی بات سن کر چونک پڑیں۔

"اس علاقے میں مادام شوبھا کا کنٹرول ہے اور گپتا صاحب اور مادام شوبھا میں شروعات سے چپقلش چلی آ رہی ہے۔ نہ گپتا صاحب، مادام شوبھا اور اس کے ہارڈ گروپ کو پسند کرتے ہیں اور نہ ہی مادام شوبھا، گپتا صاحب اور ان کے بلیک سیکشن سے خوش ہیں۔ ان کا جب بھی ایک دوسرے سے سامنا ہوتا ہے تو یہ ایک دوسرے کو کاٹ کھانے کو دوڑتے ہیں اور ان کا بس نہیں چلتا کہ یہ ایک دوسرے کو پورے گروپ سمیت ختم کر دیں۔ جب گپتا صاحب کے علم میں یہ بات آئی کہ یہاں مادام شوبھا بھی اپنے پورے گروپ کے ساتھ موجود ہیں تو انہوں نے ہمیں مادام شوبھا اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کر کے انہیں ہلاک کرنے کا ٹاسک دے دیا۔ پلان وہ تھا کہ ہم یہاں آ کر ان پر پہلے بے ہوش کر دینے والے کیپسول سے گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کریں اور پھر ان سب کو بے ہوشی کی ہی حالت میں گولیاں مار دیں"...... عمران نے کہا تو شاگل کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ ہو گیا۔

"کیا۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ نانسنس"...... شاگل نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے چیف۔ میں واقعی گپتا کو پسند نہیں کرتی اور

گپتا بھی مجھ سے نفرت کرتا ہے۔ وہ پہلے بھی مجھ پر کئی بار قاتلانہ حملے کرا چکا ہے لیکن یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں اس کے حملوں سے ہر بار بچ نکلی تھی۔ اس بار بھی گپتا نے مجھے اور میرے گروپ کو ختم کرنے کی پلاننگ کی ہو گی"...... مادام شوبھا نے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ جو بھی ہے۔ انہیں ہر حال میں مرنا پڑے گا۔ تم دونوں ان کے تھیلوں سے مشین پسٹل نکالو اور انہیں ہلاک کر دو"۔ شاگل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ کرسی کے قریب سے ہٹتا اسی لمحے عمران کی ٹانگیں سمٹیں اور دوسرے لمحے وہ کسی مینڈک کی طرح اچھل کر پہلے سیدھا ہوا اور پھر وہ یکلخت اچھل کر شاگل سے ٹکرایا۔ شاگل کے منہ سے زور دار چیخ نکلی۔ وہ کرسی سے ٹکرایا اور پھر کرسی سمیت پیچھے کھڑی مادام شوبھا اور مادام رادھا سے ٹکرا کر انہیں ساتھ لیتا ہوا الٹ کر گرتا چلا گیا۔ اسی لمحے ناٹران بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس دوسرے آدمی پر چھلانگ لگائی جو اب ہاتھ میں مشین پسٹل لئے ایک طرف کھڑا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل سیدھا کرتا، ناٹران نے اس کے قریب آتے ہی یکلخت اس سے مشین پسٹل جھپٹ لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ آدمی کچھ سمجھتا ناٹران کی ٹانگ چلی اور وہ آدمی اچھل کر پیچھے گرا۔ اس نے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے ناٹران نے مشین پسٹل کا رخ اس کی

طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ اس
آدمی کے منہ سے زور دار چیخیں نکلیں اور وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔
ناٹران نے مشین پسٹل کا رخ عورتوں کی جانب کیا اور ٹریگر دبا
دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ زمین سے اٹھتی ہوئی مادام
شوبھا اور مادام رادھا کو جھٹکے لگے اور وہ گولیاں کھا کر دوبارہ گر
گئیں۔ انہیں گرتے دیکھ کر اٹھتا ہوا شاگل اپنی جگہ پر ساکت ہو کر
رہ گیا۔

”شاگل کو نہ مارنا“...... عمران نے ناٹران کو مشین پسٹل کا رخ
شاگل کی طرف کرتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا تو ناٹران رک گیا۔
شاگل آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر دہشت سی
چھائی ہوئی تھی۔ عمران جھکا اور اپنے پیروں پر بندھی ہوئی رسیاں
کھولنے لگا۔ ناٹران نے آگے بڑھ کر مشین پسٹل کی نال شاگل
کے سر سے لگا دی اور شاگل بے بس ہو کر رہ گیا۔

”تم دونوں نے ہاتھوں کی رسیاں کیسے کھول لیں“...... شاگل
نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”رسیوں اور ہتھکڑیوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا اور میں نے ابھی
شادی نہیں کی ہے اس لئے میں بھلا کسی ہتھکڑی اور رسی کا عادی
کیسے ہو سکتا ہوں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل نے
بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے
جیسے کوئی جواری آخری بازی بھی ہار گیا ہو۔ عمران نے پیروں کی

رسیاں کھول لی تھیں اور اب وہ آزاد تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر
ناٹران سے مشین پسٹل لے لیا۔

”تم نے کیسے کھولی رسیاں“...... عمران نے پوچھا۔

”میرے ہاتھوں کی رسیاں ڈھیلی تھیں۔ بس تھوڑی سی کوشش
کرنی پڑی تھی“...... ناٹران نے مسکرا کر کہا تو عمران نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔

”ان سب کو بھی کھول دو“...... عمران نے کہا تو ناٹران نے
اثبات میں سر ہلایا اور عمران کے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

”کرسی پر بیٹھ جاؤ“...... عمران نے شاگل کی کنپٹی پر مشین پسٹل
رکھتے ہوئے کہا تو شاگل بے بسی سے منہ بناتا ہوا ایک طرف پڑی
ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے باقی ساتھی رسیاں کھلتے ہی اٹھ کر
کھڑے ہو گئے تھے۔

”سب باہر جا کر دھیان رکھو۔ تب تک میں چیف پاگل۔ اوہ
سوری میرا مطلب ہے شاگل سے بات کر لیتا ہوں“...... عمران نے
ان سب سے مخاطب ہو کر کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا
دیئے۔ اپنے تھیلے اٹھا کر انہوں نے مشین پسٹل نکالے اور پھر تیزی
سے باہر نکلتے چلے گئے۔ البتہ جولیا، عمران کے ساتھ وہیں رک گئی
تھی۔

”ہاں تو چیف پاگل۔ اوہ سوری۔ نجانے تمہارا نام ذہن میں
آتے ہی کیوں زبان پھسل جاتی ہے۔ بہرحال شاگل صاحب اب

تم خود ہمیں اپنی رہنمائی میں اسپیس سنٹر تک لے جاؤ گے۔ سمجھے۔ اگر تم نے حماقت کرنے کی کوشش کی تو پھر تمہارا انجام کیا ہو سکتا ہے اس کا تم شاید تصور بھی نہ کر سکو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کاش میں تم سے پوچھ گچھ کے چکروں میں نہ پڑا ہوتا۔ تم سب کو فوراً گولیاں مار دیتا تو بہتر ہوتا''...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

''یہی کاش تو ایک لفظ ہے جس نے ابھی تک مجھے زندہ رکھا ہوا ہے۔ بہرحال اب اس کاش وکاش کو چھوڑو اور بتاؤ کہ تم ہمیں اسپیس سنٹر میں لے جاؤ گے یا میں ٹریگر دبا دوں۔ راستہ تو میں بہرحال خود بھی تلاش کر سکتا ہوں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم مجھے ایک بار پھر شکست دینے میں کامیاب ہو گئے ہو عمران۔ لیکن اگر میری زندگی رہی تو میں ایک روز تمہیں شکست دے کر ہی رہوں گا''...... شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

''تم خواہ مخواہ اس پر اپنا وقت ضائع کر رہے ہو عمران۔ اسے میرے حوالے کر دو پھر دیکھنا یہ کس طرح زبان کھولتا ہے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیوں شاگل۔ کر دوں میں تمہیں اس کے حوالے۔ بس یہ یاد رکھنا کہ میں تمہارا لحاظ کر جاتا ہوں لیکن یہ ڈپٹی چیف ہے اور اسے رحم اور لحاظ کے ابجد کا بھی علم نہیں ہے۔ یہ حقیقتاً خونخوار شیرنی کی

طرح تمہیں پھاڑ کھائے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ میں تمہارے ساتھ تعاون کروں۔ چلو میں تمہیں اسپیس سنٹر کی طرف جانے والے راستے پر لے چلتا ہوں۔ میں تمہیں اسپیس سنٹر کے دروازے تک پہنچا دوں گا۔ اس کے بعد تم اس دروازے کو کھول کر اسپیس سنٹر میں کیسے داخل ہو گے یہ کام تمہارا ہو گا میرا نہیں کیونکہ اگر تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے تو میں اپنی صفائی میں یہ ضرور کہہ سکوں گا کہ میں نے تمہیں دروازہ کھول کر خود اسپیس سنٹر کے اندر نہیں پہنچایا تھا''...... شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ٹھیک ہے۔ تم ہمیں اسپیس سنٹر کے دروازے تک پہنچا دو۔ اس کے بعد اسے کھول کر ہم خود اندر داخل ہو جائیں گے لیکن یاد رہے۔ اگر تم نے کوئی چالاکی دکھائی یا مجھ جیسے احمق کو مزید احمق بنانے کی کوشش کی تو پھر یہ نہ کہنا کہ اس بار میں نے تمہارا کوئی لحاظ نہیں کیا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں کوئی چکر نہیں چلاؤں گا''...... شاگل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے اپنا اور جولیا نے اپنا تھیلا اٹھایا جو مادام شوبھا کی میز کے پاس رکھا ہوا تھا۔ شاگل اٹھا تو عمران اور جولیا اس کے پیچھے آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین

پسٹل تھے۔ وہ تینوں باہر آئے تو باہر سب موجود تھے البتہ وہاں شاگل کے ساتھی یا مادام رادھا کا کوئی مسلح آدمی دکھائی نہ دے رہا تھا۔

''ہم نے چیک کر لیا ہے۔ اس طرف کوئی موجود نہیں ہے۔ البتہ سامنے والی پہاڑی میں ایک کریک موجود ہے۔ میں نے اس کریک سے دوسری طرف جا کر چیک کیا ہے۔ دوسری طرف ایک کافی بڑا بیس کیمپ موجود ہے جہاں ہر طرف مسلح افراد پھیلے ہوئے ہیں اور آگے موجود پہاڑیوں پر بھی مسلح افراد موجود ہیں''...... عمران کو باہر آتے دیکھ کر ناٹران نے آگے بڑھ کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کس طرف چلنا ہے''...... عمران نے شاگل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''سامنے والی پہاڑی کی طرف چلو۔ وہاں ایک غار ہے۔ ہم اس غار کے ذریعے غار در غار ہوتے ہوئے شامار کے علاقے میں پہنچیں گے اور پھر اسی راستے سے ہم اسپیس سنٹر میں بھی داخل ہو جائیں گے''...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا جیسے وہ واقعی خود کو بے بس پا رہا ہو۔ عمران اور اس کے ساتھی اس پہاڑی کی طرف بڑھتے چلے گئے جس کے بارے میں شاگل نے انہیں بتایا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک پہاڑی کے پاس پہنچ گئے جہاں واقعی ایک غار کا دہانہ تھا لیکن دہانہ بند تھا اس کے آگے ایک بڑی

چٹان رکھی ہوئی تھی۔

''یہ دہانہ تو بند ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس کی جڑ میں جہاں سرخ دائرہ بنا ہوا ہے وہاں تین بار ٹھوکر مارو''...... شاگل نے کہا تو عمران نے ناٹران کو اشارہ کیا تو ناٹران آگے بڑھا اس نے دیکھا چٹان کے نچلے حصے میں واقعی سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا دائرہ بنا ہوا تھا۔ ناٹران نے اس دائرے پر تین بار ٹھوکر ماری تو گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ چٹان کسی میکنزم سسٹم کے تحت دائیں طرف گھومتی چلی گئی اور غار کا دہانہ ظاہر ہو گیا۔

''اندر جا کر چیک کرو''...... عمران نے صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں تیزی سے غار میں داخل ہو گئے اور اندر جا کر غائب ہو گئے۔

''میں پھر کہہ رہا ہوں شاگل۔ اگر تم ہمیں کوئی چکر دینے یا ہمیں کسی جال میں پھنسانے کی کوشش کر رہے ہو تو باز آ جاؤ۔ ورنہ تمہارے ساتھ ساتھ یہاں جتنی بھی فورسز ہیں میں سب کو ختم کر دوں گا اور کافرستان کو ایسا ناقابل تلافی نقصان پہنچاؤں گا کہ تم کافرستان کی حالت دیکھ کر جب تک زندہ رہو گے خون کے آنسو بہاتے رہ جاؤ گے''...... عمران نے شاگل سے مخاطب ہو کر نہایت سرد لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میں کوئی چکر نہیں چلا رہا۔ اب جبکہ میرے پاس اور کوئی آپشن ہی نہیں ہے تو پھر میں تمہارا ساتھ نہ دے کر بے موت

کیوں مارا جاؤں''...... شاگل نے سر جھٹک کر کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے صفدر اور تنویر غار سے نکل کر باہر آ گئے۔

''غار زیادہ طویل نہیں ہے اور اندر سے بالکل خالی ہے اور بند ہے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ ہم غار در غار اندر سفر کر سکتے ہیں لیکن میرے ساتھی تو کہہ رہے ہیں کہ غار زیادہ طویل نہیں ہے اور دوسری طرف سے بند ہے''...... عمران نے شاگل کو گھورتے ہوئے کہا۔

''اندر چلو۔ میں بند غار کو اندر جا کر کھول دوں گا''...... شاگل نے کہا۔ اس کے لہجے میں اطمینان دیکھ کر عمران کے ذہن میں خلش سی ہو رہی تھی لیکن اگر شاگل کی بات واقعی سچ تھی تو پھر یہ بات اس کے مفاد میں جاتی تھی کہ وہ غاروں کے اندر سے ہوتا ہوا نہ صرف شامار پہاڑی تک پہنچ سکتا تھا بلکہ اسپیس سنٹر کے اندر بھی جا سکتا تھا اور اس طرح وہ اور اس کے ساتھی وہاں ہر طرف پھیلی ہوئی فورس کی نظروں میں آنے سے بھی بچ سکتے تھے۔

''ٹھیک ہے چلو۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... عمران نے سر جھٹک کر کہا اور پھر اس نے سب سے پہلے شاگل کو غار میں دھکیلا اور پھر وہ خود بھی اس کے پیچھے غار میں آ گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی غار میں آ گئے۔

''غار کا دہانہ بند کر دو ورنہ سب کو پتہ چل جائے گا کہ ہم کہاں ہیں''...... شاگل نے کہا۔

''یہ کام تم خود کر لو''...... عمران نے کہا تو شاگل آگے بڑھا اور اس نے دہانے کے پاس دیوار میں ایک جگہ ٹھوکر ماری تو ایک طرف ہٹی ہوئی چٹان پھر میکانکی انداز میں حرکت میں آئی اور غار کا دہانہ بند ہوتا چلا گیا۔ عمران نے غار کا دہانہ بند ہوتے دیکھ کر تیزی سے شاگل کی گردن پکڑی اور مشین پسٹل اس کے سر سے لگا دیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا کر رہے ہو تم''...... شاگل نے بوکھلا کر کہا۔

''دہانہ بند ہوتے ہی یہاں اندھیرا ہو جائے گا اور تم بھاگنے کی کوشش کر سکتے ہو پاگل انسان۔ اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر میں نے تمہاری گردن پکڑی ہے تاکہ تمہیں ایسا کوئی موقع نہ مل سکے کہ تم ہمیں ڈاج دے سکو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اسی لمحے غار کا دہانہ بند ہو گیا اور جیسے ہی غار کا دہانہ بند ہوا غار میں یکلخت تیز روشنی بھرتی چلی گئی۔ غار روشن ہوتے دیکھ کر عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

''ان غاروں میں ایسے سسٹم لگے ہوئے ہیں کہ جیسے ہی غار کے دہانوں کو بند کیا جاتا ہے غار میں خود بخود بلب روشن ہو جاتے ہیں تاکہ تاریکی نہ رہے''...... شاگل نے کہا۔

''ویل ڈن۔ پھر تو ان غاروں میں آکسیجن کی بھی کمی نہ ہو

گی“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ہم نے کئی غاروں میں جانا ہے اور سب غار غیر قدرتی ہیں اس لئے سب میں ایسے انتظامات کئے گئے ہیں جہاں نہ روشنی کی کمی ہو اور نہ ہوا اور آکسیجن کی“...... شاگل نے جواب دیا۔

”کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اسپیس سنٹر تک جانے کے لئے یہ غار در غار راستے کیوں بنائے گئے ہیں۔ کیونکہ بظاہر تو مجھے یہاں ان کا کوئی مصرف دکھائی نہیں دے رہا ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ان راستوں کے ذریعے ہی اسپیس سنٹر میں ساری مشینری پہنچائی گئی تھی اور کسی بھی سائنس دان یا انجینئرز کو مین راستوں کی بجائے انہی راستوں سے اسپیس سنٹر پہنچایا جاتا ہے تاکہ اس طرف آنے والوں کو کسی بھی حال میں اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ سائنس دان اور انجینئرز کس راستے سے شامار پہاڑی کے اندر بنے ہوئے اسپیس سنٹر میں گئے ہیں۔ یہاں ایسے کئی راستے ہیں جو انتہائی خفیہ ہیں اور ان کے ذریعے ہی اسپیس سنٹر میں پہنچا جا سکتا ہے۔ ورنہ شامار پہاڑی محض ایک پہاڑی دکھائی دیتی ہے جس میں اندر داخل ہونے کا نہ کوئی راستہ ہے اور نہ کوئی کریک“...... شاگل نے کہا۔

”بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے تم ہمارے ہاتھ نہ لگتے تو ہم شامار پہاڑی کے قریب پہنچ کر اندر داخل ہونے کا راستہ ہی تلاش کرتے رہ جاتے“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ یہی نہیں۔ ان پہاڑیوں کے اردگرد اور پوری شامار پہاڑی پر ریز گنیں لگی ہوئی ہیں۔ جیسے ہی تم شامار پہاڑی کے قریب جاتے۔ وہاں موجود ریز گنیں خود بخود حرکت میں آ جاتیں اور پھر تم کہیں بھی ہوتے وہ تمہیں ہٹ کر دیتیں“...... شاگل نے جواب دیا۔ وہ باتیں کرتے ہوئے غار میں آگے بڑھ رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ غار کے بند حصے میں پہنچ گئے۔

”کیا دوسرا غار اس دیوار کے پیچھے ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”ہاں“...... شاگل نے کہا۔

”تو کیا ان راستوں پر سیکورٹی کے کوئی انتظامات نہیں ہیں“۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”دوسرے تمام غاروں میں سیکورٹی کے سخت انتظامات ہیں۔ وہاں سائنسی آلات بھی نصب ہیں۔ ان غاروں میں داخل ہونے والے افراد کو نہ صرف چیک کیا جاتا ہے بلکہ ضرورت پڑنے پر انہیں غاروں کے اندر ہی ہلاک کرنے کے بھی انتظامات ہیں لیکن یہ غار فی الحال ان تمام آلات سے پاک ہے۔ یہاں نہ تو کوئی سیکورٹی انتظامات ہیں اور نہ چیکنگ کو کوئی نظام“...... شاگل نے کہا۔

”اس کی کوئی خاص وجہ ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس راستے کو اس لئے صاف اور کلیئر رکھا گیا ہے تاکہ اگر دشمن ایجنٹ یا غیر متعلقہ فورس دوسرے راستوں کو سبوتاژ کر کے

اسپیس سنٹر میں داخل ہو جائیں تو ہم اپنی مسلح فورس کو فوری طور پر اس راستے سے اسپیس سنٹر میں پہنچا سکیں اور اسپیس سنٹر میں داخل ہونے والے دشمنوں کو کور کر سکیں''...... شاگل نے کہا۔

''اور تم ہمیں اس راستے سے اندر لے جا رہے ہو۔ کیا ایسا کر کے تم اپنے ملک کے ساتھ غداری کے مرتکب نہیں ہو رہے''۔ جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم سب موت بن کر مجھ پر مسلط ہو۔ اپنی جان بچانے کے لئے میں یہ سب نہ کروں تو کیا کروں''...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پہلے تو تم نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔ تم ملک سے غداری کی بجائے مرنے کو ترجیح دیتے تھے''...... صفدر نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ اگر تم ایسا چاہتے ہو تو پھر مار دو مجھے۔ اس کے علاوہ میں اور کیا کہہ سکتا ہوں''...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بے فکر رہو۔ ضرورت پڑی تو ہم تم جیسے پاگل نہیں بنیں گے''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب''...... شاگل نے چونک کر کہا۔

''میرے کہنے کا مطلب صاف ہے۔ تمہاری ذرا سی بھی عیاری تمہارے لئے بھاری پڑ سکتی ہے۔ تعاون کرو گے تو زندہ رہو گے ورنہ......'' عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''مجھے بلا وجہ مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے''...... شاگل نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو چلو۔ کھولو یہ راستہ۔ دیکھتے ہیں کہ تمہیں اپنی زندگی کتنی عزیز ہے''...... عمران نے کہا تو شاگل آگے بڑھا اور اس نے چٹان پر ہاتھ رکھ کر دونوں ہاتھوں سے زور لگایا جیسے وہ اپنی طاقت سے چٹان کو دھکیلنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اسی لمحے چٹان واقعی حرکت میں آئی اور دائیں بائیں ہونے یا شٹر کی طرح اوپر اٹھنے کی بجائی تیزی سے پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ پیچھے ہٹتے ہی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ وہ دائیں طرف گھوم گئی اور انہیں واقعی وہ غار دور تک جاتا ہوا دکھائی دیا۔ سامنے ایک جیپ موجود تھی جو غار کی دیوار کے پاس کھڑی تھی۔

''گڈ شو۔ لگتا ہے اس بار شاگل واقعی ہمارا دل سے ساتھ دے رہا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھی تیزی سے غار میں آئے اور غار کا جائزہ لینے لگے لیکن غار بالکل خالی تھا۔

کے ڈی انہیں لے کر دلدلی علاقے میں آ گیا۔ یہ دیکھ کر صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے ہونٹ بھینچ لئے کہ وہاں واقعی ہر طرف گہری اور خوفناک دلدلوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ دلدلوں کا پانی نہ صرف گدلا تھا بلکہ ان پر درختوں کے پتوں اور جھاڑیوں کے بھی ڈھیر لگے ہوئے تھے جو تیز ہوا چلنے کی وجہ سے ٹوٹ کر ان دلدلوں پر آ گرے تھے اور ان سے یہ دلدلیں مکمل طور پر ڈھک گئی تھیں۔ اگر صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کے ڈی اور اس کے ساتھی نہ ہوتے تو وہ ان دلدلوں کو شاید آسانی سے چیک نہ کر سکتے تھے اور وہ سب بے خیالی یا پھر رات کے اندھیرے میں ان دلدلوں کے اوپر سے گزرنے کی کوشش میں خاموش موت کا شکار بن جاتے۔ ان دلدلوں کے کچھ حصوں پر درخت اگے ہوئے تھے جن کی شاخیں پھیل کر دلدلوں میں بھی اتری ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

''یہ تو واقعی خوفناک دلدلیں ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ ان میں اگر ایک خرگوش کا بچہ بھی پھنس جائے تو اس کے لئے بھی بچنا ناممکن ہو جاتا ہے''...... کے ڈی نے جواب دیا۔

''لیکن یہاں تو ہمیں کسی درخت پر رسیاں بندھی ہوئی دکھائی نہیں دے رہی ہیں جن کے ذریعے تم ان دلدلوں سے گزرتے ہو''...... نعمانی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''رسیوں کے پل دوسرے حصے میں ہیں۔ آئیں ہم ان دلدلوں کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں''...... کے ڈی نے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر ایک طرف روانہ ہو گیا۔ وہ دلدلوں کے کنارے کنارے چلتے ہوئے جنگل کے بیچوں بیچ پہنچ گئے۔ آگے جا کر انہیں درختوں کے جھنڈ دکھائی دیئے۔ ان جھنڈوں کے دوسری طرف بھی دلدلیں موجود تھیں۔ درختوں کے ایک جھنڈ کے درختوں میں واقعی رسے تنے ہوئے دکھائی دے رہے تھے جو ایک درخت سے ہوتے ہوئے دلدل کے اوپر سے گزرتے ہوئے دور دوسرے درختوں کی طرف جا رہے تھے۔ یہ رسے درختوں سے اس انداز میں باندھے گئے تھے کہ ایک رسہ اگر نیچے تھا تو دوسرا رسہ نچلے رسے سے تقریباً چھ فٹ اوپر بندھا ہوا تھا تاکہ نچلے رسے پر پیر رکھ کر اوپر والے رسے کو پکڑ کر آسانی سے آگے بڑھا جا سکے۔ یہ دلدل پار کرنے کا آسان ترین طریقہ تھا۔ اس سے رسے پر چلنا بھی آسان ہو جاتا تھا اور اوپر والے رسے کو پکڑ کر چلنے سے

تھکاوٹ بھی طاری نہ ہوتی تھی۔ ایسے ہی رسوں کا یہ سلسلہ انہیں دور تک جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ہر دلدل کے درختوں کا ایک دوسرے سے فاصلہ مختلف تھا اور درختوں پر بندھے ہوئے رسے بھی اتنی ہی طوالت کے تھے۔ مختلف درختوں سے بندھے ہوئے رسوں کا ایک جال سا بنا ہوا تھا جو مختلف اطراف میں مڑتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"دلدلیں خطرناک ہیں اور کئی دلدلیں پانچ سو فٹ چوڑی ہیں۔ پھر تم نے ان درختوں پر اتنی مضبوطی سے رسے کیسے باندھ لئے"۔ خاور نے حیرت بھری نظروں سے کے ڈی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو کے ڈی بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ رسے آج کے نہیں بلکہ کئی مہینوں سے یہاں بندھے ہوئے ہیں اور یہ رسے ہم نے باس کے ہیلی کاپٹر کی مدد سے باندھے تھے۔ پہلے ہم نے ان درختوں پر اپنے آدمیوں کو لٹکا کر اتارا اور پھر انہیں رسوں کے سرے تھما دیئے جنھوں نے یہاں ہر طرف رسوں کا جال بنا دیا"...... کے ڈی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"شاید ریڈ گارڈ نے ان رسوں کو یہاں نہیں دیکھا تھا ورنہ وہ انہیں کاٹ بھی سکتے تھے"...... نعمانی نے کہا۔

"انہیں اس طرف آتے ہی ہماری اطلاع مل گئی تھی اس لئے وہ ہمیں گھیرنے کے لئے چلے آئے تھے اور آتے ہی ہمارے شکار بن

گئے۔ انہیں اس طرف آنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا اس لئے یہ رسے یہاں اسی طرح سلامت ہیں"...... کے ڈی نے جواب دیا۔

"تو چلو۔ ان دلدلوں کو پار کر لیتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہلے میں جاتا ہوں۔ جب میں دوسرے درخت پر پہنچ جاؤں تو آپ میں سے کوئی ایک اس طرف سے رسوں کے پل پر آ جائے۔ یاد رہے ہم نے ان رسوں کو ایک ایک کر کے پار کرنا ہے۔ یہ رسے بظاہر مضبوط اور تنے ہوئے ہیں لیکن احتیاطاً ہم ان پر زیادہ وزن نہیں ڈالیں گے تاکہ یہ دیر تک اسی طرح یہاں بندھے اور تنے رہیں"...... کے ڈی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر کے ڈی آگے بڑھا اور درخت کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے درخت کے تنے کو پکڑا اور پھر اس نے اوپر والا رسہ دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پھر اس نے نچلے رسے پر پاؤں جما دیئے اور پھر وہ اوپر والا رسہ پکڑے نچلے رسے پر چلتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دوسرے درخت پر پہنچ چکا تھا۔

"اب میں جاتا ہوں"...... نعمانی نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھا اور کے ڈی کے انداز میں اس نے اوپر والے رسے کو پکڑتے ہوئے نچلے رسے پر قدم جمائے اور پھر وہ آہستہ آہستہ دلدل کے اوپر سے گزرتا ہوا دوسرے درخت کی طرف بڑھنا شروع ہو گیا۔ اس دوران دوسرے درخت پر پہنچنے والا کے ڈی اس سے آگے

بندھے ہوئے رسے پر آ گیا تھا اور قدم بڑھاتا ہوا آگے موجود درخت کی طرف بڑھ رہا تھا۔ نعمانی رسے پر چلتا ہوا دوسرے درخت کے پاس آیا اور پھر وہ درخت کا تنا پکڑ کر رک گیا۔ کے ڈی ابھی دوسرے رسی پر تھا۔ جب وہ آگے موجود درخت پر پہنچا اور اس نے تیسرے درخت کی طرف جانے کے لئے رسے پر پاؤں رکھا تو نعمانی نے دوسرے رسے پر پیر جمائے اور وہ اس پر چلنے لگا۔ اسے دوسرے رسے پر جاتے دیکھ کر خاور رسے کے پل پر آ گیا اور پھر وہ جیسے جیسے آگے بڑھتے رہے باری باری وہ سب رسوں کے پل پر چلنا شروع ہو گئے۔

”یہ دلدلیں کتنی طویل ہیں کے ڈی“...... صدیقی نے اونچی آواز میں کے ڈی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہاں دو میل تک دلدلیں ہی دلدلیں ہیں لیکن آپ بے فکر رہیں۔ ہم نے ہر طرف رسے باندھ رکھیں ہیں۔ بس محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ہم ان دلدلوں کو آسانی سے پار کر جائیں گے“۔ کے ڈی نے سر گھما کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اتنی طویل دلدلیں“...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ تو بہت کم ہیں جناب۔ اگر ہم جنوبا راستے سے جنگل میں داخل ہوتے تو جنگل کا وہ حصہ دس سے بارہ کلو میٹر تک دلدلوں پر مشتمل ہے“...... کے ڈی نے جواب دیا۔

”تب تو انہوں نے میزائل اسٹیشن لگانے کے لئے واقعی فول پروف اور انتہائی بہترین جگہ کا انتخاب کیا ہے۔ اس جنگل میں پیدل آنے والوں کے لئے واقعی شدید مشکلات ہیں جبکہ وہ ہیلی کاپٹروں پر آسانی سے جنگل کے کسی بھی حصے میں جا سکتے ہیں“۔ نعمانی نے کہا۔

”ہاں“...... صدیقی نے کہا۔

”اگر ہمارے ساتھ کے ڈی نہ ہوتا اور اس نے یہاں رسے نہ بندھوائے ہوتے تو ہم ان دلدلوں کو کیسے پار کرتے“...... چوہان نے پوچھا۔

”تب ہم اس طرف آنے کی بجائے کسی بیس کیمپ کا رخ کرتے اور وہاں سے کسی ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچنے کی کوشش کرتے اور پھر ہیلی کاپٹر سے یا تو اس جنگل میں پیرا ٹروپنگ کرتے یا پھر ہیلی کاپٹر کی کریش لینڈنگ سے یہاں پہنچتے“...... خاور نے جواب دیا تو وہ سب ہنس پڑے۔

”واقعی یہ ان دلدلوں اور جنگل کو کراس کرنے کا آسان طریقہ ہوتا“...... نعمانی نے کہا۔

”ہاں۔ بشرطیکہ ہم جنگل میں موجود کسی ایئر کرافٹ گن یا میزائل کا نشانہ نہ بن جاتے“...... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ اس جنگل میں صرف مخصوص ملٹری یا پھر ان ایجنسیوں کے ہی ہیلی کاپٹروں کو آنے کی اجازت ہے جو اس جنگل کی

حفاظت پر مامور ہیں۔ ورنہ اس طرف آنے والے کسی بھی ہیلی کاپٹر اور طیارے کو مار گرایا جاتا ہے چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو''...... کے ڈی نے جواب دیا۔

''ہم جن دلدلوں پر سفر کر رہے ہیں یہاں درخت نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اوپر کھلا آسمان ہے۔ اگر اس طرف دشمن کا کوئی ہیلی کاپٹر آ گیا تو نہ صرف وہ ہمیں آسانی سے دیکھ سکتے ہیں بلکہ ہمیں ہٹ بھی کر سکتے ہیں''...... خاور نے اوپر کھلے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہاں مس جولیا ہوتیں تو انہوں نے ایک ہی بات کہنی تھی''۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا''......نعمانی نے پوچھا۔

''کہ بدشگونی کی باتیں نہ کیا کرو۔ کبھی کبھی منہ سے نکلی ہوئی بات بھی پوری ہو جاتی ہے''...... چوہان نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گئے تھے کہ یکلخت انہیں دور سے ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دیں۔

''لو۔ وہی بات ہوئی۔ منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہو گئی''۔ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''دو ہیلی کاپٹروں کی آوازیں ہیں اور ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ اسی طرف آ رہے ہوں''...... کے ڈی نے کہا۔

''جلدی۔ کرو سب اپنے قریب موجود درختوں پر پہنچ کر چھپ

جاؤ۔ صدیقی نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا سامنے والے درخت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ درخت کے پاس آ کر اس نے تنا پکڑا اور پھر وہ رکے بغیر تیزی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی اور کے ڈی اور اس کے ساتھی بھی تیزی سے درختوں پر آ گئے۔ درخت زیادہ گھنے تو نہ تھے لیکن بہرحال وہ ان کے پتوں میں خود کو چھپا سکتے تھے۔ اگر ہیلی کاپٹر زیادہ بلندی پر ہوتے تو وہ انہیں آسانی سے دکھائی نہ دے سکتے تھے لیکن اگر ہیلی کاپٹر نیچے آ جاتے یا ہیلی کاپٹروں میں موجود افراد دوربینوں سے ان درختوں کو دیکھنے کی کوشش کرتے تو پھر ان کا چھپا رہنا ناممکن تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد انہوں نے سیاہ رنگ کے دو جنگی ہیلی کاپٹروں کو نچلی پرواز کرتے ہوئے تیزی سے وہاں سے گزرتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر گڑگڑاتے ہوئے ان کے عین سروں کے اوپر سے گزرتے چلے گئے۔

''یہ تو اسی طرف جا رہے ہیں جہاں ہم نے ریڈ گارڈ کے مسلح افراد کو ہلاک کیا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ شاید ریڈ گارڈ کے چیف نے اس طرف آنے والے اپنے ساتھیوں سے ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کی کوشش کی ہو گی۔ جواب نہ ملنے پر وہ بے چین ہو گیا ہو گا اسی لئے اس نے خاص طور پر جنگی ہیلی کاپٹر اس طرف بھیجے ہوں گے''......نعمانی نے کہا۔

''یہ تمہارا خیال بھی ہو سکتا ہے۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ ان ہیلی

کاپٹروں میں ریڈ گارڈ کے مزید مسلح افراد کو جنگل کے کسی اور حصے کی طرف لے جایا جا رہا ہو''...... صدیقی نے کہا۔

''ہونے کو کچھ بھی ہو سکتا ہے بہرحال شکر کرو کہ ہیلی کاپٹر گزر گئے ہیں اور نچلی پرواز ہونے کے باوجود ہم انہیں نظر نہیں آئے ہیں۔ ورنہ فوراً مڑ کر ہماری طرف آتے اور پھر ہر طرف فائرنگ کرنا شروع کر دیتے جس کے نتیجے میں ہمیں شدید نقصان پہنچ سکتا تھا''...... خاور نے کہا۔

''تم نے پھر بدشگونی کی باتیں کرنی شروع کر دیں''...... چوہان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں ایک عام سی بات کر رہا ہوں۔ بہرحال اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹر واپس آئیں ہمیں جلد سے جلد ان دلدلوں کو پار کرنا ہو گا۔ چلو آگے بڑھو سب''...... خاور نے کہا تو کے ڈی جو سب سے آگے تھا وہ درخت سے اترا اور آگے موجود رسوں پر پاؤں رکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ کافی دیر چلتے رہے۔ اب تک وہ آدھے سے زیادہ فاصلہ طے کر چکے تھے لیکن آگے کا راستہ بھی ایسا ہی تھا دور تک دلدلیں ہی دلدلیں تھیں اور اب ان کے آگے جو درخت آ رہے تھے ان پر برائے نام ہی پتے تھے۔

''یہ راستہ تو شیطان کی آنت سے بھی لمبا ہو گیا ہے''...... خاور نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''مشن کے دوران ہمیں جن راستوں پر بھی سفر کرنا پڑے وہ

شیطان کی آنت ہی ثابت ہوتے ہیں''...... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔ اسی لمحے انہیں دور سے ایک بار پھر ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑے۔

''اوہ۔ ہیلی کاپٹر پھر اس طرف آ رہے ہیں''...... نعمانی نے چونک کر کہا۔

''اب کیا کریں۔ یہ سارے درخت ٹنڈ منڈ ہیں۔ ہم ان پر کیسے چھپیں گے''...... کے ڈی کے ایک ساتھی نے کہا۔

''ہیلی کاپٹر مشرق کی طرف سے آ رہے ہیں۔ اب ہمیں درختوں کے تنوں کے عقب میں چھپنا ہو گا۔ ہیلی کاپٹر جیسے جیسے اس طرف آئیں گے ہم تنوں کے ساتھ گھومتے چلے جائیں گے۔ اب یہی ایک طریقہ ہے ان ہیلی کاپٹر والوں کی نظروں سے بچنے کا''...... صدیقی نے کہا۔

''تو جلدی کرو۔ سب درختوں کے پاس پہنچ جاؤ''...... چوہان نے چیختی ہوئی آواز میں کہا اور وہ سب ایک بار پھر تیزی سے قریبی درختوں کی طرف بڑھنے لگے۔ لیکن ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک دور نظر آنے والے ہیلی کاپٹر درختوں کے پیچھے سے نکل کر ان کے سامنے آ گئے۔

''جلدی کرو جلدی''...... صدیقی نے چیختے ہوئے کہا تو رسوں پر ان کی رفتار اور تیز ہو گئی اور پھر وہ فوراً درختوں تک پہنچے اور ہیلی کاپٹروں کی مخالف سمت درختوں کے تنوں کے پیچھے چھپتے چلے

گئے۔ ہیلی کاپٹر گڑگڑاتے ہوئے تیزی سے اس طرف آ رہے تھے۔
کچھ ہی دیر میں وہ دلدلوں کے عین اوپر پہنچ گئے۔ وہ زیادہ بلندی پر
نہیں تھے۔ دلدلوں پر پہنچتے ہی ہیلی کاپٹر ہوا میں معلق ہوئے اور پھر
آہستہ آہستہ نیچے آنے لگے۔ صدیقی درخت کی آڑ سے سر نکالے
ان ہیلی کاپٹروں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر چونکہ کافی نیچے
تھے اس لئے ان کی ونڈ اسکرینوں کے پیچھے سے پائلٹ اور سائیڈ
سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی صاف دکھائی دے رہے تھے۔ سائیڈ
سیٹ پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد کی آنکھوں پر دوربینیں لگی ہوئی
تھیں اور وہ دوربینیں گھما گھما کر دلدلوں کے گرد موجود رسوں کے
پلوں کا جائزہ لے رہے تھے۔

''انہوں نے رسے کے پل دیکھ لئے ہیں''...... صدیقی نے
چیختے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... چوہان نے کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر پلٹے اور پھر
اچانک دونوں ہیلی کاپٹروں نے ایک دوسرے سے مخصوص فاصلہ
رکھ کر فرنٹ کے حصے آگے کی طرف جھکا دیئے۔ دوسرے لمحے
ماحول مشین گنوں کی تیز اور خوفناک تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔
دونوں ہیلی کاپٹروں کے نیچے لگی ہوئی ہیوی مشین گنوں کے دہانے
کھل گئے تھے اور انہوں نے مشین گنوں سے نکلنے والی گولیوں سے
ان گھنے درختوں کو ادھڑتے دیکھا۔

''وہ ان درختوں کو نشانہ بنا رہے ہیں جو گھنے ہیں۔ ان کے

خیال میں ہم ان درختوں میں چھپے ہو سکتے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ ان درختوں کو تباہ کر کے وہ یہاں موجود ان تمام
درختوں کو نشانہ بنائیں گے جن پر رسے بندھے ہوئے ہیں''۔
چوہان نے کہا۔

''تو پھر ہم اب ان سے خود کو کیسے بچائیں گے۔ ہم نے پلوں
پر چلنا شروع کیا تو ہم فوراً ان کی نظروں میں آ جائیں گے اور پھر
ان کی مشین گنوں کے رخ ڈائریکٹ ہماری طرف ہو جائیں
گے''...... نعمانی نے کہا۔

''ہمارے پاس منی میزائل گنیں ہیں۔ اب ہمارے پاس اور کوئی
چارہ نہیں ہے کہ ہم ان دونوں ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر دیں۔ اگر ہم
نے ایسا نہ کیا تو ہمارا ان سے بچنا ناممکن ہو جائے گا''...... چوہان
نے کہا۔

''کیا آپ واقعی ان ہیلی کاپٹروں کو نشانہ بنا سکتے ہیں''...... کے
ڈی نے پوچھا۔

''ہاں۔ ہم نے درختوں کے ساتھ بندھے ہوئے رسوں پر اپنے
پیر جما رکھے ہیں۔ ہمیں بس اپنے تھیلے کاندھوں سے اتار کر ان
میں موجود منی میزائل گنیں نکالنی ہیں پھر آسانی سے یہ کام ہو جائے
گا''۔ نعمانی نے کہا۔

''تو جلدی کریں۔ وہ ایک ایک کر کے درختوں کو تباہ کرتے
ہوئے اب اسی طرف آنا شروع ہو گئے ہیں''...... کے ڈی نے کہا

تو صدیقی جس نے نچلے رسے پر اپنے پیر جمائے ہوئے تھے اور ایک ہاتھ سے اوپر موجود رسے کو تھام رکھا تھا۔ اس نے اوپر والا رسہ چھوڑا اور اپنا سینہ درخت کے تنے سے لگا کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے کمر پر لدا ہوا بیگ اتارا اور اسے کھول کر اس میں سے منی میزائل گن نکالنے لگا۔ اس نے بیگ سے منی میزائل گن نکال کر ہاتھ میں لی اور بیگ بند کر کے دوبارہ کمر پر ڈال لیا۔ اس نے ایک بار پھر ہاتھ اٹھا کر رسے کو پکڑا اور درخت کے تنے کے پیچھے سے سر نکال کر ہیلی کاپٹروں کی طرف دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس نے ان ہیلی کاپٹروں کے رخ یکلخت ان درختوں کی طرف ہوتے دیکھا جس کے تنوں کے پیچھے وہ چھپے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے کہ صدیقی یا اس کا کوئی ساتھی کچھ کرتا یکلخت دونوں ہیلی کاپٹروں کی مشین گنوں سے سرخ شعلوں کی لکیریں سی نکل کر آگے بڑھیں اور ماحول یکلخت مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ انسانی چیخوں سے بھی بری طرح سے گونج اٹھا۔

وہ سب شاگل کے ساتھ مختلف غاروں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے اور حیرت انگیز بات تھی کہ غاروں میں سفر کرتے ہوئے نہ تو کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آیا تھا اور نہ ہی شاگل نے انہیں کوئی چکر دینے کی کوشش کی تھی۔ اس بار وہ ان کا اس انداز میں ساتھ دے رہا تھا جیسے وہ ان کا دشمن نہ ہو بلکہ دوست ہو۔ مسلسل اور کافی دیر تک چلتے رہنے کے بعد وہ ایک بار پھر غار کے آخری سرے پر پہنچ گئے۔ اس بار غار کے دوسرے سرے پر انہیں چٹان کی بجائے فولاد کا بنا ہوا ایک دروازہ دکھائی دیا جو بند تھا۔

"یہ دروازہ ہے اسپیس سنٹر کا"...... شاگل نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کھولو اسے"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ اسے کھولنا میرے بس کی بات نہیں ہے"...... شاگل

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ اسے کھولنا تمہارے بس میں کیوں نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم لوگوں کے آنے کے خدشے کے پیش نظر اسپیس سنٹر کے ہر راستے کو سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ یہ راستہ بھی اندر سے بند ہے اور اسے صرف اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے اور یہ دروازہ اس قسم کا ہے کہ اسے تم ایٹم بم سے بھی تباہ نہیں کر سکتے ہو''۔شاگل نے کہا۔

''اوہ۔ اگر ایسی بات تھی تو تم ہمیں یہاں کیوں لائے ہو''۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں اس دروازے تک پہنچانے کا کہا تھا یہ نہیں کہا تھا کہ میں اس راستے کو کھول کر تمہیں اسپیس سنٹر کے اندر پہنچا سکتا ہوں''...... شاگل نے منہ بنا کر کہا۔

''چلو۔ تم نے اپنا وعدہ پورا کیا اب باقی کا کام ہم خود کر لیں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے پشت سے تھیلا اتارا اور پھر اس نے تھیلا زمین پر رکھا اور اسے کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے تھیلے میں ہاتھ ڈالا اور پھر جب اس کا ہاتھ تھیلے سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک پتلی لیکن لمبی سی چپٹی تار موجود تھی۔ عمران آگے بڑھ کر اس فولادی دروازے کے سامنے اکڑوں بیٹھ گیا اور غور سے دروازے کے نیچے زمین کو دیکھنے لگا۔ یہ جگہ ٹھوس پتھروں سے بنی ہوئی تھی اور چند لمحوں بعد وہ دروازے

کے عین نیچے دو پتھروں کے درمیان ایک معمولی سی جھری دریافت کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے وہ تار اس جھری کے اندر ڈالی اور اسے تیزی سے اندر کی طرف دھکیلتا چلا گیا۔ جب تار کا تھوڑا سا سرا باقی رہ گیا تو اس نے تھیلے سے ایک چھوٹی سی مشین نکالی اور پھر اسے کھول کر اس کے مخصوص خانے میں تار کا سرا لگا کر مشین کو آپریٹ کرنا شروع ہو گیا۔ پھر اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو فولادی دروازہ بے آواز طریقے سے اس طرح سے کھلتا چلا گیا جیسے اسے اندر سے کسی نے باقاعدہ آپریٹنگ سسٹم کے تحت کھولا ہو۔ دروازہ کھلتے دیکھ کر شاگل کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

''اوہ اوہ۔ یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیسے کر لیا۔ یہ دروازہ کیسے کھل گیا۔ یہ ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن۔ یہ جادو ہے۔ جادو''...... شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ سب کچھ آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود اسے دروازہ کھلنے پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

''شاگل صاحب یہ سائنس واقعی جادو ہی ہے۔ جب تک اس کی حقیقت معلوم نہ ہو یہ حیرت انگیز اور ناممکن نظر آتا ہے لیکن حقیقت معلوم ہو جائے تو ہر جادو کا توڑ کیا جا سکتا ہے۔ ایسے دروازے سکس ون ایس ایس الیکٹرانک ریز سسٹم کے تحت تیار کیے جاتے ہیں۔ اس چپٹی تار میں یہ خاصیت ہے کہ اگر یہ ریز

سسٹم کے مخصوص ایڈجسٹنگ پوائنٹ تک پہنچ جائے تو یہ ریز کو کراس کر دیتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ سب کیسے کیا جاتا ہے اس لئے میں نے دروازے کے نچلے حصے سے اس تار کو دروازہ کھولنے والے سسٹم تک پہنچایا اور پھر اسے ایڈجسٹ کر دیا۔ کراس ریز فائر کی اور یہ دروازہ کھل گیا۔ ورنہ واقعی اسے ایٹم بم سے بھی نہ کھولا جا سکتا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ مجھے اب تک اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا ہے کہ یہ سب ہو گیا ہے''...... شاگل نے کہا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک پتلی سی گلی تھی۔ جس کا اختتام ایک راہداری کے آغاز پر ہو رہا تھا۔ وہ اس گلی میں داخل ہوتے ہوئے راہداری کے قریب آ گئے۔

''ناٹران۔ اسے اچ ایف کر دو''...... عمران نے ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا تو شاگل چونک پڑا۔

''اچ ایف۔ کیا مطلب''...... شاگل نے چونک کر کہا۔

''ہاف آف''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو شاگل بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا اسی لمحے اس کے عقب میں موجود ناٹران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور پھر اس سے پہلے کہ شاگل کے منہ سے چیخ نکلتی تنویر نے جھپٹ کر اس کا منہ پکڑ لیا۔ ناٹران نے شاگل کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مار دیا تھا۔ وہ لہرایا اور پھر تنویر کے ہاتھوں میں گرتا چلا گیا۔ ناٹران کی اس کے سر پر لگائی ہوئی ایک ہی ضرب کافی رہی تھی اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

''اسے یہیں چھوڑو اور آؤ میرے ساتھ''...... عمران نے کہا تو تنویر نے شاگل کو زمین پر لٹایا اور پھر وہ سب عمران کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ راہداری میں بے آواز قدموں سے چلتے ہوئے وہ آگے بڑھے اور پھر وہ راہداری کے اختتام پر موجود ایک اور دروازے پر پہنچ گئے۔ اس دروازے کے پیچھے سے بے شمار مشینیں چلنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔ عمران دیوار کے ساتھ نہایت احتیاط سے آگے بڑھ آیا۔

دروازے کے قریب رک کر عمران نے ادھ کھلے دروازے سے اندر جھانکا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی۔ یہ اسپیس سنٹر کا کمپیوٹرائزڈ روم تھا۔ جہاں بے شمار افراد سائنس دانوں کی طرح سفید اوور آل پہنے مختلف کمپیوٹرز پر کام کر رہے تھے اور ان کے سامنے اسکرینیں روشن دکھائی دے رہی تھیں۔ ایک طرف شیشے کا شفاف کیبن دکھائی دے رہا تھا جو خالی تھا۔

''یہاں تو بہت سے افراد موجود ہیں۔ کیا سب کو ختم کرنا ہے''...... جولیا نے آگے بڑھ کر اندر ہال میں جھانکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ہمارے پاس وافر تعداد میں گیس کیپسول موجود ہیں۔ ہم انہیں گیس سے بے ہوش کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ ٹھیک ہے''...... جولیا نے کہا اور پھر عمران نے تھیلے سے گیس پسٹل نکالا اور دروازے کی درز سے پسٹل کی نال

اندر کرتے ہوئے پسٹل کا بٹن یکے بعد دیگرے دبا دیا۔ سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ پسٹل کی نال سے کیپسول نکل کر ہال میں گرتے دکھائی دیئے۔

"تم سب سانس روک لو"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے خود بھی سانس روک لیا۔ عمران کی نظریں ہال میں جمی ہوئی تھیں۔ ہال میں ہلکا ہلکا نیلا دھواں سا پھیل رہا تھا اور اس دھویں کو سب چونک چونک کر دیکھ رہے تھے اور پھر اپنی کرسیوں پر لڑھک رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں ہال میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے۔

"میں اندر جاتا ہوں۔ تم راہداری کے دوسرے حصوں میں جا کر ہر طرف گیس فائر کر دو"...... عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے راہداری کے دوسرے حصوں کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ عمران نے کچھ دیر توقف کیا اور پھر وہ ہال کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ ہال میں سوائے مشینوں کے چلنے کے اور کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ وہاں پچاس سے زائد افراد موجود تھے جو گیس سے بے ہوش ہو چکے تھے۔

عمران نے پورے ہال میں گھوم کر مشینوں اور کمپیوٹرز کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ پھر ایک کمپیوٹرائزڈ مشین کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اس نے مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے بے ہوش آدمی کو کرسی پر سے اٹھا کر زمین پر ڈالا اور پھر وہ مشین کو آپریٹ کرنا شروع ہو گیا۔

بیس منٹ تک وہ مشین پر کام کرتا رہا لیکن پھر اس نے سر جھٹک دیا۔

"نہیں۔ شاید یہ مشین میری سمجھ سے بالا تر ہے۔ نجانے اسے کن سافٹ ویئرز اور پروگرامنگ کے تحت سیٹ کیا گیا ہے۔ اس پر میں گھنٹوں بھی لگا رہوں تو اسے سمجھنا میرے بس سے باہر ہو گا"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے زمین پر پڑے ہوئے اس آدمی کو اٹھا کر دوبارہ کرسی پر بٹھا دیا جسے اس نے اٹھا کر زمین پر ڈالا تھا۔ اس نے ہال کا ایک بار پھر راؤنڈ لگایا اور پھر اس نے اپنا تھیلا کاندھے سے اتارا اور اس کے ایک خفیہ خانے سے چار چھوٹے چھوٹے بٹن نکال لئے۔ یہ بٹن ایسے تھے جیسے عام طور پر ڈیجیٹل گھڑیوں کو چلانے کے لئے سیل استعمال کئے جاتے ہیں۔ عمران نے چاروں سیل ہال کی مختلف مشینوں کی درزوں میں چھپائے اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔ وہ واپس مڑا ہی تھا کہ اسی لمحے اس کے ساتھی اندر آ گئے۔

"ہم نے سارے سنٹر میں بے ہوشی کی گیس پھیلا دی ہے۔ یہاں اگر حشرات الارض بھی ہوئے تو وہ بھی بے ہوش ہو گئے ہوں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب چلو۔ میں نے اپنا کام کر لیا ہے۔ اب ہمیں یہاں سے نکلنا ہے"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کیا ہے تم نے"۔ تنویر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے ان مشینوں میں ڈی ایم مائیکرو بلاسٹر چھپا دیئے ہیں جو ریموٹ کنٹرولڈ ہیں۔ باہر دور جا کر میں ایک ڈی چارجر سے انہیں چارج کروں گا تو چاروں مائیکرو بلاسٹر ایک ساتھ پھٹ جائیں گے اور یہ سارا اسپیس سنٹر دھماکے سے تباہ ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"کیا ضرورت تھی مائیکرو بلاسٹر لگانے کی ہم فائرنگ کر کے ان تمام مشینوں کو ہی تباہ کر دیتے ہیں اور یہاں جتنے بھی سائنس دان اور انجینئرز موجود ہیں ان سب کو ختم کر دیتے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"یہ ساری مشینیں ایٹمی بیٹریوں سے منسلک ہیں۔ اگر ہم نے ان پر فائرنگ کی تو ایٹمی بیٹریاں تباہ ہو جائیں گی جس کے نتیجے میں یہاں ہر طرف تباہی پھیل جائے گی اور پھر اس تباہی سے ہم بھی زندہ نہ بچ سکیں گے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ہمیں واقعی یہاں سے نکل کر ہی اس اسپیس سنٹر کو تباہ کرنا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"چلو۔ نکلو پھر یہاں سے"...... عمران نے کہا اور وہ سب تیزی سے مڑے اور اس دروازے کی طرف بڑھے جس سے وہ اندر داخل ہوئے تھے۔ ابھی وہ دروازے کے پاس پہنچے ہی تھے کہ یکلخت ہال کمرے میں تیز نیلے رنگ کی روشنی کا جھماکہ ہوا اور اس جھماکے کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم یکلخت بے جان ہو گیا ہو۔ یہی حال اس کے ساتھیوں کا بھی ہوا تھا۔

شاگل کو ہوش آیا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر خود کو راہداری میں پا کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ شعور جاگتے ہی اس کے ذہن میں سابقہ منظر کسی فلم کی طرح چلنے لگے جب وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہاں لایا تھا اور عمران نے انتہائی حیرت انگیز طور پر اندر سے بند اسپیس سنٹر کا دروازہ کھول لیا تھا اور پھر آگے آتے ہی عمران نے اپنے ساتھی سے کہا تھا کہ اسے ایچ ایف کر دے۔ اس نے ایچ ایف کا مطلب پوچھا تو عمران نے اسے بتایا کہ ایچ ایف کا مطلب ہاف آف تھا اور پھر اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

"ہونہہ۔ تو وہ سب اسپیس سنٹر کے اندر چلے گئے ہیں"...... شاگل نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے سر میں شدید اینٹھن سی ہو رہی تھی۔ اس نے

سر پر ہاتھ پھیرا تو یہ محسوس کر کے اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا
کہ اس کے سر کے پچھلے حصے پر ایک اور سرا ابھرا ہوا تھا۔ شاگل نے
ایک لمحے توقف کیا اور پھر وہ تیزی سے راہداری کے آخری
دروازے کے پاس آیا۔ اس نے راہداری کے دائیں بائیں دیکھا تو
ہال میں تمام سائنس دان اور انجینئرز بے ہوش پڑے ہوئے دکھائی
دیئے۔ ان سب کو بے ہوش دیکھ کر شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ
لئے۔ دوسرے لمحے اسے عمران دکھائی دیا جو سفید رنگ کا ایک چھوٹا
سا بٹن ایک مشین میں ڈال رہا تھا۔ اسی لمحے دوسری راہداری سے
اسے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو شاگل چونک پڑا۔ وہ تیزی
سے پیچھے ہٹا اور پیچھے راہداری کی دیوار کے پاس آ گیا۔ یہ شاید
عمران کے ساتھی تھے جو اس طرف آ رہے تھے۔ شاگل نے پلٹ
کر راہداری کی ایک دیوار پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا اور پھر جیسے
ہی اس کا ہاتھ ایک ابھار پر آیا اس نے فوراً اس ابھار کو پریس کر
دیا۔ اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ دیوار میں ایک خلاء نمودار ہوا
جہاں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ شاگل فوراً ان سیڑھیوں پر آ گیا
جیسے ہی وہ سیڑھیوں پر آیا اس کے پیچھے دیوار بند ہوتی چلی گئی۔
شاگل تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے موجود ایک تہہ خانے میں آ
گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ اس کمرے میں بھی کئی مشینیں کام
کر رہی تھیں۔ سامنے دیوار پر ایک بڑی اسکرین لگی ہوئی تھی جس
پر اوپر موجود اسپیس سنٹر کے مختلف ہال اور کمرے دکھائی دے رہے

تھے۔ مشین کے سامنے دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے جو کرسیوں پر بے
ہوش پڑے ہوئے تھے۔

"ہونہہ۔ تو عمران اور اس کے ساتھیوں نے سارے اسپیس سنٹر
کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی ہے جس کا اثر اس
تہہ خانے میں بھی پہنچ گیا ہے"...... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
کہا۔ وہ تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھا اور اس نے مشین کے
سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کو اٹھا کر زمین پر ڈالا اور اس مشین
کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے سامنے اسکرین کی طرف دیکھا اور
تیزی سے مشین آپریٹ کرنا شروع کر دی۔

اسکرین پر مختلف مناظر ابھر رہے تھے۔ پھر اسکرین پر جیسے ہی
بڑے ہال کا منظر دکھائی دیا شاگل کا ہاتھ رک گیا۔ یہ اوپر والا ہال
تھا جہاں تمام سائنس دان اور انجینئرز بے ہوش پڑے ہوئے تھے
اور ایک طرف عمران اور اس کے ساتھی کھڑے تھے۔ عمران اور اس
کے ساتھیوں پر نظر پڑتے ہی شاگل کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"تو تم یہاں ہو۔ اب دیکھو میں تمہارا کیسا حشر کرتا ہوں"......
شاگل نے غراتے ہوئے کہا اس نے ایک بار پھر مشین کو آپریٹ کیا
اور پھر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جیسے ہی واپس
دروازے کی طرف جاتے دیکھا تو اس نے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن
پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی ہال کمرے میں یکبارگی نیلے
رنگ کی روشنی کا جھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے عمران اور اس کے

ساتھی یوں ساکت ہوتے چلے گئے جیسے ملک الموت نے ان کی جانیں سلب کر لی ہوں۔

''ہا ہا ہا ہا۔ آئے تھے اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے کے لئے۔ یہ عمران خود کو دنیا میں سب سے زیادہ ذہین سمجھتا ہے لیکن یہ نہیں سمجھ سکا کہ میں جان بوجھ کر انہیں یہاں لایا تھا تاکہ انہیں ہال دروازے سے گزار کر جیسے ہی آگے لے جاؤں اس کنٹرول روم میں بیٹھے ہوئے افراد ان کے پیروں تلے سے زمین نکال کر انہیں موت کے تہہ خانے میں پھینک دیں لیکن انہوں نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے مجھے ہال میں لے جانے سے پہلے بے ہوش کر دیا۔ اگر یہ ہال میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے سے پہلے داخل ہو جاتے تو یہاں بیٹھے ہوئے میرے ساتھی انہیں فوراً ہال دروازے کے پاس موجود خفیہ زمینی راستہ کھول کر نیچے گرا دیتے لیکن انہوں نے ہال میں داخل ہونے سے پہلے ہی بے ہوشی کی گیس فائر کر دی تھی جس کا اثر اس تہہ خانے میں بھی پہنچ گیا اور میرے ساتھی بھی بے ہوش ہو گئے لیکن میری قسمت اچھی تھی کہ مجھے جلد ہوش آ گیا۔ میں نے پہلے ہی ہر قسم کی بے ہوشی کی گیس سے بچنے کے لئے گولیاں کھا رکھی تھیں ورنہ شاید میں بھی گیس کے اثر سے طویل عرصے کے لئے بے ہوش ہو جاتا۔ بہرحال اس بار قسمت نے میرا ساتھ دیا ہے اور میں نے آخر کار ان سب کا شکار کر لیا ہے۔ اب یہ یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جائیں گے اور میں

نے دیکھ لیا ہے کہ عمران نے مائیکرو بلاسٹر کہاں چھپایا تھا۔ اس نے جہاں جہاں مائیکرو بلاسٹر چھپائے ہوں گے میں انہیں ہر جگہ سے ڈھونڈ نکالوں گا اور انہیں ڈی فیوز کر دوں گا۔ اس بار عمران اور اس کے ساتھی میری مدد سے یہاں تک تو پہنچ گئے تھے لیکن ان کے حصے میں سوائے ناکامی کے کچھ نہیں آئے گا اور اب ان کی یہ ناکامی ان کی موت پر ہی ختم ہو جائے گی''...... شاگل نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے دیکھ لیا عمران۔ اسے کہتے ہیں شکست۔ میں نے تمہارے سامنے وقتی طور پر ہتھیار ڈالے تھے۔ تم سے شکست قبول نہیں کی تھی۔ اب تم قطعی بے بس ہو۔ میں چاہوں تو تمہیں اسی حالت میں ختم کر سکتا ہوں لیکن میں تم سب کو یہاں نہیں واپس دارالحکومت اپنے ہیڈ کوارٹر لے جا کر ختم کروں گا۔ تم سیکرٹ ایجنٹ ہو اور میں چاہتا ہوں کہ تمہاری قسمت کا فیصلہ کافرستانی پرائم منسٹر کریں۔ ان کے حکم پر تمہیں گولیاں مار دی جائیں گی تاکہ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین آ سکے کہ شاگل واقعی گریٹ ہے۔ ذہین ہے جس نے آخر کار تم سب کو شکار کر لیا ہے''...... شاگل نے اسی طرح انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ دیوانگی کے عالم میں باقاعدہ رقص کرنا شروع کر دے۔

اس نے مشین کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک ہیڈ فون اٹھایا جس کے ساتھ مائیک بھی نصب تھا۔ اس نے مشین کے چند بٹن پریس کر

دیئے۔

''یس۔ گپتا اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی بلیک سیکشن کے انچارج گپتا کی آواز سنائی دی۔

''چیف شاگل بول رہا ہوں اسپیس سنٹر کے سیکورٹی کنٹرول روم سے۔ اوور''...... شاگل نے انتہائی کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ حکم۔ اوور''...... شاگل کی آ . سن کر گپتا نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سنو گپتا۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو جان بوجھ کر ٹنل سکس سے اسپیس سنٹر میں لایا تھا۔ ان کے سامنے میں جان بوجھ کر بے بس بن گیا تھا اور ان سے شکست قبول کر کے ان کے ساتھ تعاون کرنے کا ڈرامہ کیا تھا۔ عمران اور اس کے ایک ساتھی نے مادام شوبھا اور مادام رادھا کو ہلاک کر دیا تھا۔ وہ مجھے بھی ہلاک کر سکتے تھے اس لئے میں نے ان کے سامنے خود کو سرنڈر کرتے ہوئے ان کا ساتھ دے کر انہیں اسپیس سنٹر لانے اور انہیں انڈر گراؤنڈ ٹریپ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ٹنل سکس کے راستے پر میں نے خصوصی انتظامات کرا رکھے تھے۔ یہاں ایک سیکورٹی کنٹرول روم تھا جہاں میں نے پہلے سے ہی اپنے آدمیوں کو بٹھا رکھا تھا۔ انہیں میں نے ہدایات دی تھیں کہ اگر میں اس راستے سے چند غیر متعلقہ افراد کو لے کر آؤں تو وہ ہال کے اندر داخل ہوتے ہی ہمارے پیروں کے نیچے سے زمین نکال دیں۔ اگر وہ ایسا

کرتے تو میں بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ایک بند تہہ خانے میں جا گرتا۔ جیسے ہی وہ تہہ خانے میں گرتے سیکورٹی روم میں بیٹھے ہوئے افراد وہاں ایس ایس ریز پھیلا دیتے تاکہ سب کے سب فوراً ساکت ہو جاتے۔ میں نے پہلے ہی ہر قسم کی ریز اور بے ہوشی کی گیس سے بچنے کے لئے گولیاں کھا رکھی تھیں۔ تہہ خانے میں جب ایس ایس ریز فائر کی جاتی تو اس کا اثر صرف عمران اور اس کے ساتھیوں پر ہوتا مجھ پر ان ریز کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ جب عمران اور اس کے ساتھی بے حس و حرکت ہو جاتے تو میرے ساتھی مجھے اس تہہ خانے سے نکال لیتے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسی تہہ خانے میں گولیوں سے چھلنی کر دیا جاتا لیکن سیکورٹی کنٹرول روم تک آنے سے پہلے عمران نے مجھے بے ہوش کرا دیا اور پھر وہ مین ہال کی طرف بڑھ گئے۔ اگر وہ ڈائریکٹ ہال میں داخل ہو جاتے تو میرے آدمیوں کی نظروں میں آ جاتے اور میرے آدمی انہیں تہہ خانے میں پھینک دیتے۔ لیکن عمران نے ہال میں داخل ہونے سے پہلے ہر طرف بے ہوشی کی گیس کے کیپسول فائر کر دیئے جس سے گیس ہر طرف پھیل گئی اور اس کا اثر سیکورٹی کنٹرول روم تک بھی پہنچ گیا جس سے یہاں موجود میرے دونوں ساتھی بھی بے ہوش ہو گئے۔ عمران نے اسپیس سنٹر میں بھی ہر طرف بے ہوشی کی گیس پھیلائی تھی جس سے وہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے تھے۔ عمران نے اس موقع کا فائدہ اٹھایا اور

Downloaded From http://paksociety.com

ہال میں جگہ جگہ مائیکرو بلاسٹر لگانے شروع کر دیئے۔ وہ اور اس کے ساتھی مائیکرو بلاسٹر لگا کر یہاں سے نکل جانا چاہتے تھے لیکن ان کی بدقسمتی اور میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے ہوش آ گیا اور میں فوراً سیکورٹی روم میں پہنچ گیا۔ یہاں آتے ہی میں نے مشین کا کنٹرول سنبھالا اور ہال میں موجود عمران اور اس کے ساتھیوں پر ایس ایس ریز فائر کر دی جس کے نتیجے میں وہ سب ساکت ہو گئے ہیں۔ اب جب تک انہیں اینٹی ایس ایس انجکشن نہ لگا دیئے جائیں اس وقت تک وہ حرکت نہیں کر سکیں گے۔ اسپیس سنٹر پر اب میرا کنٹرول ہے۔ اوور''...... شاگل نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ چیف۔ آپ نے یہ سب کر کے بہت رسک لیا تھا۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش کرنے کی بجائے آپ کو ہلاک کر دیتے تو۔ اوور''...... دوسری طرف سے گپتا نے ساری باتیں سن کر کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار کرنے کے لئے رسک تو لینا ہی تھا نانسنس۔ رسک لئے بغیر انہیں قابو کرنا ناممکن تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اگر میں عمران سے خلوص دل سے تعاون کروں گا تو وہ مجھے ہلاک نہیں کرے گا میں نے عمران کے سامنے خود کو نارمل رکھنے کی بے حد کوشش کی تھی اور میری یہ کوشش کامیاب رہی تھی اور عمران کو اس بات کا پتہ نہیں چل سکا کہ میں اس کے سامنے اداکاری کر رہا ہوں۔ بہرحال۔ اب تم فوراً ٹنل ون کا راستہ کھول

کر اندر آ جاؤ۔ تمہارے پاس ڈی سکسٹی ون سرچ مشین ہے۔ اس مشین سے اسپیس سنٹر کے اندر آ کر تم سرچنگ کرو اور عمران نے یہاں جتنے بھی مائیکرو بلاسٹنگ بم لگائے ہیں انہیں وہاں سے ہٹا دو اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہاں سے نکال کر لے جاؤ۔ انہیں تم اسی حالت میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے دارالحکومت میں سی پوائنٹ پر لے جاؤ گے۔ میں جلد ہی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اوور''۔ شاگل نے کہا۔

''انہیں زندہ وہاں لے جانے کی کیا ضرورت ہے چیف۔ آپ حکم دیں تو ہم انہیں اسی حالت میں یہاں ہلاک کر دیتے ہیں اور پھر ان کی لاشیں اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اوور''...... گپتا نے کہا۔

''جیسا کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو نانسنس۔ انہیں ہلاک کرنا ہوتا تو میں بھی کر سکتا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سب کی موت پرائم منسٹر کے سامنے ہو تا کہ انہیں یقین آ جائے کہ چیف شاگل ہی وہ انسان ہے جو عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتا ہے اور انہیں زندہ گرفتار بھی کر سکتا ہے۔ پرائم منسٹر کو اس بات کا تب ہی یقین آئے گا جب ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان کے سامنے ہلاک کریں گے۔ سمجھ گئے تم۔ نانسنس۔ اوور''...... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''یس۔ یس چیف۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اوور''...... شاگل کی غصیلی آواز سن کر گپتا نے فوراً کہا۔

''تو جلدی کرو۔ ابھی یہاں تمام سائنس دان اور انجینئرز بے ہوش ہیں۔ ان کی بے ہوشی کے دوران تم اسپیس سنٹر کو بلاسٹرز سے صاف کر دو اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہاں سے نکال کر لے جاؤ تاکہ جب سائنس دانوں اور انجینئرز کو ہوش آئے تو انہیں اس بات کا علم ہی نہ ہو سکے کہ یہاں کیا ہوا تھا۔ وہ اپنی اس پراسرار بے ہوشی کے بارے میں بعد میں جو سوچنا چاہیں سوچتے رہیں۔ اوور''...... شاگل نے کہا۔

''یس چیف۔ میں اپنے ساتھیوں کو لے کر آ رہا ہوں۔ اوور''...... گپتا نے کہا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل''...... شاگل نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کی نظریں بدستور اسکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں ہال کے دروازے کے پاس عمران اور اس کے ساتھی بدستور پتھر کے بتوں کی طرح ساکت دکھائی دے رہے تھے۔

ہیلی کاپٹروں کی گولیاں ان درختوں پر پڑی تھیں جن کے تنوں کے ساتھ کے ڈی کے ساتھی لپٹے ہوئے تھے۔ گولیوں نے ان درختوں کو ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔ کئی گولیاں درختوں کے تنوں کو چیرتی ہوئیں ان سے چمٹے ہوئے افراد کے جسموں میں گھس گئی تھیں اور وہ چیختے ہوئے اچھل اچھل کر دلدلوں میں گرتے چلے گئے۔ اپنے ساتھیوں کو گولیوں کا شکار ہوتے دیکھ کر کے ڈی کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹر دوسرے درختوں کے تنوں پر فائرنگ کرتے اسی لمحے صدیقی اور خاور نے تنوں کے پیچھے سے منی میزائل گنوں والے ہاتھ نکالے۔

''فائر''...... صدیقی نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے منی میزائل کا بٹن پریس کر دیا۔ منی میزائل گن سے شرارے سے نکلے اور پھر ایک منی میزائل بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ خاور نے بھی صدیقی کے فائر کہتے ہی میزائل فائر کر

دیا تھا۔ ہیلی کاپٹر والوں نے آگ کے شعلے اپنی طرف آتے دیکھ
کر تیزی سے ہیلی کاپٹر ہٹانے کی کوشش کی لیکن میزائل بجلی کی سی
تیزی سے ایک ساتھ ہیلی کاپٹروں سے ٹکرائے۔ دوسرے لمحے
ماحول زور دار دھماکوں سے گونج اٹھا اور دونوں ہیلی کاپٹروں کے
پرخچے اُڑتے چلے گئے اور ہیلی کاپٹروں کے جلتے ہوئے ڈھانچے
دلدلوں میں گرتے دکھائی دیئے۔

''ویری گڈ۔ آپ نے دونوں ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر کے نہایت
ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔ ایک ہیلی کاپٹر بھی بچ جاتا تو ہماری موت
یقینی تھی''...... ہیلی کاپٹروں کو نشانہ بنتے دیکھ کر کے ڈی نے مسرت
بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن افسوس کہ ہم تمہارے ساتھیوں کو نہ بچا سکے''...... صدیقی
نے کہا۔

''شاید ان کی قسمت میں یہاں اور ایسی موت لکھی تھی''...... کے
ڈی نے کہا۔

''بہرحال ہمیں ان کی موت کا دکھ ہے''...... چوہان نے کہا۔

''اب سوائے دکھ اور افسوس کرنے کے ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔
آئیں اب ہم جلد سے جلد یہاں سے نکل چلتے ہیں کیونکہ ان ہیلی
کاپٹروں کی تباہی زیادہ دیر چھپی نہیں رہے گی ہو سکتا ہے کہ اس بار
یہاں ہیلی کاپٹروں اور جنگی طیاروں کا اسکوارڈن ہی آ جائے''۔
کے ڈی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور وہ ایک

بار پھر رسوں کے پلوں پر آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ ایک گھنٹے کی
مزید مسافت کے بعد وہ رسوں کے پلوں سے گزر کر دلدلی علاقے
سے نکل آئے اور پھر وہ گھنے جنگل میں دوڑتے چلے گئے۔ ابھی وہ
تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک انہوں نے مزید ہیلی
کاپٹروں کی آوازیں سنیں۔

''شاید ہیلی کاپٹروں کا پورا اسکوارڈن آ رہا ہے لیکن اب ہمیں
فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم گھنے جنگل میں ہیں۔ یہاں وہ
ہمیں آسانی سے تلاش نہیں کر سکیں گے''...... ہیلی کاپٹروں کی
آوازیں سن کر کے ڈی نے کہا۔

''لیکن شک کی بنیاد پر وہ یہاں ہر طرف بم اور میزائل برسا
سکتے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ وہ ایسی حماقت نہیں کریں گے۔ اگر انہوں نے جنگل
کے ان حصوں میں بمباری کی اور میزائل برسائے تو جنگل میں ہر
طرف آگ لگ جائے گی جس پر خود ان کے لئے بھی قابو پانا
مشکل ہو جائے گا۔ یہاں ہر طرف درخت ہیں اور دور تک خشک
جھاڑیوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا ہے جسے یہ تباہ نہیں کریں
گے''...... کے ڈی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔
ہیلی کاپٹر نچلی پرواز کرتے ہوئے درختوں کے اوپر سے گزر کر اسی
طرف بڑھتے جا رہے تھے جہاں انہوں نے دو ہیلی کاپٹروں کو مار
گرایا تھا۔ کے ڈی انہیں مختلف راستوں سے گزارتا ہوا لے جا رہا

تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ انہیں ایک چھوٹی سی پہاڑی کے پاس لے آیا جو درختوں اور جھاڑیوں سے مکمل طور پر ڈھکی ہوئی تھی۔ کے ڈی انہیں لے کر اس پہاڑی کے ایک غار میں آ گیا۔ غار کافی کشادہ تھا اور صاف ستھرا تھا جیسے انسانی ہاتھوں نے باقاعدہ اسے صاف کر کے استعمال کے قابل بنایا ہو۔

''ضرورت کے وقت ہم اس غار میں بھی پناہ لیتے ہیں تاکہ اگر فورسز ہماری تلاش میں آئیں تو وہ آسانی سے ہمیں تلاش نہ کر سکیں''...... کے ڈی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''ہم کافی طویل سفر کر کے آئے ہیں خاص طور پر رسوں پر چلنے کی وجہ سے ہمارے اعصاب شل ہو گئے ہیں اور ہمیں واقعی آرام کی طلب محسوس ہو رہی تھی۔ اچھا کیا جو تم ہمیں یہاں لے آئے ہو۔ اب ہم یہاں کچھ دیر آرام کریں گے اور اس کے بعد آگے روانہ ہوں گے''...... نعمانی نے کہا۔ اور پھر وہ سب وہاں ریسٹ کرنے لگے۔ باہر سے ہیلی کاپٹروں کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ دلدل میں گرے ہوئے ہیلی کاپٹروں کے ٹکڑے اور باقی ماندہ رسوں کے پل دیکھ کر ہیلی کاپٹروں میں موجود افراد کو اس بات کا اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی ہو گی کہ دشمن جنگل کے کس حصے میں گئے ہیں اس لئے وہ ان گھنے درختوں کے اوپر نچلی پرواز کر کے ان دشمنوں کو تلاش کر رہے تھے۔ اچانک صدیقی چونک کر اٹھ بیٹھا۔

اس کے چہرے پر تشویش کے سائے لہرا رہے تھے۔

''کیا ہوا''...... اسے اٹھتے دیکھ کر خاور نے چونک کر کہا باقی سب بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''گھنے درختوں پر سے تو وہ شاید ہمیں نہ دیکھ سکیں لیکن رسوں کے پلوں کو دیکھ کر انہیں اس بات کا اندازہ ضرور ہو گیا ہو گا کہ ہم جنگل میں کہاں موجود ہو سکتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے وہ ابھی تک اسی علاقے میں ہر طرف گھومتے پھر رہے ہیں''...... کے ڈی نے جواب دیا۔

''اگر انہوں نے رسیاں لٹکا کر ٹروپرز کو یہاں اتار دیا تو''۔ صدیقی نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''اوہ۔ ایسی صورت میں تو یہاں ہر طرف مسلح افراد پھیل جائیں گے اور پھر ہمارے لئے یہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا''۔ چوہان نے کہا۔

''تو پھر اب کیا کریں۔ اگر وہ اس پہاڑی تک پہنچ گئے تو ہم اس غار میں ہی محصور ہو کر رہ جائیں گے''...... نعمانی نے کہا۔

''اگر ہم اس غار میں محصور ہوئے تو انہیں ہم پر حملہ کرنے کا موقع مل جائے گا وہ اس غار کے اندر بھی میزائل فائر کر سکتے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ میں نے غار کا دہانہ جھاڑیوں میں چھپا دیا ہے۔ اگر ٹروپرز یہاں آئے تو وہ آسانی سے اس دہانے کو تلاش نہ

کرسکیں گے''...... کے ڈی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر کرلیا تو''...... خاور نے کہا۔

''تو پھر ہم یہاں سے آگے روانہ ہو جائیں گے۔ اس غار کا دوسرا دہانہ یہاں سے دور ایک کھائی میں نکلتا ہے۔ ہم اس کھائی میں پہنچ کر جنگل کے دوسرے حصے میں پہنچ جائیں گے اور پھر وہاں سے ہمارے لئے آگے جانا اور زیادہ آسان ہو جائے گا''...... کے ڈی نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے انہیں باہر دور دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔

''اوہ۔ وہ شاید یہاں بمباری کر رہے ہیں''...... چوہان نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہ گیس بموں کے دھماکے ہیں۔ شاید وہ نیچے آنے سے پہلے ہر طرف گیس بم پھینک رہے ہیں تاکہ ہم سب بے ہوش ہو جائیں تو وہ رسیوں سے نیچے آ کر ہمیں جنگل میں تلاش کرسکیں''...... کے ڈی نے کہا۔

''تم تو اس اطمینان سے باتیں کر رہے ہو جیسے ان گیس بموں کا ہم پر کوئی اثر نہ ہوگا''...... خاور نے منہ بنا کر کہا۔

''ہم جس پہاڑی غار میں چھپے ہوئے ہیں یہ پہاڑی سرسبز ہے اور اس پہاڑی پر مختلف جڑی بوٹیاں اگی ہوئی ہیں۔ میں نے جن بوٹیوں اور جھاڑیوں سے غار کا دہانہ چھپایا ہے ان میں رولک ملورا کی جڑی بوٹیاں بھی ہیں جو ہر قسم کی زہریلی گیس سلب کر لیتی

ہے۔ کوئی بھی زہریلی گیس غار میں داخل نہیں ہو گی اور نہ ہم پر اس کا کوئی اثر ہوگا''...... کے ڈی نے کہا۔

''کافی ذہین ہو۔ ہر خطرے سے بچنے کا تم نے کوئی نہ کوئی انتظام کر رکھا ہے''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں ان جنگلوں کا کیڑا ہوں۔ یہاں کیا ہے اور خطروں سے بچنے کے لئے کیا کرنا ہے اس کی میں مکمل معلومات رکھتا ہوں''۔ کے ڈی نے جواب دیا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ اطمینان سے بیٹھے رہے واقعی وہاں کسی گیس کی معمولی سی بو بھی داخل نہ ہوئی تھی۔ چونکہ وہ غار کے دہانے سے کافی دور تھے اس لئے وہ اس بات کا بھی اندازہ نہ لگا سکتے تھے کہ ہیلی کاپٹروں سے مسلح افراد کو ان کی سرچنگ کے لئے رسیوں سے نیچے اتارا گیا ہے یا نہیں لیکن دور سے انہیں ہیلی کاپٹروں کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں جو اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ اس سارے علاقے کو خصوصی طور پر چیک کر رہے ہیں۔

''ہم نے کافی دیر آرام کر لیا ہے۔ میرا خیال ہے اب ہمیں چلنا چاہئے''...... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر ان سب نے اپنے بیگ اٹھا کر پشت پر ڈالے اور پھر وہ غار کے دوسری سمت چل پڑے۔ کافی آگے جا کر غار نشیب کی طرف اترنا شروع ہو گیا۔ وہ نشیب میں اترتے چلے گئے۔ غار کی چھت پر جگہ جگہ کریک دکھائی دے رہے تھے جہاں

سے نہ صرف روشنی اندر آ رہی تھی بلکہ انہیں ہوا کے جھونکے بھی محسوس ہو رہے تھے اس لئے انہیں وہاں روشنی کے ساتھ آکسیجن کی بھی کوئی کمی محسوس نہ ہو رہی تھی۔ کافی دیر نشیب میں اترنے کے بعد وہ غار کے دوسرے دہانے کے پاس پہنچ گئے۔ یہ دہانہ بھی جھاڑیوں اور سبز جڑی بوٹیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس طرف سے انہیں کسی ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔

''آپ یہاں رکیں۔ میں باہر چیک کر کے آتا ہوں''...... کے ڈی نے کہا اور پھر وہ جھاڑیاں ہٹاتا ہوا احتیاط سے دہانے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''خاصا ذہین اور تیز آدمی ہے۔ ہمارے لئے بے حد کارآمد ثابت ہو رہا ہے''...... نعمانی نے کے ڈی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ واقعی اچھا آدمی ہے اور خلوص دل سے ہمارا ساتھ دے رہا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''اس نے عمران صاحب اور ناٹران کی کمی پوری کر دی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر یہ مسلسل ہمارے ساتھ تعاون کرتا رہا تو ہم میزائل اسٹیشن تک ضرور پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے''...... خاور نے کہا۔

''امید تو یہی ہے''...... نعمانی نے کہا تو وہ چونک پڑے۔

''کیوں۔کیا تمہیں اس پر کوئی شک ہے''...... صدیقی نے

چونک کر کہا۔

''نہیں۔ میں نے ایسا کب کہا''...... نعمانی نے کہا۔

''تمہارا بات کرنے کا انداز تو ایسا ہی تھا جیسے تم کسی شک میں مبتلا ہو''...... چوہان نے مسکرا کر کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ میں کسی اور خیال میں کھویا ہوا تھا''۔ نعمانی نے کہا۔

''کس خیال میں''...... صدیقی نے پوچھا۔

''کے ڈی ہمیں میزائل اسٹیشن تک پہنچا تو دے گا لیکن ہم ان میزائل اسٹیشن کو تباہ کیسے کریں گے''...... نعمانی نے کہا۔

''تباہ کیسے کریں گے۔ کیا مطلب۔ ہمارے پاس ریموٹ کنٹرول بم ہیں اور ڈائنامائٹس بھی موجود ہیں جو ہم نے کے ڈی سے منگوائے تھے۔ ان کی مدد سے ہم آسانی سے میزائل اسٹیشن تباہ کر سکتے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ ہم ڈائنامائٹس لگا کر اس میزائل اسٹیشن کو تباہ نہیں کر سکتے ہیں۔ میزائل اسٹیشن میں بلیک برڈ میزائل نصب ہیں جن کے بارے میں عمران صاحب نے ہمیں بتایا تھا کہ یہ بے حد خطرناک، طاقتور اور تباہ کن میزائل ہیں۔ اگر ہم نے ان میزائلوں کو تباہ کیا تو ان کی تباہی کے اثرات دور تک پھیل جائیں گے۔ ان میزائلوں کو تباہ کرنے سے پہلے ہمیں ان کی تباہی کی رینج سے دور بھی جانا ہو گا ورنہ ہم بھی ان میزائلوں کی تباہی کی زد میں آ سکتے ہیں''...... نعمانی

نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ بات تو ہے۔ اس صورت میں ہمیں وہاں ریموٹ کنٹرولڈ بم فکسڈ کرنے ہوں گے تاکہ ہم بلاسٹنگ رینج سے دور جا کر ان بموں کو بلاسٹ کر سکیں''۔ خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ میزائل اسٹیشن تباہ کرنے کے لئے ہمیں اس جنگل سے ہی نکلنا ہو گا۔ میزائلوں کی بلاسٹنگ کے بعد جنگل میں ہر طرف آگ ہی آگ پھیل جائے گی۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے جنگل سے نکلنے سے پہلے آگ پورے جنگل میں پھیل جائے اس لئے ہمیں اس میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کے لئے ہر حال میں جنگل سے باہر جانا ہو گا''...... نعمانی نے کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ ہم میزائل اسٹیشن کو جنگل سے باہر جا کر تباہ کریں گے لیکن پہلے ہم میزائل اسٹیشن میں بم تو لگا دیں''۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے کے ڈی واپس آ گیا۔

''سارا راستہ کلیئر ہے۔ آ جائیں''...... کے ڈی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ ایک ایک کر کے کے ڈی کے پیچھے دہانے سے باہر آ گئے۔ باہر ایک طویل کھائی تھی جو خشک تھی لیکن یہ کھائی بھی جھاڑیوں اور جنگلی جڑی بوٹیوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ کچھ دیر کھائی میں چلنے کے بعد ایک بار پھر گھنے جنگل

میں داخل ہو گئے۔ کے ڈی انہیں اس جنگل میں صاف ستھرے راستوں سے لے جا رہا تھا۔ ان کا جنگل کے کسی درندے یا خطرناک سانپ سے بھی سابقہ نہ پڑا تھا۔ وہ سارا دن سفر کرتے رہے پھر رات کو انہوں نے ایک صاف جگہ پر آرام کیا اور دن نکلتے ہی ایک بار پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ دو تین مرتبہ آرام کرنے کے بعد وہ شام کے وقت جنگل کے تقریباً انتہائی سرے پر پہنچ گئے۔

''بس ہم مخصوص مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ وہ سامنے درختوں کے گھنے جھنڈ کے پیچھے کھلا علاقہ ہے جہاں پر فورس بھی موجود ہے اور وہیں پر میزائل اسٹیشن بھی بنایا گیا ہے جو ایک گہری کھائی میں ہے''...... کے ڈی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم درختوں اور جھاڑیوں کی آڑ میں آگے بڑھتے رہیں گے۔ سب اپنا اسلحہ نکال لو اب اسلحے کی کسی بھی وقت ضرورت پڑ سکتی ہے''...... صدیقی نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ باقی سب نے بھی اپنے مشین پسٹل نکال لئے اور پھر وہ احتیاط سے درختوں اور جھاڑیوں کی آڑ میں آگے بڑھنے لگے۔

''ہوشیار۔ میں نے آہٹ سنی ہے''...... اچانک خاور نے کہا تو سب اس طرح سے چوکنے ہو گئے جیسے جنگل میں موجود ہرن شکاری کی آہٹ پا کر چوکنے ہو جاتے ہیں۔

"آہٹ کی مخالف سمت پھیل جاؤ"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے ایک جھاڑی کی اوٹ میں چلا گیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی تقلید کی۔ ابھی وہ جھاڑیوں میں چھپے ہی تھے کہ یکلخت سامنے سے مشین گنوں کی فائرنگ شروع ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی کے ڈی کی چیخ سنائی دی۔ اسی لمحے صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے بھی مشین پسٹل سے اس طرف فائرنگ کرنی شروع کر دی جس طرف سے کے ڈی پر فائرنگ کی گئی تھی۔ وہ فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے جگہیں بدل رہے تھے لیکن چند لمحوں بعد جنگل انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ پھر صدیقی کو اپنے ساتھیوں کی بھی یکے بعد دیگر چیخیں سنائی دیں اور پھر یکلخت وہاں خاموشی چھا گئی۔ اسی لمحے صدیقی نے ایک آدمی کو جھاڑی کے پیچھے سے نکلتے دیکھا تو اس نے لیٹے لیٹے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور ایک آدمی چیختا ہوا گرتا دکھائی دیا۔ صدیقی نے جھاڑیوں پر مزید فائر کئے اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا لیکن دوسرے لمحے جب اس نے اپنے ساتھیوں اور کے ڈی کو جھاڑیوں سے نکل کر اٹھتے دیکھا تو اس کے چہرے پر سکون آ گیا البتہ کے ڈی اور نعمانی قدرے زخمی دکھائی دے رہے تھے۔ کے ڈی کے کاندھے پر گولی لگی تھی جبکہ نعمانی کی ٹانگ کو ایک گولی چھو کر گزر گئی تھی۔

"تم دونوں زخمی ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ زخم گہرے نہیں ہیں"...... نعمانی نے کہا۔ اسی لمحے اچانک چوہان نے سامنے درخت کی طرف چونک کر دیکھا اور پھر اس نے مشین پسٹل سے اس درخت پر فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ایک آدمی کی چیخ سنائی دی اور انہوں نے ایک آدمی کو درخت پر سے نیچے گرتے دیکھا۔

"مجھے شک ہوا تھا کہ اس درخت پر کوئی موجود ہے"...... چوہان نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ سب ایک بار پھر آگے بڑھے اور پھر درختوں کے جھنڈ میں پہنچ گئے۔

"آٹھ دس افراد اس طرف آ رہے ہیں"...... کے ڈی نے کہا۔

"کہاں اور کس طرف سے۔ جلدی بتاؤ"...... صدیقی نے کہا اور کے ڈی نے اسے سمت اور فاصلہ بتانا شروع کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم یہیں رکو۔ میں ابھی آتا ہوں"...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا گھنی جھاڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جھاڑیوں کی عقبی طرف پہنچ کر ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا کیونکہ اسے اب دور سے واقعی آٹھ افراد دکھائی دے رہے تھے جو مشین گنیں لئے جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے۔ صدیقی مشین پسٹل ہاتھ میں لئے خاموشی سے بیٹھا رہا پھر جیسے ہی یہ آٹھوں افراد اس کے مشین پسٹل کی رینج میں آئے اس نے یکلخت مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف

کیا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے وہ آٹھوں کے آٹھوں افراد نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ صدیقی اس وقت تک فائرنگ کرتا رہا جب تک وہ سب ہلاک نہ ہو گئے۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ان کے قریب جا کر باقاعدہ ان سب کو چیک کیا اور جب اسے اطمینان ہو گیا کہ سب ہلاک ہو چکے ہیں تو وہ واپس مڑا اور تیزی سے جھاڑیوں کے عقب سے نکل کر اس طرف آیا جہاں کے ڈی اور اس کے باقی ساتھی موجود تھے۔ اسی لمحے دور سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اب وہ ہمیں یہاں ہیلی کاپٹروں سے تلاش کرنے آ رہے ہیں۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا"...... چوہان نے کہا۔

"آپ آئیں میرے ساتھ اس طرف"...... کے ڈی نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے دائیں طرف مڑ کر دوڑنا شروع ہو گیا۔ صدیقی اور اس کے ساتھی بھی تیزی سے اس کے پیچھے دوڑنے لگے۔ وہ جھاڑیوں سے نکل کر گھنے درختوں کے جھنڈ میں آئے اور پھر رکے بغیر ایک طرف دوڑتے چلے گئے۔

"یہ تم ہمیں کہاں لے جا رہے ہو کے ڈی"...... صدیقی نے دوڑ کر کے ڈی کے قریب جا کر پوچھا۔

"مجھے یاد آ رہا ہے کہ یہاں کچھ فاصلے پر ایک جگہ زمین کی کھدائی کر کے کھائی تک جانے کا راستہ بنایا جا رہا تھا تاکہ مسلح افراد اس عمودی راستے سے گزر کر کھائی میں اتر سکیں اور وہاں سے نکل

کر باہر آ سکیں لیکن کافی عرصے بعد جب میں دوبارہ یہاں آیا تو وہ راستہ سیلڈ کر دیا گیا تھا شاید اس راستے کی ضرورت ختم ہو گئی تھی۔ اگر ہم اس راستے کو پھر سے کھول لیں تو ہم کھائی سے ڈائریکٹ میزائل اسٹیشن کے لئے بنائی گئی بڑی عمارت میں بھی داخل ہو سکتے ہیں"...... کے ڈی نے کہا۔

"بہت خوب۔ کہاں ہے وہ راستہ۔ جلدی بتاؤ"...... صدیقی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ کے ڈی انہیں مختلف راستوں سے گزارتا ہوا ایک چھوٹی پہاڑی غار میں لے آیا۔ غار کے ارد گرد کوئی موجود نہ تھا اور غار بھی خالی پڑا ہوا تھا۔

"اس غار میں نیچے جانے کا راستہ بنایا گیا تھا"...... کے ڈی نے کہا تو وہ سب کے ڈی کے ساتھ غار کے دوسرے سرے پر پہنچ گئے۔ صدیقی نے غار کی چیکنگ کرنی شروع کر دی۔

"یہاں ہے وہ سرنگ جو نیچے جاتی ہے"...... صدیقی نے ایک جگہ پاؤں مارتے ہوئے کہا۔

"یہ جگہ کافی نرم اور کھوکھلی معلوم ہو رہی ہے لیکن اب اسے کھولا کیسے جائے۔ کے ڈی کے مطابق اس راستے کو سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے اسے کنکریٹ یا پھر ریڈ بلاکس سے ہی سیلڈ کیا گیا ہو گا جس پر ایٹم بم کا بھی اثر نہیں ہوتا"...... نعمانی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس راستے کو بلاسٹ کرنا پڑے گا"...... صدیقی نے کہا۔

''لیکن اس طرح تو یہاں پھیلی ہوئی فورس اور میزائل اسٹیشن میں موجود لوگ چونک پڑیں گے''...... خاور نے کہا۔

''چونکتے ہیں تو چونکتے رہیں۔ ہمیں ہر حال میں اپنا مشن مکمل کرنا ہے اور بس''...... صدیقی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''کے ڈی تمہارے بیگ میں الیون ہنڈرڈ بم موجود ہو گا۔ وہ نکالو''...... صدیقی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کے ڈی سے مخاطب ہو کر کہا تو کے ڈی نے فوراً پشت سے تھیلا اتارا اور اسے کھولنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے غار کے باہر انہیں دور سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔

''وہ شاید اسی طرف آ رہے ہیں''...... نعمانی نے کہا۔

''کوئی پرواہ نہیں''...... صدیقی نے کہا جواب دیا۔ کے ڈی نے تھیلے سے ایک تکونا بم نکال کر اسے تھما دیا۔ صدیقی نے آگے بڑھ کر اور پھر غور سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس نے اس تکونے بم کا ایک بٹن پریس کیا اور اسے کھلی جگہ میں موجود ایک بڑی سی درز میں پھنسانا شروع کر دیا۔ ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دینے لگی تو صدیقی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی تیزی سے پیچھے ہٹ گئے۔ کچھ دیر بعد ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف گرد و غبار سا پھیل گیا اور پھر جب گرد و غبار ختم ہوا تو وہاں زمین میں ایک بڑا اور گہرا سوراخ دکھائی دینے لگا۔

صدیقی تیزی سے آگے بڑھا اور اس سوراخ پر جھک گیا۔

''ویل ڈن۔ یہ خصوصی پائپ ہے جس سے یہ سرنگ بنائی گئی ہے۔ پائپ ٹوٹ گیا ہے۔ ایم ایم تھری نکالو خاور''...... صدیقی نے کہا تو خاور نے بجلی کی سی تیزی سے ایک راڈ نکال کر صدیقی کو دے دیا۔ یہ سنہری رنگ کا راڈ تھا جس میں عجیب سی چمک تھی۔ صدیقی نے اس راڈ کی سائیڈ پر موجود ایک بٹن پریس کیا اور پھر اس نے راڈ کو اس سوراخ میں پھینک دیا اور تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی پیچھے ہٹ آئے۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ایک بار پھر وہاں گرد و غبار پھیل گیا۔ صدیقی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر وہ سوراخ پر جھک گیا۔

''گڈ شو۔ سارا حفاظتی سسٹم آف ہو گیا ہے جلدی کرو ہمیں اس سوراخ میں کود کر نیچے جانا ہے''...... صدیقی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا اس نے سوراخ میں چھلانگ لگا دی۔ نیچے پائپ تھا جو خشک تھا۔ صدیقی پشت کے بل پائپ میں گرا اور پھر تیزی سے اس پائپ پر گھسٹتا ہوا نیچے جاتا دکھائی دیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی پائپ میں کود پڑے اور پھر وہ سب تیزی سے پائپ میں سفر کرتے ہوئے کھائی کے ایک بڑے سوراخ سے نکل کر نیچے موجود گھنی جھاڑیوں پر گرتے چلے گئے۔ چونکہ سوراخ زیادہ بلندی پر نہ تھا اور نیچے گھنی جھاڑیاں تھیں اس لئے انہیں چوٹ نہ آئی تھی۔ لیکن نیچے گرتے ہی انہوں نے سامنے سے

بے شمار مسلح افراد کو تیزی سے اس طرف دوڑ کر آتے دیکھا۔

"ہمارے پاس بے ہوش کرنے والی گیس کے پسٹلز ہیں۔ گیس پسٹل نکال لو۔ ورنہ ہم اتنی تعداد میں یہاں موجود افراد کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے"...... صدیقی نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے کاندھے سے تھیلا اتارا اور اسے کھول کر اس میں سے گیس پسٹل نکال لیا۔ سامنے سے آنے والے مسلح افراد نے ان کی طرف مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی۔ ماحول مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے گونجنا شروع ہو گیا تھا لیکن وہ نہ صرف زمین سے چپکے ہوئے تھے بلکہ جھاڑیوں میں کرالنگ کرتے ہوئے تیزی سے ادھر ادھر بکھر گئے تھے۔ تھیلوں سے گیس پسٹل نکالتے ہی انہوں نے یکلخت ہر طرف کیپسول فائر کرنے شروع کر دیئے سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ کیپسول نیلے رنگ کا دھواں چھوڑتے ہوئے ہر طرف گرتے دکھائی دیئے اور پھر یکلخت مشین گنیں خاموش ہو گئیں۔ گیس کے کیپسول فائر کرتے ہی انہوں نے سانس روک لئے تھے۔ انہیں ہر طرف نیلے دھویں کا غبار دکھائی دیا۔ وہ تھوڑی دیر یونہی جھاڑیوں میں دبکے رہے پھر جب انہوں نے نیلے دھویں کا غبار غائب ہوتے دیکھا تو انہوں نے آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کر دیئے۔

"کام ہو گیا ہے۔ سامنے جو عمارت ہے وہی میزائل اسٹیشن ہے"...... کے ڈی نے جواب دیا۔

"عمارت مکمل طور پر بند دکھائی دے رہی ہے۔ شاید اسے سیلڈ کر دیا گیا ہے"...... صدیقی نے کہا کیونکہ اسے عمارت مکمل طور پر بند دکھائی دے رہی تھی۔

"ہاں۔ شاید انہوں نے ہمارے خطرے کے پیش نظر اس عمارت کو سیلڈ کیا ہے"...... چوہان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا کریں"...... نعمانی نے کہا۔

"ہمارے پاس ڈبل ون میگا بلاسٹر موجود ہیں ہم انہیں عمارت کے نیچے زمین میں نصب کر دیتے ہیں۔ اس عمارت کی تباہی کے لئے چار میگا پاور بلاسٹر ہی کافی ہوں گے لیکن ہم یہاں دس بارہ میگا پاور بلاسٹر لگائیں گے اور پھر یہاں سے نکل چلیں گے۔ ان لوگوں کو اس بات کا پتہ بھی نہیں چلے گا کہ ہم نے عمارت کے گرد میگا پاور بلاسٹر لگائے ہیں۔ ہم بم لگاتے ہی یہاں سے نکل جائیں گے اور پھر دور جاتے ہی ان بلاسٹرز کو ڈی چارج کر دیں گے۔ یہاں زور دار دھماکے ہوں گے اور پوری عمارت تباہ ہو جائے گی اس عمارت کے تباہ ہونے سے میزائل بھی پھٹ جائیں گے اور یہ میزائل اسٹیشن مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سب بے ہوش ہیں ہم ان کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھا کر میگا پاور بم عمارت کی جڑوں میں لگا دیتے ہیں"...... چوہان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے جھاڑیوں کی آڑ میں دوڑتے ہوئے عمارت کے پاس آئے اور پھر وہ عمارت کے چاروں طرف پھیل

گئے۔ وہ اس بات کی بھی احتیاط کر رہے تھے کہ کھائی کے کناروں پر سے کوئی نیچے نہ جھانک کر دیکھ لے۔ اگر اوپر کوئی موجود ہوا تو وہ انہیں آسانی سے چیک کر سکتا تھا لیکن شاید کھائی سے باہر موجود تمام مسلح افراد کو ان کی تلاش میں جنگل کی طرف بھیج دیا گیا تھا اس لئے اوپر انہیں کوئی دکھائی نہ دیا۔ انہوں نے اطمینان بھرے انداز میں عمارت کی جڑوں میں میگا بلاسٹر لگانے شروع کر دیئے۔ اس کام میں انہیں دس سے بارہ منٹ لگے ہوں گے۔

''کام ہو گیا ہے۔ چلو اب نکل چلو یہاں سے''...... صدیقی نے کہا۔

''لیکن ہم اس کھائی سے نکلیں گے کیسے۔ اس کھائی سے باہر نکلنے کا تو کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا ہے''...... نعمانی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کوئی نہ کوئی راستہ تو ہو گا آخر یہ لوگ بھی تو کھائی سے اوپر جاتے اور نیچے آتے ہوں گے''...... خاور نے کہا۔

''یہ لوگ کھائی میں اترنے اور باہر جانے کے لئے ہیلی کاپٹروں کا استعمال کرتے تھے''...... کے ڈی نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''اوہ۔ تو پھر مشکل ہو جائے گی''...... نعمانی نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی ہمارے پاس وقت ہے۔ شاید کھائی کے باہر کوئی موجود نہیں ہے۔ ہم کھائی کی دیواروں پر لٹکی ہوئی بیلیں پکڑ کر اوپر

جا سکتے ہیں۔ اس کام میں ہمیں تھوڑی مشکل کا تو سامنا کرنا پڑے گا لیکن بہرحال ہم کھائی سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں گے''...... صدیقی نے کہا تو وہ سب چونک کر کھائی کی دیواروں کی طرف دیکھنے لگے جہاں لمبی لمبی بیلیں اوپر کے کناروں سے نیچے تک آتی دکھائی دے رہی تھیں۔

''ہاں۔ چلو''...... نعمانی نے کہا اور وہ ایک بار پھر تیزی سے جھاڑیوں کی آڑ میں کھائی کی دیوار کی طرف دوڑنا شروع ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک دیوار کے قریب تھے۔ دیوار میں لٹکتی ہوئی بیلیں کافی لمبی اور مضبوط تھیں۔ ابھی وہ بیلیں پکڑ کر اوپر چڑھنا شروع ہی ہوئے تھے کہ یکلخت انہیں ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑے۔

''ہیلی کاپٹر آ رہا ہے۔ جھاڑیوں میں چھپ جاؤ''...... صدیقی نے چیختے ہوئے کہا اور غوطہ لگا کر نیچے موجود جھاڑی میں گھستا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی فوراً جھاڑیوں میں پہنچ گئے۔ چند لمحوں بعد انہوں نے سیاہ رنگ کے ایک ہیلی کاپٹر کو اس طرف آتے دیکھا۔ اور پھر وہ ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ کھائی میں اترتا چلا گیا۔

''وہ کھائی میں اتر رہا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''اترنے دو''...... صدیقی نے کہا۔ وہ بھی سر اٹھائے ہیلی کاپٹر کو نیچے آتا دیکھ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر ابھی تھوڑا ہی نیچے آیا ہو گا کہ یکلخت ہوا میں معلق ہو گیا اور پھر وہ ایک محور کے گرد گھومنے لگا۔

Downloaded From http://paksociety.com

''شاید ہیلی میں موجود افراد نے کھائی میں بے ہوش پڑے ہوئے مسلح افراد کو دیکھ لیا ہے''...... کے ڈی نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ ہیلی کاپٹر سے وہ لوگ بھلا ان کی نظروں سے کیسے چھپے رہ سکتے تھے''...... صدیقی نے کہا۔ ہیلی کاپٹر چند لمحوں تک اسی طرح گھومتا رہا پھر اس نے آہستہ آہستہ اوپر اٹھنا شروع کر دیا۔

''اوہ اوہ۔ ہیلی کاپٹر واپس جا رہا ہے۔ اگر یہ یہاں سے چلا گیا تو پھر یہاں ہر طرف فورس امنڈ پڑے گی اور ہمارے لئے یہاں سے نکلنا ناممکن ہو جائے گا''...... خاور نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ہم یہاں سے نکل جائیں گے''...... صدیقی نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''لیکن کیسے''...... نعمانی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''ہم یہاں موجود افراد کے لباس اتار کر پہن لیتے ہیں۔ اگر وہ لوگ آئے تو انہیں ہیلی کاپٹروں سے ہی نیچے آنا ہو گا اور وہ لوگ یقیناً یہاں بے ہوش پڑے ہوئے افراد کو اٹھا کر لے جائیں گے جبکہ باقی لوگ نیچے آ کر ہماری تلاش میں جٹ جائیں گے۔ ہم ایک بار کسی ہیلی کاپٹر میں پہنچ جائیں پھر ہم آسانی سے اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر سکتے ہیں اور ہیلی کاپٹر ہمارے لئے یہاں سے نکلنے کا باعث بھی بن جائے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''تو یہ بات پہلے تمہارے دماغ میں کیوں نہیں آئی''...... خاور

نے کہا۔

''کیونکہ میرا دماغ عمران صاحب اور کیپٹن شکیل جیسا نہیں ہے''...... صدیقی نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔ کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر بلندی پر گیا اور تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

''چلو جلدی کرو۔ ہمارے پاس وقت کم ہے۔ جو آدمی تمہارے قد کاٹھ کا نظر آئے اسے لے کر گھنی جھاڑیوں میں چلے جانا''۔ صدیقی نے اٹھ کر تیزی سے اس سمت بھاگتے ہوئے کہا جہاں اس نے دس آدمیوں کو بے ہوش ہو کر گرتے دیکھا تھا۔ وہ آدمی ابھی تک ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ صدیقی نے ایک آدمی کو دیکھا جو اس کے قد کاٹھ کا تھا۔ وہ تیزی سے اس آدمی پر جھپٹا اور پھر وہ اسے کاندھے پر ڈال کر تیزی سے گھنی جھاڑیوں کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ اس آدمی کا لباس پہن کر واپس آ گیا۔ دس منٹ بعد اس کے ساتھی بھی اس کے پاس پہنچ گئے۔ ان سب کے جسموں پر بھی اب ریڈ گارڈ کے لباس دکھائی دے رہے تھے جیسے کھائی میں موجود مسلح افراد کے جسموں پر نظر آ رہے تھے۔ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے جسموں پر پہلے ہی ریڈ گارڈ کے لباس تھے جو انہوں نے ریڈ گارڈ کے افراد کے اتار کر پہنے تھے لیکن کھائی میں موجود افراد کے لباس ان لباسوں سے گہرے رنگ کے تھے اس لئے انہیں یہ لباس بدلنا ضروری تھے۔

''بس اب ان افراد کے قریب ہی لیٹ جاؤ اور ایسے بن جاؤ

جیسے سب کے سب گیس کے اثر سے بے ہوش پڑے ہوں''۔ صدیقی نے کہا۔

''کہیں وہ ہمیں پہچان نہ لیں''...... کے ڈی نے کہا۔

''نہیں۔ یہاں سو سے زائد افراد بے ہوش ہیں۔ وہ ایک ایک کا چہرہ چیک نہیں کریں گے۔ البتہ ان میں سے کسی کو ہوش آ گیا تو ہمارے لئے مشکل ہو گی لیکن میں نے یہاں جو گیس فائر کی ہے اس کا اثر چار سے پانچ گھنٹوں تک رہتا ہے اس لئے فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ بس یہ دعا کرو کہ ہیلی کاپٹر فورس ان کے ساتھ ہمیں بھی یہاں سے نکال کر لے جائے''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور زمین پر موجود جھاڑیوں پر ٹیڑھے میڑھے سے انداز میں لیٹ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے قریب لیٹ گئے تاکہ جب انہیں اٹھایا جائے تو ایک ساتھ اٹھایا جائے اور ایک ہی ہیلی کاپٹر میں اٹھا کر لے جایا جائے۔ ابھی وہ لیٹے ہی تھے کہ انہیں اوپر سے تیز شور کی آوازیں سنائی دیں۔ انہوں نے چونک کر دیکھا تو انہیں کھائی کے کناروں پر ریڈ گارڈز کے مسلح افراد دکھائی دیئے جو کھائی کے ہر کنارے پر دکھائی دے رہے تھے۔ اسی لمحے چار ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ گئے اور پھر اچانک ان ہیلی کاپٹروں کو ہوا میں معلق کر دیا گیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹروں سے موٹی اور لمبی رسیاں لٹکنے لگیں۔ رسیاں لٹکتے ہی ان پر ہیلی کاپٹروں سے مشین گن بردار لٹک کر تیزی سے نیچے اترنا شروع ہو گئے۔

''اوہ۔ یہ تو ہیلی کاپٹر نیچے لانے کی بجائے ہیلی کاپٹروں سے آدمی اتار رہے ہیں''...... کے ڈی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''یہ لوگ پہلے نیچے آ کر سب کو چیک کریں گے''...... صدیقی نے کہا۔ تھوڑی ہی دیر میں مسلح افراد کھائی کی زمین پر اترے اور پھر وہ سب تیزی سے پھیلتے چلے گئے۔ وہ زمین پر پہلے سے بے ہوش پڑے ہوئے افراد کو چیک کرنا شروع ہو گئے۔

''اپنے سانسوں کی رفتار دھیمی کر لو اور مکمل طور پر ساکت ہو جاؤ''...... صدیقی نے کہا اور خود اس نے بھی ایسا ہی کیا۔ تھوڑی ہی دیر میں دو آدمی ان کے قریب آئے اور پھر وہ ان کے قریب آ کر ان کی نبض اور دل کی دھڑکن چیک کرنے لگے۔ انہیں چیک کر کے وہ دوسرے افراد کی طرف بڑھ گئے۔ ہیلی کاپٹر بدستور ہوا میں معلق تھے اور کھائی کی دیواروں کے ساتھ ہر طرف مسلح افراد پھیلے ہوئے تھے جنہوں نے مشین گنوں کے رخ نیچے جھکا رکھے تھے۔

''ہیلو ہیلو۔ نریندر کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... اچانک ان کے قریب کھڑے ایک آدمی نے ٹرانسمیٹر آن کر کے کسی کو کال کرتے ہوئے کہا۔

''یس۔ کرنل آکاش اٹنڈنگ۔ اوور''...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''چیف۔ ہم نے تمام افراد کو چیک کر لیا ہے۔ یہ سب بے ہوش ہیں اور ان کے جلد ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اوور''...... اس آدمی نے کہا۔

''میزائل اسٹیشن اور کھائی کی میکائز مشین سے چیکنگ کرو اور دیکھو یہاں آنے والے افراد نے کوئی گڑبڑ تو نہیں کی۔ اوور''۔

دوسری طرف سے کرنل آکاش نے کہا تو صدیقی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ وہ اس مشین کے بارے میں جانتا تھا۔ اس مشین سے زمین میں چھپی ہوئی بارودی سرنگوں اور دھماکہ خیز مواد کا پتہ چلایا جا سکتا تھا لیکن اس مشین سے میگا بلاسٹرز کو تلاش کرنا ناممکن تھا بلکہ ابھی تک ایسا کوئی سائنسی آلہ نہیں بنا تھا جو ان میگا بلاسٹرز کو تلاش کر سکتا ہو۔ اس لئے صدیقی مطمئن تھا۔

''یس چیف۔ ہمارے ساتھی مشین سے کھائی کے ایک ایک حصے کی چیکنگ کر رہے ہیں۔ اوور''...... نریندر نے جواب دیا۔

''آل او کے ہو جائے تو مجھے دوبارہ کال کرنا۔ اوور اینڈ آل''۔

کرنل آکاش نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر یہاں آیا کون ہے اور اس نے یہاں ایسی کون سی گیس پھیلائی ہے جس سے یہاں سو سے زیادہ افراد بے ہوش ہو گئے ہیں''...... نریندر نے اپنے ساتھ کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے سوا اور کون یہاں آ سکتا ہے لیکن یہ واقعی حیرت کی بات ہے کہ یہاں اور کھائی کے اردگرد ہر طرف مسلح فورس موجود ہے۔ ان کی نظروں میں آئے بغیر کوئی کھائی میں کیسے

پہنچ سکتا ہے''...... دوسرے آدمی نے کہا۔

''ممکن ہے کہ وہ لوگ ابھی جنگل میں ہی موجود ہوں اور انہوں نے جنگل سے یہاں گیس کیپسول فائر کئے ہوں''...... نریندر نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

''نہیں کھائی کے قریب کھلا علاقہ کافی بڑا ہے۔ اور یہاں سے جنگل کافی دور ہے۔ اتنی دور سے گیس کیپسول فائر نہیں کئے جا سکتے۔ اگر جنگل سے کیپسول فائر کئے گئے ہوتے تو وہ کھائی کے کناروں پر بھی گرتے اور کھائی کے باہر موجود افراد بھی اس گیس کے اثر سے بے ہوش ہو چکے ہوتے''...... نریندر نے کہا۔

''تو کیا تمہارے خیال میں انہوں نے کھائی کے قریب آ کر کھائی میں کیپسول فائر کئے ہیں''...... دوسرے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اور انہوں نے کافی تعداد میں گیس کیپسول فائر کئے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی اس گیس کے اثر سے محفوظ نہیں رہا ہے''...... نریندر نے کہا۔

''تو کیا اس گیس کا اثر نیچے میزائل اسٹیشن میں بھی ہوا ہو گا اور میزائل اسٹیشن میں موجود افراد بھی بے ہوش ہو گئے ہوں گے''۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

''نہیں۔ میزائل اسٹیشن کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ وہاں مشینوں کے ذریعے مصنوعی آکسیجن مہیا کی جا رہی ہے۔ باہر کی ہوا

اندر جانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اس لئے اندر اس گیس کے اثرات نہیں پہنچے ہوں گے''......نریندر نے کہا۔

''کہیں وہ لوگ کھائی میں تو موجود نہیں''...... دوسرے آدمی نے کہا۔

''ہم نے کھائی کی مکمل طور پر چیکنگ کی ہے۔ بظاہر تو یہاں کوئی دکھائی نہیں دے رہا ہے سوائے ہمارے آدمیوں کے''۔ نریندر نے کہا۔

''وہ سامنے جھاڑیاں ہیں۔ ان جھاڑیوں کو چیک کر لیں۔ اگر مجرم یہاں ہوئے تو وہ گھنی جھاڑیاں ان کے چھپنے کے لئے انتہائی کارآمد ثابت ہوسکتی ہیں''...... دوسرے آدمی نے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر تشویش کے سائے لہرانے لگے کیونکہ انہوں نے جن افراد کے لباس اتار کر انہیں اپنے لباس پہنائے تھے ان سب بے ہوش افراد کو انہوں نے انہی جھاڑیوں میں چھپایا تھا جس طرف وہ آدمی اشارہ کر رہا تھا۔

''وہ تمہاری طرح احمق نہیں ہیں کہ ان جھاڑیوں میں چھپے ہوں۔ اگر وہ ان جھاڑیوں میں چھپے ہوتے تو ہم ہیلی کاپٹروں سے انہیں آسانی سے دیکھ سکتے تھے اور پھر کھائی کے کناروں پر بے شمار افراد موجود ہیں جو اوپر سے ان جھاڑیوں پر آسانی سے نظر رکھ سکتے ہیں''...... نریندر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ بہرحال اب کیا کرنا ہے''...... دوسرے آدمی نے

کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ مشینوں سے کھائی کی چیکنگ ہو جائے۔ اگر یہاں کوئی گڑبڑ نہ ہوئی تو ہیلی کاپٹروں سے ان تمام افراد کو اٹھا کر باہر کیمپوں میں لے جانا پڑے گا اور پھر وہیں جا کر انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کی جا سکتی ہے''......نریندر نے کہا تو ان کے چہروں پر قدرے سکون آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد مشینی چیکنگ کرنے والوں نے نریندر کے پاس آ کر اسے بتا دیا کہ انہوں نے ساری کھائی کی مشینی چیکنگ کر لی ہے۔ کھائی میں ایسا کچھ بھی موجود نہیں ہے جو میزائل اسٹیشن کے لئے خطرے کا باعث بن سکتا ہو۔ یہ سن کر نریندر نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر آن کیا اور پھر دوسری طرف کال دینے لگا۔

''کرنل آکاش اٹنڈنگ۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے کرنل آکاش کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''آل کلیئر چیف۔ کھائی سے ہمیں کوئی خطرناک مواد نہیں ملا ہے اور نہ ہی یہاں کوئی دشمن ایجنٹ موجود ہے۔ ہم نے تمام چیکنگ مکمل کر لی ہے۔ یہاں صرف ہمارے آدمی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔نریندر نے کہا۔

''اچھی طرح سے چیک کرنا تھا۔ ان پر گیس کیپسول کہاں سے فائر کئے گئے ہیں۔ اوور''...... کرنل آکاش نے کہا۔

''شاید لانگ رینج گنوں سے یہ کیپسول جنگل کی طرف سے فائر

کئے گئے ہیں چیف کیونکہ کھائی کے باہر اور اندر ہمارے آدمیوں کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ اوور''......نریندر نے کہا تو اس کا ساتھی اس کی طرف عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگا جس نے نریندر سے یہی بات کی تھی لیکن اس نے اس کی بات مسترد کر دی تھی۔

''ٹھیک ہے۔ میں گروپس کو جنگل میں بھیج دیتا ہوں۔ تم ان تمام افراد کو کھائی سے اٹھا کر ناگا کیمپ میں پہنچا دو۔ وہ خود ہی انہیں چیک کر لیں گے۔ اوور''...... کرنل آکاش نے کہا۔

''یس چیف۔ اوور''......نریندر نے کہا تو دوسری طرف سے کرنل آکاش نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ کرنل آکاش سے رابطہ ختم ہونے کے بعد نریندر ہوا میں معلق ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں سے رابطہ کرنے لگا اور پھر اس نے پائلٹوں کو ہیلی کاپٹر نیچے لانے کی ہدایات دینی شروع کر دی۔

''سنو۔ ہیلی کاپٹروں میں دس دس افراد کو اٹھا کر ڈال دو۔ چار ہیلی کاپٹروں میں چالیس افراد کو لے جایا جا سکتا ہے۔ یہ چالیس افراد ناگا کیمپ میں پہنچ جائیں گے تو ہیلی کاپٹر انہیں وہاں چھوڑ کر واپس آ جائیں گے اور پھر دو مزید چکروں میں یہ باقی افراد کو بھی لے جائیں گے''...... نریندر نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ ہیلی کاپٹروں سے رسیاں اوپر کھینچ لی گئی تھیں اور اب ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے آ رہے تھے۔ نیچے آنے کے باوجود ہیلی کاپٹروں نے لینڈ نہیں کیا تھا وہ زمین سے چند فٹ کی بلندی پر

ہی معلق ہو گئے اور پھر ہیلی کاپٹروں سے نیچے آنے والے افراد نے وہاں بے ہوش پڑے ہوئے افراد کو اٹھا اٹھا کر ہیلی کاپٹروں میں ڈالنا شروع کر دیا۔

''ہماری باری تو شاید ہیلی کاپٹروں کے دوسرے چکر میں ہی آئے گی''......نریندر اور اس کے ساتھی کو وہاں سے ہٹ کر دور جاتے دیکھ کر چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن کوئی بات نہیں۔ ہمارے یہاں سے نکلنے کا ذریعہ تو پیدا ہو گیا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ یہ تو ہے''...... چوہان نے کہا۔

''کیا تم جانتے ہو کے ڈی کہ ناگا کیمپ یہاں سے کتنی دور ہے''......صدیقی نے کچھ سوچ کر کے ڈی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ایک کیمپ تو ہے لیکن میں اس کا نام نہیں جانتا۔ وہ یہاں سے پچاس کلو میٹر دور اوکالو کے علاقے میں ہے۔ وہاں زخمیوں اور بیمار ہونے والے افراد کا باقاعدہ علاج کیا جاتا ہے''...... کے ڈی نے جواب دیا۔

''اوکالو۔ یہ کس سمت میں ہے اور وہاں سے دارالحکومت کتنی دور ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ علاقہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو شمال مغربی کنارے پر جنگل سے ہٹ کر ہے اور وہاں سے دارالحکومت جانے کے لئے نہایت طویل سفر کرنا پڑتا ہے۔ سمجھ لیں کہ جتنا ہم نے سمندر میں لانچ

سے یہاں کامبا پہنچنے کے لئے سفر کیا تھا اس سے زیادہ طویل راستہ ہے''...... کے ڈی نے کہا۔

''اور اگر ہم واپس سمندر کی طرف جانا چاہیں تو''...... صدیقی نے پوچھا۔

''اس کے لئے ظاہر ہے ہمیں کامبا جانا پڑے گا۔ کامبا اوکالو سے زیادہ دور نہیں ہے۔ اوکالو سے مختلف سواریاں مل جاتی ہیں جن کے ذریعے ہم آسانی سے کامبا پہنچ سکتے ہیں''...... کے ڈی نے کہا۔

''گڈ۔ تو پھر ہمیں کوئی ہیلی کاپٹر ہائی جیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہم ہیلی کاپٹر ہائی جیک کریں گے تو ہمارے پیچھے ہیلی کاپٹروں کا پورا اسکوارڈن لگ جائے گا یا پھر اس ہیلی کاپٹر کو میزائل مار کر تباہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کی بجائے اگر ہم ناگا کیمپ پہنچ جائیں تو وہاں سے ہم آسانی سے فرار ہو سکتے ہیں اور پھر ہم کامبا پہنچ کر اسی راستے سے واپس جا سکتے ہیں جہاں سے ہم یہاں پہنچے تھے۔ راستے میں جب لانچ اس جنگل کے پاس سے گزرے گی تو ہم وہاں سے ڈی چارجر کے ذریعے یہاں لگائے گئے بلاسٹرز کو بھی چارج کر کے بلاسٹ کر سکتے ہیں جس کے نتیجے میں میزائل اسٹیشن مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''گڈ آئیڈیا۔ یہ واقعی شاندار ترکیب ہے۔ اس طرح ہم دشمنوں کی نظروں میں بھی نہیں آئیں گے اور ہمیں یہاں سے اور ناگا کیمپ

سے بھی نکلنے میں کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے گا''...... خاور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو بس طے رہا۔ اب ہم ناگا کیمپ سے فرار ہوں گے''۔ صدیقی نے کہا۔ ہیلی کاپٹر چالیس بے ہوش افراد کو لے کر وہاں سے چلے گئے تھے۔ انہیں زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا کیونکہ ان ہیلی کاپٹروں کے جاتے ہی چار اور ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ گئے تھے جن میں ان سب کو اٹھا کر لاد دیا گیا۔ یہ دیکھ کر صدیقی اور اس کے ساتھی کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ ان سب کو ایک ساتھ اٹھا کر ایک ہی ہیلی کاپٹر میں ڈالا گیا تھا۔ اب وہ انہیں کسی بھی کیمپ میں لے جاتے ایک ساتھ اور ایک جگہ رہ کر وہ ایک ساتھ ہی وہاں سے فرار ہونے کا پروگرام ترتیب دے سکتے تھے۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس نے خود کو ایک کرسی پر بیٹھا ہوا پایا۔ وہ اس وقت ایک ہال نما کمرے میں موجود تھا۔ اس کے قریب اور کرسیاں بھی رکھی ہوئی تھیں جن پر اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کا جسم بدستور بے حس و حرکت تھا۔ شاگل نے انہیں جس ریز سے ساکت کر رکھا تھا اس نے شاید اسی پر اکتفا کیا تھا کیونکہ اس نے انہیں کرسیوں پر بغیر باندھے بٹھا رکھا تھا اور وہ کرسی پر اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا تھا جیسے واقعی اس کا جسم پتھر کی طرح سخت اور بے جان ہو۔ شاگل اور اس کے ساتھیوں نے اسے اسپیس سنٹر میں بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے تھے اور پھر انہیں بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر یہاں لے آئے تھے۔ یہ کون سی جگہ تھی اس کے بارے میں عمران کو کوئی اندازہ نہ ہو رہا تھا۔ اس کے سامنے ایک اور کرسی رکھی ہوئی تھی جو خالی تھی اور کمرے میں اس کے اور اس کے ساتھیوں کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ ہوش میں

آتے ہی عمران کے دماغ میں سابقہ مناظر فلمی منظر کی طرح گھوم گئے جب وہ اپنا کام کر کے اسپیس سنٹر سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلنے کے لئے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک نیلے رنگ کی روشنی کا جھماکہ ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے جسم سے یکلخت جان سلب کر لی گئی ہو۔ وہ مکمل طور پر ملنے جلنے سے قاصر ہو گیا تھا۔ پھر وہاں شاگل اور اس کے ساتھی پہنچ گئے۔ شاگل انہیں اس حالت میں دیکھ کر بے حد خوش دکھائی دے رہے تھے۔ جیسے عمران اور اس کے ساتھیوں کو زندہ پکڑ کر اس نے واقعی معرکہ مارا ہو۔

ابھی عمران یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور شاگل اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ بلیک سیکشن کا انچارج گپتا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان بھی تھا۔ شاگل کے چہرے پر مسرت کے تاثرات تھے اور فتح مندی سے اس کی گردن اکڑی ہوئی تھی۔ عمران کو ہوش میں دیکھ کر اس کے چہرے پر اور زیادہ خوشی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ وہ آگے آیا اور پھر سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ گپتا اور اس کے ساتھ آنے والا لمبا تڑنگا آدمی شاگل کی کرسی کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔

''تم نے دیکھا عمران۔ اسے کہتے ہیں شکست۔ اب تم قطعی بے بسی کی حالت میں میرے سامنے موجود ہو''...... شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا لیکن بھلا عمران اس کی بات کا کیا جواب

دیتا۔ وہ سن سکتا تھا اور دیکھ سکتا تھا لیکن اس کے بولنے کی طاقت
بھی سلب ہو چکی تھی اس لئے وہ خاموشی سے شاگل کو دیکھتا رہا۔
''میں چاہتا تو تم سب کو اسی حالت میں اسپیس سنٹر کے اندر
ہی ہلاک کر سکتا تھا لیکن اس طرح تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی
موت کا یقین دلانے کے لئے مجھے پرائم منسٹر صاحب کو کوئی ثبوت
دینے پڑتے اور ثبوت دینے کے باوجود پرائم منسٹر کو تم سب کی
موت کا یقین نہ آتا تو میں کیا کر سکتا تھا اس لئے میں نے تم سب
کو جان بوجھ کر زندہ رکھا ہے تاکہ میں تم سب کو پرائم منسٹر صاحب
کے سامنے ہلاک کراؤں۔ وہ تمہاری موت کو اپنی آنکھوں سے
دیکھیں گے تو پھر مجھے انہیں کوئی ثبوت دینے کی ضرورت پیش نہیں
آئے گی''...... شاگل مسرت بھرے لہجے میں کہتا چلا گیا۔ اس کے
نہ صرف چہرے کے عضلات فرط مسرت سے کانپ رہے تھے بلکہ
مسرت کی شدت سے اس کا پورا جسم لرز رہا تھا۔
''تم بول کیوں نہیں رہے ہو عمران۔ تمہاری زبان کیوں گنگ ہو
گئی ہے۔ پہلے تو تم بولتے تھے تو کسی اور کو بولنے کا موقع ہی نہیں
دیتے تھے اور اپنی باتوں سے دوسروں کو احمق بنا کر فرار ہونے میں
کامیاب ہو جاتے تھے لیکن اب کیا ہوا۔ کہاں گئی تمہاری باتیں اور
کہاں گئی تمہاری عیاری۔ کیا سب کچھ تمہاری ناک کے راستے نکل
گیا ہے''...... شاگل نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی طنزیہ
لہجے میں کہا۔

''ان پر ابھی ایس ایس ریز کا اثر باقی ہے چیف۔ ان کے جسم
ساکت ہیں اسی لئے اس کی زبان بھی بند ہے''...... گپتا نے کہا تو
شاگل چونک پڑا۔
''اوہ۔ تو اسی لئے یہ میری باتوں کا جواب نہیں دے رہا
ہے''...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
''یس چیف''...... گپتا نے کہا۔
''کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ صرف اس عمران کی زبان حرکت میں
آ سکے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس حالت میں یہ کیسی باتیں کرتا
ہے''...... شاگل نے گپتا سے مخاطب ہو کر کہا۔
''یس چیف۔ میں اسے سمکرتھراس میرا مطلب ہے ایس ٹی کا
انجکشن لگا دیتا ہوں۔ اس انجکشن سے اس کی قوت گویائی بحال ہو
جائے گی جبکہ اس کا باقی جسم اسی طرح سے ساکت رہے گا''۔ گپتا
نے کہا اور مڑ کر تیزی سے دوڑتا ہوا ہال نما کمرے سے نکلتا چلا
گیا۔
''میں تم سب کو بے ہوش کرانے کے بعد یہاں بلیک سیکشن کے
ہیڈ کوارٹر میں لے آیا ہوں عمران۔ اب تم اس اسپیس سنٹر سے
سینکڑوں کلو میٹر دور ہو۔ تم نے اسپیس سنٹر کی مشینری میں جو چار
میگا پاور بلاسٹر چھپائے تھے۔ ان سب کو ہم نے تلاش کر لیا تھا اور
انہیں وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے۔ ہم نے اسپیشل گائیگر اور سرچنگ ریز
کی مدد سے اسپیس سنٹر کے ایک ایک حصے کی چیکنگ کی تھی لیکن

ان چار میگا بلاسٹر کے علاوہ ہمیں وہاں اور کچھ نہیں ملا تھا۔ تم شاید ان میگا بلاسٹر کو ڈی چارج کر کے اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے کا سوچ رہے تھے لیکن اس بار میں نے ذہانت سے کام لے کر نہ صرف اسپیس سنٹر کو تمہارے ہاتھوں تباہ ہونے سے بچا لیا ہے بلکہ تمہیں تمہارے تمام ساتھیوں سمیت اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ اب تمہارے پاس زندہ بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس بار تمہارے حصے میں ناکامی آئی ہے جبکہ میں کامیابی سے ہمکنار ہوا ہوں اور میری یہ کامیابی میری زندگی کی سب سے بڑی کامیابی ہے''۔ شاگل نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے گیتا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک سرنج تھی۔ اس نے عمران کے پاس آ کر سرنج کی سوئی اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ میں اتاری اور پھر سرنج میں موجود تھوڑے سے محلول کو ایک جھٹکے سے عمران کی گردن میں انجکٹ کر دیا اور پھر اس نے سوئی واپس کھینچ لی۔

''چیف۔ اب اس کی زبان حرکت میں آ جائے گی۔ لیکن جسم اسی طرح بے حس و حرکت رہے گا''...... گیتا نے شاگل سے مخاطب ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ اس انجکشن کی وجہ سے اس کا جسم میں بھی حرکت آ جائے''...... شاگل نے اس بار قدرے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

''نو چیف۔ ایس ٹی انجکشن کی خصوصیت ہے جتنا محلول انجکٹ

کیا جائے اتنے حصے تک ہی محدود رہتا ہے''...... گیتا نے کہا اور شاگل نے سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ایک ایک کر کے عمران کے سارے ساتھیوں کو ہوش آنا شروع ہو گیا۔ ہوش میں آنے کے باوجود وہ سب ساکت تھے۔

''ویل ڈن شاگل۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ تم واقعی پھر سے جوان بلکہ نوجوان ہو گئے ہو''...... چند لمحوں بعد اچانک عمران کے حلق سے آواز نکلی اور شاگل اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''ہا ہا ہا۔ تو مانتے ہو نا کہ آج تمہاری ساری اکڑ ختم ہو گئی ہے۔ آج تم حقیر اور بے بس انسان کی طرح میرے سامنے موجود ہو اور سن لو آج تمہاری کوئی چالاکی نہ چل سکے گی''...... شاگل نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں فتح اور مسرت کی زیادتی سے فانوس کی طرح چمک رہی تھیں۔

''پہلے یہ بتاؤ۔ کیا واقعی تم نے اسپیس سنٹر میں چھپائے ہوئے چاروں ایم بی نکال لئے ہیں۔ ایم بی سے مراد میگا بلاسٹر جو میں نے مشینوں میں چھپائے تھے''...... عمران نے بے نیازانہ لہجے میں پوچھا۔ اس محلول کی وجہ سے گردن سے اوپر والا حصہ نارمل انداز میں حرکت کرنے لگ گیا تھا جب کہ گردن سے نیچے اس کا جسم اسی طرح بے حس و حرکت تھا۔

''ہاں۔ یہ سچ ہے۔ لو دیکھو یہی ہیں نا وہ چاروں ایم بی جو تم نے مشینوں کی درزوں میں ڈالے تھے''...... شاگل نے کہا اور ساتھ

ہی اس نے اپنے لباس کی جیب سے وہی ڈیجیٹل واچ والے سیل نما میگا بلاسٹر نکال کر عمران کے سامنے کر دیئے جو عمران نے اسپیس سنٹر کی مختلف مشینوں کی درزوں میں ڈالے تھے۔ ان چاروں میگا بلاسٹرز کو دیکھ کر عمران کے چہرے پر مایوسی پھیل گئی۔ اور وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ شاگل کے پاس چار میگا بلاسٹرز دیکھ کر عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی مایوسی نظر آنے لگی۔

”ہونہہ۔ اس بار واقعی ہمارے ستارے گردش میں ہیں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس طرح بے بس کر سکتے ہو۔ کاش میں نے تمہیں راہداری میں بے ہوش کرنے پر اکتفا نہ کیا ہوتا۔ تمہیں وہیں ہلاک کر دیتا تو میں اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا“...... عمران نے ایسے بڑبڑاتے ہوئے کہا جیسے خود کلامی کر رہا ہو۔

”صرف یہ میگا بلاسٹر ہی نہیں میں نے تمہارے تھیلے سے وہ ڈی چارجر بھی نکال لیا ہے جس سے یہ چاروں بلاسٹر بلاسٹ کئے جا سکتے تھے۔ اس بار مجھے خوشی ہے کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے ہو اور میرے ہاتھ بھی آ گئے ہو۔ اب میں پرائم منسٹر کو کال کرنے جا رہا ہوں۔ تاکہ وہ آئیں تو تم سب کو ان کے سامنے فائرنگ اسکوارڈ کے ذریعے ہمیشہ کی نیند سلایا جا سکے۔ مہاراج جاؤ اور جا کر لانگ رینج ٹرانسمیٹر لے آؤ تاکہ میں پرائم منسٹر کو کال کر کے انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی ناکامی اور انہیں گرفتار

کرنے کی خوشخبری سنا سکوں اور انہیں یہاں آنے کی دعوت دوں تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے ان سب کو مرتا دیکھ سکیں“...... شاگل نے مڑ کر ساتھ کھڑے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں لے آتا ہوں ٹرانسمیٹر چیف“...... گپتا نے کہا۔

”لانگ ٹرانسمیٹر یہاں نہیں ہے باس۔ اس کے لئے تو نیچے بلیک روم میں جانا پڑے گا کیونکہ لانگ رینج ٹرانسمیٹر وہاں پر نصب ہے“...... مہاراج نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں بلیک روم میں جا کر پرائم منسٹر کو کال کر لیتا ہوں۔ مہاراج ان کا خیال رکھے گا۔ ویسے بھی یہ حرکت تو نہیں کر سکتے۔ تم میرے ساتھ آؤ گپتا“...... شاگل نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”یس باس۔ مہاراج۔ خیال رکھنا“...... گپتا نے مہاراج سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس۔ آپ فکر نہ کریں“...... مہاراج نے کہا اور گپتا اور شاگل دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے اس ہال کمرے سے باہر نکلتے گئے۔

”مسٹر مہاراج۔ کیا تم خالی ہاتھ ہمارا خیال رکھو گے۔ بھائی کوئی مشین گن ہاتھ میں پکڑ لو ورنہ اگر اس شاگل کو خیال آ گیا کہ تم نے خالی ہاتھ ہمارا خیال رکھا ہے تو وہ سب سے پہلے تمہارا خیال رکھنا شروع کر دے گا اور اس کا خیال رکھنا بڑا سخت مرحلہ ہوتا ہے اس

لئے تم ہمارے ساتھ اپنا بھی خیال رکھو ورنہ یہ خیال رکھنا تمہارے
لئے بھاری پڑ سکتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے مہاراج سے
مخاطب ہو کر کہا۔
''مجھے اس کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن بہرحال ٹھیک ہے۔
چیف کا واقعی کچھ پتہ نہیں کہ کس وقت کس بات پر بگڑ جائے۔ اس
لئے میں جا کر مشین پسٹل لے ہی آتا ہوں''...... مہاراج نے کہا
اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہ
دروازے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف
دیکھا جو بدستور اکڑے ہوئے انداز میں کرسیوں پر بیٹھے تھے۔
''کیا تم میں سے کسی کے جسم میں حرکت کا احساس بیدار ہو رہا
ہے''...... عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا لیکن ان میں سے کسی
نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔
''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب جو کچھ بھی کرنا ہے مجھے ہی
کرنا ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد
مہاراج ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑے واپس آیا اور ان کے سامنے
اس طرح ٹہلنے لگا جیسے وہ واقعی ان کا خاص طور پر خیال رکھ رہا ہو۔
چونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ لوگ معمولی سی حرکت بھی نہیں
کر سکتے۔ اس لئے اس کا انداز البتہ بے حد ڈھیلا ڈھیلا سا تھا۔
''مسٹر مہاراج۔ کیا تم شادی شدہ ہو اگر ہو تو تمہارے کتنے
بچے ہیں''...... عمران نے مہاراج نے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا مطلب۔ کیوں پوچھ رہے ہو''...... مہاراج نے چونک کر
اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''ارے۔ میں تو ان سب کا حال احوال پوچھنا چاہتا تھا اور کچھ
نہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مہاراج برے برے منہ
بنانے لگا۔
''تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ چپ چاپ بیٹھے رہو۔ سمجھے
تم''...... مہاراج نے غراتے ہوئے کہا۔
''میری سمجھ میں کوئی بات مشکل سے آتی ہے۔ اگر تم مجھے سمجھا
سکتے ہو تو بتا دو ہو سکتا ہے کہ میں سمجھ جاؤں''...... عمران نے اسی
انداز میں کہا تو مہاراج غراتا ہوا اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔
''اب اگر تمہارے منہ سے معمولی سی بھی آواز نکلی تو میں تمہیں
گولی مار دوں گا''...... مہاراج نے غرا کر کہا اور اسی لمحے اچانک
عمران کسی عقاب کی طرح مہاراج پر جھپٹا اور دوسرے لمحے مہاراج
بری طرح چیختا ہوا اچھل کر دیوار کے ساتھ پڑی میز پر جا گرا۔ جبکہ
اس کا مشین پسٹل عمران کے ہاتھ میں دکھائی دیا اور دوسرے لمحے
ہال کمرہ مشین پسٹل کی خوفناک تڑتڑاہٹ اور مہاراج کی چیخوں
سے گونج اٹھا۔ عمران نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر گھومتے ہوئے
مہاراج پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔ مہاراج کا جسم گولیوں سے
چھلنی ہو گیا اور وہ ساکت ہو گیا۔ اسے گولیاں مارتے ہی عمران
تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کھلے دروازے کی اوٹ

میں جا کر کھڑا ہو گیا پھر تقریباً پانچ منٹ بعد راہداری میں تیز تیز قدموں کی آواز ابھری اور عمران چوکنا ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے آگے شاگل اور اس کے پیچھے گپتا دروازے سے گزر کر اندر داخل ہوئے اسی لمحے عمران کا بھرپور مکا گپتا کی گردن کی پشت پر پڑا اور گپتا بری طرح چیختا ہوا شاگل سے ٹکرایا اور پھر شاگل سمیت نیچے فرش پر جا گرا۔ دوسرے لمحے عمران کا بازو لہرایا اور مشین پسٹل کا دستہ نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے شاگل کے سر پر پڑا۔ اس کے حلق سے اس قدر زوردار چیخ نکلی جیسے روح اس کے جسم سے اسی چیخ کے ساتھ ہی نکل رہی ہو۔ گپتا ابھی تک فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ وہ شاید اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن عمران نے دوسرا وار اس کے سر پر جما دیا اور وہ بھی شاگل کی طرح ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران مڑا اور پھر اس نے دروازے سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ باہر ایک طویل راہداری تھی جو بالکل خالی دکھائی دے رہی تھی۔ خالی راہداری دیکھ کر عمران فوراً باہر آیا اور پھر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا آگے بڑھا۔ راہداری کے دائیں طرف اسے ایک کمرہ دکھائی دیا تو وہ سائیڈ دیوار کے ساتھ لگ کر رک گیا اور پھر وہ کمرے کے دروازے کے پاس آ کر اندر کی سن گن لینے لگا۔ اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ عمران نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر وہ دروازے کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے یکلخت دروازے پر زور سے ٹانگ ماری۔ دروازہ ایک دھماکے سے کھل

گیا۔ عمران مشین پسٹل لے کر اچھل کر اندر آ گیا لیکن کمرہ خالی تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز تھی جس پر ایک کافی بڑا اور انتہائی جدید میڈیکل ایڈ باکس پڑا تھا۔ میڈیکل ایڈ باکس دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اسے کھول کر اس کا سامان میز پر ڈالنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد میز پر بے شمار دوائیں اور سرنجیں اور اس قسم کا دوسرا سامان بکھرا پڑا تھا۔ عمران نے ان میں سے کاسنی محلول والی ایک بوتل اٹھائی اور اس کا لیبل پڑھ کر اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ایک سرنج اٹھائی اور اس کی سوئی سے کیپ اتار کر شیشی سے محلول بھرنے لگا۔ اس نے سرنج بھری اور پھر وہ سرنج لے کر واپس اسی کمرے میں آ گیا جہاں اس کے ساتھی بدستور کرسیوں پر اکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔ عمران نے ان سب کو ایک خاص مقدار میں محلول انجیکٹ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب یکے بعد دیگرے حرکت میں آتے چلے گئے۔

”یہ تمہارا جسم خود بخود کیسے حرکت میں آ گیا“...... جولیا نے حرکت میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران ہنس پڑا۔

”قدرت کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہوتی ہے۔ شاگل نے گپتا کے ذریعے مجھے جو انجکشن لگایا تھا اس کا اثر اس کے خیال کے مطابق صرف میری قوت گویائی واپس لانے تک کے لئے تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ انجکشن اگر تیزی سے لگا دیا جائے تو

اس سے خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اور خون کا دباؤ بڑھنے سے انجیکٹ کیا جانے والا محلول تیزی سے پورے جسم میں پھیل جاتا ہے۔ میرے ساتھ بھی یہی ہوا۔ پہلے میری زبان حرکت میں آ گئی اور پھر محلول میرے سارے خون میں سرایت کرتا چلا گیا اور میرا ساکت جسم حرکت میں آ گیا۔ اس بار واقعی ہمیں انتہائی ذہانت سے ایک ایسے جال میں پھنسا لیا گیا تھا جس سے نکلنا تقریباً ناممکن تھا اور شاگل نے ہمیں گولی مارنے سے کبھی بھی نہ ٹلنا تھا“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جو بھی ہے عمران صاحب۔ ہمارے لئے تو یہ نہایت افسوس ناک بات ہے کہ ہم اسپیس سنٹر میں پہنچ جانے کے باوجود ناکام ہو گئے ہیں اور شاگل نے آپ کے اسپیس سنٹر کی مشینوں میں چھپائے ہوئے میگا بلاسٹر بھی تلاش کر لئے ہیں اور ہمیں اسپیس سنٹر سے اتنی دور لے آیا ہے کہ اب اگر ہم دوبارہ کوشش کریں تو شاید ہی وہاں تک دوبارہ پہنچ سکیں“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اس بات کا تو مجھے بھی افسوس ہے۔ میرے گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ لوگ اس بار میرے چھپائے ہوئے میگا بم ٹریس کر لیں گے۔ بہرحال اب کیا ہو سکتا ہے“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یہ سب تمہاری غلطی ہے عمران جو تم ہر بار شاگل کو زندہ چھوڑ دیتے ہو۔ اگر تم اسے بے ہوش کرنے کی بجائے وہیں گولی مار کر

پھینک دیتے تو ہم اس حال میں نہ ہوتے اور وہ اسپیس سنٹر بھی تباہ کر دیتے“...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”شاگل نے اس بار میرے سامنے واقعی نیچرل اداکاری کی تھی جیسے وہ واقعی اپنی موت کے خوف سے ہمارا ساتھ دے رہا ہو۔ اس نے کسی مرحلے پر مجھے شک نہ ہونے دیا تھا۔ اگر مجھے ذرا سا بھی احساس ہو جاتا کہ شاگل کی کیا پلاننگ ہے تو میں واقعی اسے گولی مار دیتا لیکن بہرحال ماننا پڑے گا کہ شاگل نے ہمیں زبردست ڈاج دیا ہے اور ہمیں کامیاب ہونے کے باوجود ناکامی سے دوچار کر دیا ہے“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو کیا آپ نے واقعی اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے کے لئے وہی چار میگا بلاسٹر وہاں چھپائے تھے“...... کیپٹن شکیل نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اور یہ چار میگا بلاسٹر اس اسپیس سنٹر کی تباہی کے لئے کافی تھے“...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا تو کیپٹن شکیل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”اب کیا ہو گا۔ کیا اس اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے کے لئے ہمیں پھر سے طویل جدوجہد کرنی پڑے گی“...... جولیا نے غصے اور پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے اس کے علاوہ اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔ ہمیں بہرحال مشن مکمل کرنا ہے اس کے لئے ہمیں ایک بار تو کیا سو بار

بھی جدوجہد کرنی پڑے تو ہم اس سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور ان کا شامار اسپیس سنٹر ہر صورت تباہ کر کے یہاں سے واپس جائیں گے۔ کیوں عمران صاحب''...... صالحہ نے کہا۔

''عمران سے کیا پوچھ رہی ہو۔ ہم جس مقصد کے لئے آئے ہیں اسے پورا کرنا ہمارا فرض ہے اور فرض کے لئے ہم اپنی جانیں لڑا دیں گے''...... تنویر نے کہا۔

''لیکن اب تو وہ لوگ اور زیادہ الرٹ ہو گئے ہوں گے اور انہوں نے اسپیس سنٹر کی سیکورٹی اور زیادہ ٹائٹ کر دی ہو گی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اسپیس سنٹر کو اب مکمل طور پر سیلڈ کر دیا ہو۔ ایسی صورت میں ہم دوبارہ اسپیس سنٹر میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں''۔ صفدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''پہلے تو اس شاگل اور اس گپتا کو ہلاک کرو اور پھر یہاں سے نکلو۔ اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ انہیں ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں شاگل کا میک اپ کر کے اس کا لباس پہن لیتا ہوں۔ شاگل زندہ رہے گا تو اس کے میک اپ میں ہم دوبارہ اسپیس سنٹر جانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ اس کی ہلاکت پر ہر طرف ہلچل مچ جائے گی اور پھر ہمارے لئے واقعی اسپیس سنٹر میں جانا مشکل ہو جائے گا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''شاگل نے شاید پرائم منسٹر کو کال کر دیا ہے ہوسکتا ہے کہ پرائم منسٹر یہاں پہنچ رہے ہو۔ اگر وہ یہاں آ جائیں تو ہم انہیں قابو میں کر کے ان کے ذریعے زیادہ آسانی سے اسپیس سنٹر میں داخل ہو سکتے ہیں اور اس بار ہم اندر جاتے ہی ہر طرف تباہی پھیلا دیں گے تاکہ اسپیس سنٹر کی ساری کی ساری مشینری ناکارہ ہو جائے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ یہ زیادہ مناسب آئیڈیا ہے۔ کیوں عمران''...... جولیا نے کہا۔

''آئیڈیا تو اچھا ہے لیکن میرے خیال میں پہلے ہمیں پاکیشیا میں چیف سے بات کر لینی چاہئے۔ انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے طور پر کارروائی کرتے رہیں اور واپسی پر چیف ہمارا ناطقہ بند کر دے''...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ چیف سے بات کرنی کیوں ضروری ہے۔ ہمیشہ تو ہم مشن مکمل کرنے کے بعد ہی چیف کو رپورٹ دیتے ہیں''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''مشن ناکام ہونے کے بعد حالات بدل گئے ہیں۔ نجانے اب اسپیس سنٹر کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ وہاں ایسی ایمرجنسی نافذ کر دی گئی ہو کہ شاگل اور پرائم منسٹر کو بھی اندر جانے کی اجازت نہ ہو۔ اگر ایسا ہوا تو پھر

ہمارے لئے مشن مکمل کرنا ناممکن ہو گا''۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر ہم کیا کریں گے''...... جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''ایسی صورتحال میں چیف سے مشورہ کرنا بے حد ضروری ہے''...... عمران نے کہا۔

''لانگ رینج ٹرانسمیٹر گپتا کے کہنے کے مطابق نیچے کسی بلیک روم میں موجود ہے۔ چیف سے بات کرنے کے لئے تمہیں وہیں جانا پڑے گا''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم سب باہر جا کر چیکنگ کرو اور جو دکھائی دے اسے ختم کر دو۔ پرائم منسٹر کے یہاں آنے سے پہلے شاگل اور گپتا کا کوئی آدمی عمارت میں زندہ نہیں ہونا چاہئے۔ میں جا کر چیف سے بات کر کے آتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''راہداری کے آخر میں ایک کمرہ ہے۔ میں وہیں سے میڈیکل ایڈ باکس سے سرنج اور انجکشن کی شیشی لایا تھا۔ وہاں دو الماریاں ہیں جو کھلی ہوئی ہیں۔ میں نے ان میں وافر تعداد میں اسلحہ دیکھا ہے۔ وہ جا کر لے لو اور پوری عمارت میں پھیل جاؤ''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور سوائے ناٹران کے باقی سب تیزی سے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ عمران نے

ناٹران کو شاگل اور گپتا پر نظر رکھنے کا کہا اور پھر وہ تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ تقریباً بیس منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد جولیا اور اس کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔

''عمارت میں دس افراد موجود تھے جنہیں ہم نے ٹھکانے لگا دیا ہے ان کے علاوہ اندر باہر کوئی موجود نہ تھا اور یہ عمارت شہر سے ہٹ کر ایک ویران علاقے میں موجود ہے''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر تھکن اور اداسی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

''کیا ہوا۔ یہ تمہارا چہرہ کیوں لٹکا ہوا ہے۔ ہو گئی چیف سے بات''...... جولیا نے اس کا لٹکا ہوا چہرہ دیکھ کر حیرت سے اور چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہو گئی ہے''...... عمران نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

''تو کیا ہوا ہے۔ کیا کہا ہے چیف نے جو تم اس طرح منہ بنائے ہوئے ہو''...... جولیا نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف سے میری لڑائی ہو گئی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''لڑائی۔ کیا مطلب''...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''چیف نے مشن ناکام ہونے کا سخت نوٹس لیا ہے اور مجھے ناکارہ، بے کار اور نکمے انسان کا خطاب دے دیا اور اس کے ساتھ

ہی چیف نے حکم دیا ہے کہ میں تم سب کو لے کر واپس آ جاؤں''۔ عمران نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا تو ان سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ چیف ایسا کیسے کہہ سکتا ہے''...... جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''مجھے بھی اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ چیف ناکامی کا سن کر اس قدر برہم ہو جائے گا۔ اس نے مجھے بے بہا کی سنائی ہیں۔ میں نے اسے سمجھانے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن وہ شاید غصے میں پاگل ہو گیا تھا میری کوئی بات سن ہی نہیں رہا تھا جس پر میں نے بھی اسے کہہ دیا کہ اب یہ مشن وہ کسی اور ٹیم سے پورا کرا لے۔ میں اس مشن کو اب پورا نہیں کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے۔ تم مشن پورا نہیں کرو گے۔ اسے ایسے ہی ادھورا چھوڑ دو گے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ جب میں کسی کام کا ہی نہیں ہوں۔ نکما، ناکارہ اور بے کار انسان ہوں تو پھر مجھے اتنا درد سر لینے کی کیا ضرورت ہے کہ میں اس قدر مشکلات، مصیبتوں اور پریشانیوں کے سمندر میں ڈبکی لگا کر اپنی جان جوکھم میں ڈالوں اور اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود ایسے القابات میرے حصے میں آئیں تو میں اور کر بھی کیا سکتا ہوں''...... عمران نے مایوسی بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نہیں مانتا کہ چیف نے تم سے یہ سب کہا ہو گا۔ تم ڈرامہ

کر رہے ہو''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''میری بات پر یقین نہیں تو جاؤ۔ خود جا کر چیف سے بات کر لو۔ جب وہ تمہیں بے بہا کی سنائے گا تو تمہاری عقل بھی ٹھکانے پر آ جائے گی''...... عمران نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

''اگر چیف نے یہ سب کہا ہے تو یہ غلط ہے۔ چیف کو ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا''...... صالحہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''چیف نے عمران صاحب پر برہمی کا اظہار کیا ہے لیکن انہوں نے یہ کیوں کہا ہے کہ ہم بھی عمران صاحب کے ساتھ واپس آ جائیں۔ اس مشن کو وہ کسی اور ٹیم سے مکمل کرا لیں گے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شاید چیف کو ہماری کارکردگی پر یقین نہیں ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''یہ غلط ہے۔ ہم پہلی بار کسی مشن میں ناکام نہیں ہوئے ہیں۔ کئی بار ہم نے مشن میں ایک بار ناکام ہونے کے باوجود بھی اسے آخر کار مکمل کیا ہے۔ اس بار بھی ہماری کوئی غلطی نہیں تھی۔ ہم نے بھرپور انداز میں مشن مکمل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اب یہ الگ بات ہے کہ آخری لمحات میں ہم شاگل کے ہاتھ لگ گئے اور شاگل نے اسپیس سنٹر میں عمران کے چھپائے ہوئے میگا بلاسٹر تلاش کر لئے۔ اگر ہم ایک بار اسپیس سنٹر میں پہنچ سکتے ہیں تو ہم وہاں دوبارہ بھی جا سکتے ہیں اور اس اسپیس سنٹر کو تباہ کر سکتے ہیں''......

Downloaded From http://paksociety.com

جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چیف کا خیال ہے کہ اب اسپیس سنٹر کی حفاظت کے اور زیادہ فول پروف اور ٹائٹ سیکورٹی انتظامات کر دیئے گئے ہوں گے اس لئے ہمارے لئے اسپیس سنٹر کو تباہ کرنا تو درکنار اس کے قریب جانا بھی ناممکن بنا دیا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''جو بھی ہو۔ ہم کوشش تو کر سکتے ہیں اور کچھ نہیں تو ہم کسی ایئر بیس سے کوئی جنگی طیارہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اسپیس سنٹر کی لوکیشن ہمیں معلوم ہے۔ اگر ہم کوئی جنگی طیارہ یا جنگی ہیلی کاپٹر حاصل کر لیں تو اس سے ہم میزائل فائر کر کے اسپیس سنٹر تباہ کر سکتے ہیں۔ چیف کو اس طرح ہمیں مشن ادھورا چھوڑ کر واپس آنے کا نہیں کہنا چاہئے''...... تنویر نے کہا۔

''اور پھر ہمارے دوسرے ساتھی بھی تو ہاتار جنگل کی طرف گئے ہوئے ہیں تاکہ وہ بلیک برڈ میزائل اسٹیشن کو تباہ کر سکیں۔ ہم انہیں ایسے ہی یہاں چھوڑ کر واپس کیسے جا سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ جب سے ہم ان سے الگ ہوئے ہیں ہم نے ان کے بارے میں کوئی خبر نہیں لی ہے۔ نجانے وہ کہاں ہیں۔ انہوں نے اپنا مشن مکمل کیا ہے یا نہیں۔ آؤ۔ ان سے بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ان سے آپ کیسے رابطہ کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

''اگر ان کے پاس ڈی فون ہوئے تو میں لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر

ان سے بات کر سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اور اگر ان کے پاس ڈی فون نہ ہوئے تو''...... صالحہ نے کہا۔

''پھر ہمیں انہیں یہیں چھوڑ کر ہی نکلنا پڑے گا اور وہ خود واپس آتے رہیں گے''...... عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

''نہیں۔ ہم انہیں یہاں چھوڑ کر نہیں جائیں گے اور نہ ہی مشن ادھورا چھوڑ کر۔ آؤ میرے ساتھ میں چیف سے خود بات کرتی ہوں''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ میری بات پر تمہیں یقین نہیں ہے جو تم خود چیف سے بات کرنا چاہتی ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں چیف سے بات کر کے انہیں اس بات کا یقین دلاؤں گی کہ ہم اس مشن کو پورا کر سکتے ہیں۔ وہ ہمیں چند دنوں کی مہلت دے دیں''...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ سب اٹھے اور پھر وہ سب وہاں سے نکل کر نیچے تہہ خانے میں موجود مشین روم میں پہنچ گئے جہاں لانگ رینج ٹرانسمیٹر سسٹم نصب تھا۔

''پہلے میں چیف سے بات کروں گی پھر تم صدیقی سے رابطہ کرتے رہنا''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر سسٹم آن کیا اور اس پر مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا اور پھر اس نے دوسری طرف کال دینا شروع کر دی۔

"چیف اٹنڈنگ۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے چیف ایکسٹو کی سخت اور انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں چیف۔ اوور"...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں کال کیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو تم سے بات ہوئی تھی۔ اوور"...... چیف نے کہا۔

"میں نے اپنی مرضی سے کال نہیں کیا جناب۔ آپ کی چہیتی ڈپٹی چیف کا حکم تھا کہ میں آپ سے اس کی بات کراؤں۔ اس لئے میں نے ان کے حکم پر آپ کو دوبارہ کال کرنے کی جسارت کی ہے۔ اوور"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی جبکہ باقی سب عمران کی بات سن کر مسکرا دیئے۔

"کراؤ بات۔ اوور"...... چیف نے کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف۔ اوور"...... جولیا نے عمران کے ہاتھ سے مائیک لے کر کہا۔

"بولو۔ کیا کہنا ہے تمہیں۔ اوور"...... چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

"چیف۔ عمران بتا رہا ہے کہ آپ نے ہمیں مشن ادھورا چھوڑ کر واپس آنے کا حکم دیا ہے۔ اوور"...... جولیا نے ڈرے ڈرے سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم سب وہاں پہنچنے کے باوجود اس اسپیس سنٹر کو تباہ

کرنے میں ناکام رہے ہو اور پھر شاگل کی گرفت میں آ گئے اور عمران کے کہنے کے مطابق شاگل نے اس کے لگائے ہوئے میگا بلاسٹر بھی اسپیس سنٹر سے ہٹا دیئے ہیں تو پھر تمہارا وہاں رکنے کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ایک بار اسپیس سنٹر میں جا کر ناکام ہونے کے بعد تم دوبارہ وہاں جا کر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ میری اطلاع کے مطابق اسپیس سنٹر کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ وہاں اب شاگل تو کیا کافرستان کے پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کا بھی داخلہ ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ تم اگر وہاں دوبارہ جانے کی کوشش کرو گے تو سوائے ناکامی کے تمہارے کچھ ہاتھ نہ آئے گا اس لئے میں نے عمران سے کہا تھا کہ وہ اس مشن کو ڈراپ کر دے اور تم سب کو لے کر واپس پاکیشیا پہنچ جائے۔ اوور"...... چیف نے کہا۔

"لیکن چیف۔ ہم اس طرح مشن ادھورا چھوڑ کر واپس کیسے آ سکتے ہیں۔ آپ ہمیں ایک موقع دیں۔ ہم ہر صورت میں اس مشن کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اوور"...... جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"کوشش کرنے کا ایک ہی موقع ہوتا ہے اور وہ موقع تم سب گنوا چکے ہو۔ اب دوبارہ اسپیس سنٹر کی طرف جانا موت کے منہ میں جانے کے مترادف ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تم بے موت مارے جاؤ۔ اس لئے میں نے جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرو اور

عمران کے ساتھ جلد سے جلد واپس آ جاؤ۔ اوور اینڈ آل“......
دوسری طرف سے چیف ایکسٹو نے نہایت سخت لہجے میں کہا اور اس سے پہلے کہ جولیا کچھ کہتی چیف نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ چیف کا اس قدر سخت غصیلا لہجہ سن کر وہ سب ساکت ہو کر رہ گئے۔ انہیں اپنے کانوں پر یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ چیف ان سے اس لہجے میں بھی بات کر سکتا ہے اور انہیں مشن ادھورا چھوڑ کر فوراً پاکیشیا واپس آنے کا حکم دے سکتا ہے۔ چیف نے جولیا سے جس انداز میں بات کی تھی اس سے انہیں اس بات کا بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ عمران نے انہیں جو کچھ بتایا تھا وہ غلط نہ تھا۔
”اب کیا کریں۔ چیف تو واقعی بے حد غصے میں ہے“...... صفدر نے کہا۔
”چیف کا حکم ہے کہ ہم واپس آ جائیں تو ٹھیک ہے۔ اب ہم اس مشن کو ڈراپ کر کے واپس چلے جائیں گے“...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے چیف پر شدید غصہ آ رہا تھا جس نے اس کی بات سننا تک گوارا نہ کی تھی اور انہیں سختی سے مشن ڈراپ کرنے کا کہہ کر رابطہ ہی منقطع کر دیا تھا۔
”چیف کا انداز تو بے حد بے رحمانہ تھا جیسے انہیں اس بات کا یقین ہی نہ ہو کہ ہم دوبارہ اسپیس سنٹر جا سکتے ہیں اور اسے تباہ کر سکتے ہیں“...... تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ اگر اس چوہے کو ہم پر اعتماد نہیں ہے تو ہمیں کیا

ضرورت ہے در در ٹھوکریں کھانے اور بے وجہ موت کے منہ میں جانے کی۔ اگر وہ نہیں چاہتا کہ ہم مشن مکمل کریں تو ایسا ہی سہی“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔
”ٹھیک ہے۔ تم صدیقی سے بات کرو۔ اگر اس نے مشن مکمل کر لیا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے بھی بلا لو۔ ہم انہیں بھی اب اپنے ساتھ لے کر واپس جائیں گے“...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر آن کر کے صدیقی سے رابطہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ ان سب کے چہرے واقعی لٹک کر رہ گئے تھے۔

صدیقی اور اس کے ساتھی لانچ پر سوار تھے اور لانچ انتہائی تیز رفتاری سے سمندر کے پانی کا سینہ چیرتی ہوئی دوڑی چلی جا رہی تھی۔ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے چہروں کامیابی اور فتح مندی کے تاثرات تھے۔ انہیں بے ہوش سمجھ کر کھائی سے نکال کر ہیلی کاپٹروں کے ذریعے ایک کیمپ میں منتقل کر دیا گیا تھا۔کیمپ چونکہ ایک قصبے میں لگایا گیا تھا اور وہاں زیادہ تر ریڈ گارڈ فورس کے افراد موجود تھے اور انہوں نے بھی ریڈ گارڈ کے ہی لباس پہنے ہوئے تھے۔کیمپ میں لائے گئے ریڈ گارڈ کے افراد کو کچھ ہی دیر بعد خود ہی ہوش آنا شروع ہو گیا تھا اس لئے انہوں نے بھی بے ہوش ہونے کی اداکاری ختم کر دی تھی اور اٹھ کر کیمپ سے نکل آئے تھے۔ چونکہ فورس کو قصبے میں گھومنے پھرنے کی کھلی آزادی تھی اس لئے انہیں وہاں سے نکلنے میں کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ صدیقی کے کہنے پر چوہان اور کے ڈی نے ایک گھر میں نقب لگائی

اور وہاں سے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے سائز کے لباس نکال کر لے آئے تھے اور پھر انہیں قصبے سے کامبا جانے والی ایک بس مل گئی تھی اور وہ اس بس کے ذریعے کامبا روانہ ہو گئے تھے۔ کامبا پہنچ کر کے ڈی انہیں ایک خفیہ ٹھکانے پر لے آیا۔ جہاں انہوں نے نئے میک اپ کئے اور لباس بدل لئے۔

کے ڈی نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے سمندر کے اسی حصے میں لانچ منگوائی جس کے ذریعے وہ کامبا پہنچے تھے اور پھر وہ سب خفیہ ٹھکانے سے نکل کر لانچ میں پہنچ گئے اور لانچ انہیں لے کر دارالحکومت کی طرف روانہ ہو گئی۔ انہیں لانچ میں سفر کرتے ہوئے کئی گھنٹے ہو گئے تھے اور اب وہ لانچ کے ذریعے ہاتار جنگل کے کنارے سے گزر رہے تھے۔ وہ کے ڈی کے ساتھ لانچ کے عرشے پر ریلنگ کے ساتھ کھڑے جنگل کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”یہاں لانچ کی رفتار کم کرا دو تاکہ یہاں سے گزرتے ہوئے ہم میزائل اسٹیشن کو تباہ کر کے اپنا مشن مکمل کر سکیں“...... صدیقی نے کے ڈی سے مخاطب ہو کر کہا تو کے ڈی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا وائرلیس فون آن کیا اور اس پر لانچ کے پائلٹ کو ہدایات دینے لگا۔ پائلٹ نے لانچ کی رفتار کم کرنی شروع کر دی۔ لانچ کی رفتار کم ہوتے ہی صدیقی نے جیب سے ایک چھوٹا سا مشینی آلہ نکال لیا۔ اس نے اس آلے کو آن کیا اور اس پر لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے بٹن پریس کرتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے مشین سے زوں زوں

Downloaded From http://paksociety.com

کی ہلکی ہلکی آواز نکلی اور اس پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے بلب جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔ صدیقی نے ایک اور بٹن پریس کیا تو مشین پر لگے ہوئے جلنے بجھنے والے بلب بجھ گئے اور ایک قدرے بڑا سبز بلب روشن ہوگیا۔

''اس مشن کو مکمل کرنے میں تم نے ہمارا بے حد ساتھ دیا ہے کے ڈی اور ہمیں موت کے منہ سے نکال کر لانے میں بھی تمہارا ہاتھ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے اس مشن کو تم مکمل کرو۔ یہ لو مشین اور اس پر لگا ہوا سرخ بٹن پریس کر دو۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی میزائل اسٹیشن کے گرد لگے ہوئے میگا بلاسٹر چارج ہو جائیں گے اور پھر وہاں بھیانک تباہی پھیل جائے گی''...... صدیقی نے مشین کے ڈی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو کے ڈی کے چہرے پر مسرت کے تاثرات پھیل گئے جیسے میزائل اسٹیشن کی تباہی اس کے ہاتھوں کرانے پر اسے واقعی بے حد خوشی ہوئی ہو۔

''اوہ۔ آپ واقعی گریٹ ہیں جناب۔ میں نے تو محض آپ کا دوست ہونے کے ناطے ساتھ دیا تھا اور یہ میرا فرض تھا کہ میں آپ کو جس طرح یہاں لایا تھا اسی طرح یہاں سے نکال کر بھی لے جاتا۔ اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے آپ مجھ پر اس قدر اعتماد کریں گے اس کا تو مجھے گمان بھی نہ تھا''۔ کے ڈی نے مسرت سے لرزتے ہوئے کہا۔

''تم نے ہمیں دوست سمجھا ہے تو ہم بھی تمہیں اپنا دوست سمجھتے ہیں اور یہ حقیقت جھٹلائی نہیں جا سکتی کہ میزائل اسٹیشن تک پہنچنے اور وہاں میگا بلاسٹر لگا کر کامیاب ہو کر واپس آنے میں تم نے ہمارا بھرپور انداز میں ساتھ دیا ہے اس لئے یہ اعزاز تمہیں ہی ملنا چاہئے کہ دشمن ملک کے اس میزائل اسٹیشن کو تم اپنے ہاتھوں تباہ کرو جو پاکیشیا میں خوفناک تباہی پھیلانے کے لئے یہاں قائم کیا گیا ہے''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میں آپ کا احسان مند ہوں جناب کہ آپ مجھے اس قدر عزت دے رہے ہیں ورنہ میں کس قابل''...... کے ڈی نے اسی طرح سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا اور پھر اس نے کانپتے ہاتھوں سے صدیقی سے مشین لے لی۔

''اس کا سرخ بٹن پریس کر دو اور بس''...... چوہان نے کہا تو کے ڈی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے مشین کا بٹن پریس کیا۔ مشین سے ہلکی سی گونج سنائی دی اور سبز رنگ کا بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی سرخ رنگ کا ایک بلب جل اٹھا۔ اسی لمحے انہیں دور سے زور دار دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔

''وہ مارا۔ ہم کامیاب ہو گئے۔ ہم نے بالآخر بلیک برڈ میزائل اسٹیشن تباہ کر دیا۔ ہم نے کافرستان کے مذموم عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ ہرا ہرا''...... خاور اور چوہان دھماکوں کی آوازیں سنتے ہی

یکلخت مسرت بھرے انداز میں اور اچھل اچھل کر نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ دھماکوں کی آواز بے حد دور سے سنائی دے رہی تھی۔ کچھ دیر تک آوازیں سنائی دیتی رہیں اور پھر ہر طرف خاموشی چھا گئی۔

''اب کافرستان کچھ بھی کر لے وہ کسی بھی طرح پاکیشیا پر بلیک برڈ میزائل فائر نہیں کر سکے گا۔ ان کا بھیانک منصوبہ ہم نے خاک میں ملا دیا ہے''...... نعمانی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر خصوصی کرم ہوا ہے جو ہم بغیر کوئی نقصان اٹھائے اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ورنہ انہوں نے میزائل اسٹیشن کی حفاظت کے جو فول پروف انتظامات کر رکھے تھے بظاہر اس میزائل اسٹیشن تک پہنچنا بھی ہمارے لئے ناممکن نظر آ رہا تھا''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی۔ اس معاملے میں کے ڈی نے ہمیں صحیح راہ دکھائی تھی اور وہ ہمیں اس خوفناک جنگل سے گزار کر اور فورسز کی نظروں سے بچا کر میزائل اسٹیشن تک لے گیا تھا۔ اگر یہ ہمارے ساتھ نہ ہوتا تو نجانے ہمیں کب تک جنگلوں میں بھٹکنا پڑتا''...... چوہان نے کہا۔

''جب قدرت کو ہمارے ہاتھوں کچھ کرانا منظور ہوتا ہے تو وہ خود ہمارے لئے آسانیاں پیدا کر دیتی ہے۔ اس بار بھی قدرت نے ہی ہمیں کے ڈی سے ملایا تھا جو ان جنگلوں اور میزائل اسٹیشن

کے بارے میں پہلے سے ہی سب کچھ جانتا تھا۔ ہماری یہ کامیابی کے ڈی کی مرہون منت ہے اور ہم اپنی اس کامیابی کو بھی اسی کے نام کرتے ہیں''...... صدیقی نے کہا تو کے ڈی کا چہرہ فرطِ مسرت سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

''یہ سب آپ کا حسنِ ظن ہے جناب جو آپ میری اتنی تعریف کر رہے ہیں ورنہ میں اس تعریف کے قابل کہاں''...... کے ڈی نے بڑے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی شرماہٹ دیکھ کر وہ چاروں مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے تیز سیٹی کی آواز ابھری تو وہ سب چونک پڑے۔

''ڈی فون پر کال ہے''...... صدیقی نے کہا اور پھر اس نے اپنی پشت پر بندھا ہوا بیگ اتار کر نیچے رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے جدید ساخت کا فون سیٹ نکال لیا۔ فون سیٹ پر سبز رنگ کا بلب جل بجھ رہا تھا اور سیٹی کی آواز اسی میں سے آ رہی تھی۔

''اس پر ٹرانسمیٹر کال آ رہی ہے''...... صدیقی نے فون سیٹ کی اسکرین پر ڈسپلے دیکھتے ہوئے کہا جس پر ایک مخصوص فریکوئنسی ڈسپلے ہو رہی تھی۔

''شاید عمران صاحب کال کر رہے ہیں''...... چوہان نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی فون سیٹ سے سیٹی کی آواز نکلنا بند ہو گئی اور سبز بلب بھی بجھ گیا۔ صدیقی نے ایک بٹن پریس کیا تو فون سیٹ

سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... عمران دوسری طرف سے مسلسل کال دے رہا تھا۔

''یس۔ صدیقی اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صدیقی نہ کہا کرو۔ تم فور سٹارز کے چیف ہو اس لئے چیف صدیقی کہا کرو تا کہ سب پر تمہارا رعب پڑ سکے۔ اوور''...... دوسری طرف سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی تو صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تو آپ چاہتے ہیں کہ میں چیف جیسا بن جاؤں جس سے بات کرتے ہوئے ہم سب کا خون خشک ہو جاتا ہے۔ اوور''۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں بالکل۔ چیف کو ایسا ہی ہونا چاہئے جس کے حکم کے سامنے کوئی پر بھی نہ مار سکے بلکہ چوں بھی نہ کر سکے۔ اوور''۔ عمران نے کہا تو صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''تو پھر آپ میرے گروپ میں شامل ہو جائیں۔ چیف بن کر سب سے پہلے میں رعب آپ پر ہی ڈالوں گا اور مجھے یقین ہے کہ آپ میرے رعب میں آ بھی جائیں گے۔ اوور''...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے۔ وہ کیسے۔ اوور''...... عمران کی حیرت بھری آواز سنائی

دی۔

''وہ اس لئے کہ آپ سے بڑھ کر کوئی اداکار نہیں ہو سکتا۔ حقیقت میں نہ سہی اداکاری کر کے تو آپ میرے رعب میں آ ہی جائیں گے۔ اوور''...... صدیقی نے کہا تو دوسری طرف سے عمران کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''میری اداکاری کی باتیں نہ کرو پیارے۔ یہاں پہلے ہی مجھ سمیت سب کے منہ سوجے ہوئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ سب میرا سوجا ہوا منہ دیکھ کر اسے میری اداکاری سمجھ لیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ اوور''...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

''ہمارا مشن ناکام ہو گیا ہے اور میں نے بڑی غلطی کی جو مشن ناکام ہونے کی رپورٹ چیف کو دے دی۔ چیف مشن کی ناکامی پر سخت برہم ہے اور اس نے ہمیں فوری طور پر واپس پاکیشیا آنے کا حکم دے دیا ہے اور تم جانتے کہ چیف کے سامنے ہماری حالت حاکم مرگ مفاجات والی ہوتی ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف صدیقی بلکہ چوہان، خاور اور نعمانی کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔

''مشن ناکام ہو گیا ہے۔ وہ کیسے۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ ساری باتیں ٹرانسمیٹر پر نہیں بتا سکتا۔ جب ملو گے تو سارا حالِ دل اور حالِ ناکامی سنا دوں گا۔ تم اپنا بتاؤ۔ کہاں پہنچے ہو۔ تم

چاروں کو دلہنیں ملی ہیں یا نہیں۔ اوور‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہم نے وکٹری حاصل کر لی ہے اور ہاتار جنگل میں موجود میزائل اسٹیشن تباہ کر دیا ہے۔ اوور‘‘...... صدیقی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’مبارک ہو۔ مبارک ہو۔ کم از کم تم چاروں تو یہاں سے کنوارے نہیں جا رہے۔ کنوارا رہنا تو شاید میری ہی قسمت میں لکھا ہوا ہے۔ اوور‘‘...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو صدیقی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

’’اب ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ اوور‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’حکم کیا ہونا ہے۔ تم ایس پوائنٹ پر پہنچ جاؤ جس کے بارے میں تمہیں میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ ہم وہیں تمہارا انتظار کریں گے اور پھر ایک ساتھ ہی واپس جائیں گے۔ اوور‘‘...... عمران نے جواب دیا۔

’’ٹھیک ہے۔ ہم کل رات تک ایس پوائنٹ تک پہنچ جائیں گے۔ اوور‘‘...... صدیقی نے کہا تو دوسری طرف سے عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

’’حیرت ہے۔ یہ شاید پہلی بار ہوا ہے کہ عمران صاحب اپنا مشن مکمل کرنے میں ناکام رہے ہیں اور چیف نے غصے میں آ کر انہیں واپس آنے کا کہہ دیا ہے‘‘...... چوہان نے کہا۔

’’ہاں۔ لیکن میرا دل اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے

کہ عمران صاحب ناکام ہوئے ہوں یا وہ چیف کے کہنے پر اپنا مشن ادھورا چھوڑ کر واپس چلے جائیں‘‘...... خاور نے کہا۔

’’آخر ان کا مشن ناکام ہوا کیسے ہوگا‘‘...... نعمانی نے کہا۔

’’پتہ نہیں۔ یہ تو تب ہی پتہ چلے گا جب ہم ان سے جا کر ملیں گے‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’ایسا ہونا تو نہیں چاہئے لیکن بہرحال اب کیا کہا جا سکتا ہے‘‘۔ خاور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ کے ڈی ان کے پاس خاموش کھڑا تھا۔ اس نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی اور پھر عمران کی ساری باتیں سنی تھیں لیکن اس نے اس معاملے میں کوئی مداخلت نہ کی تھی۔ صدیقی کے کہنے پر کے ڈی نے لانچ کے پائلٹ کو کال کر کے اسے لانچ کی رفتار بڑھانے کے لئے کہا تو پائلٹ نے لانچ کی رفتار ایک بار پھر بڑھا دی اور لانچ جنگل کے کنارے سے ہٹ کر بیچ سمندر کی طرف تیزی سے دوڑتی چلی گئی۔

کافرستان کے پرائم منسٹر ہاؤس کے سپیشل میٹنگ روم میں شاگل کے ساتھ گپتا اور ریڈ گارڈ کا چیف کرنل آکاش موجود تھا۔ کرنل آکاش کے جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اور اس کے چہرے پر افسردگی اور ناکامی کے تاثرات نمایاں تھے جبکہ شاگل کے چہرے پر فتح مندی کی چمک دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اپنے آفس میں تھا جب پرائم منسٹر نے اسے خصوصی کال کر کے میٹنگ ہال میں بلایا تھا۔ شاگل اپنے ساتھ گپتا کو بھی لے آیا تھا جبکہ ہال میں کرنل آکاش اور مختلف ایجنسیوں کے چیفس پہلے سے ہی موجود تھے۔ سپیشل میٹنگ ہال میں ایک بڑی اسکرین سامنے دیوار میں نصب تھی اور آف تھی۔ شاگل اس اسکرین کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کیونکہ وہ اکثر پرائم منسٹر کے ساتھ اس سپیشل میٹنگ ہال میں آتا رہتا تھا لیکن یہاں پہلے یہ اسکرین نصب نہ تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ اسکرین آج ہی وہاں نصب کرائی گئی ہو۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ

کھلا تو پرائم منسٹر میٹنگ روم میں داخل ہوئے اور وہ سب ان کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اسی لمحے پریذیڈنٹ صاحب بھی اندر داخل ہوئے تو شاگل کے ساتھ وہاں موجود تمام افراد بھی چونک پڑے جو پہلے سے ہی میٹنگ ہال میں موجود تھے۔ ان دونوں کے چہرے مسرت سے دمک رہے تھے جیسے انہیں کوئی بہت بڑا خزانہ مل گیا ہو۔ عام طور پر صدر صاحب نے کوئی میٹنگ کرنی ہوتو وہ پرائم منسٹر سمیت سب کو صدارتی محل یا پریذیڈنٹ سرکل میں بلاتے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ وہ پرائم منسٹر ہاؤس میں ان کے سپیشل میٹنگ روم میں آئے تھے شاید اسی لئے سب انہیں دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ وہ دونوں اپنی مخصوص کرسیوں کے پاس آ گئے۔

”بیٹھیں“...... پرائم منسٹر نے کہا اور پھر صدر صاحب کے بیٹھتے ہی وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے اور ان کے بیٹھتے ہی باقی سب بھی اپنی کرسیوں پر بیٹھتے چلے گئے۔

”آپ سب کو اس بات پر یقیناً حیرت ہو رہی ہو گی کہ اتنے شارٹ نوٹس پر جناب صدر اور میں نے آپ کی میٹنگ کال کیوں کی ہے اور یہاں کافرستان کی تمام ایجنسیوں کے چیفس کو خصوصی طور پر کیوں بلایا گیا ہے“...... پرائم منسٹر نے چند لمحے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے سامنے پڑا ہوا مائیک آن کرتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''ایسی میٹنگز ہمیشہ اس وقت بلائی جاتی ہیں جب کافرستان کسی بڑی کامیابی سے ہمکنار ہو یا کافرستان کسی بڑی اور خوفناک مشکل کا شکار ہو۔ تمام سرکاری ایجنسیوں بشمول کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف کو ایک جگہ بلانا کسی بڑی پریشانی کا بھی پیش خیمہ ہو سکتا ہے''...... ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل جگدیش نے کھڑے ہو کر نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ضروری نہیں ہے کہ ایسی میٹنگ کسی خطرے یا کافرستان کو نقصان پہنچنے کے پیش نظر بلائی جائے''...... وزیراعظم نے کہا۔

''آپ کے ساتھ جناب پریذیڈنٹ صاحب کے چہرے پر بھی فتح مندی کے تاثرات نمایاں ہیں جناب۔ جنہیں دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے پاس کافرستانی ایجنسیوں کے لئے کوئی بڑی خوشخبری ہے۔ ایسی خوشخبری جو سول اور ملٹری ایجنسیوں کے لئے یکساں خوشی کا باعث ہو سکتی ہے''...... ریڈ پاور ایجنسی کے چیف نے کہا۔

''ہاں۔ آپ نے ٹھیک کہا ہے۔ یہ میٹنگ کافرستان کو درپیش کسی بڑی پریشانی یا شرانگیزی کے ذریعے کافرستان کو پہنچنے والے کسی نقصان کے باعث نہیں بلائی گئی ہے۔ بلکہ اس میٹنگ کا مقصد پاکیشیا کے خلاف کافرستان کی پہلی اور یقینی کامیابی کی ہے۔ ایک ایسی نوید جس سے نہ صرف آپ سب کا بلکہ تمام کافرستانیوں کا سر فخر سے بلند ہو جائے گا اور کافرستان کی اس کامیابی کے بعد پاکیشیا

کو کبھی کافرستان کے سامنے سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکے گی''...... وزیراعظم نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو کافرستان کے لئے اس سے بڑی خوشخبری کیا ہو سکتی ہے جناب''...... کرنل ملہوترا نے کہا جو ملٹری انٹیلی جنس کا چیف تھا۔

''سب سے پہلے تو میں آپ کو یہ بتا دوں کہ کافرستان کے پاس ایک ایسی خلائی ٹیکنالوجی ہے جو کافرستان نے روسیاہ کی مدد سے تیار کی ہے۔ اس ٹیکنالوجی کے تحت ایک اسپائی سیٹلائٹ خلاء میں کافرستان اور روسیاہ نے مشترکہ طور پر بھیجا تھا جس کا کنٹرول سسٹم کافرستان کے شامار پہاڑی علاقے میں بنایا گیا تھا۔ اس سسٹم کے تحت اسپائی سیٹلائٹ سے نہ صرف پاکیشیا کی کسی بھی تنصیب کا پتہ لگایا جا سکتا ہے بلکہ اس سیٹلائٹ کے ذریعے پاکیشیا کی کسی بھی تنصیب کو ٹارگٹ بھی بنایا جا سکتا ہے۔ ایک مخصوص ریز کے ذریعے تنصیب کو نشانے پر لیا جاتا ہے اور پھر بلیک برڈ میزائل اسٹیشن سے بلیک برڈ میزائل فائر کر کے آسانی سے اس ٹارگٹ کو ہٹ کیا جا سکتا ہے۔ کافرستان نے اس سلسلے میں سیٹلائٹ چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ پاکیشیا پہاڑی علاقے میں ایک ایسا ایٹمی میزائل پلانٹ تیار کر رہا ہے جہاں انتہائی طاقتور اور خوفناک میزائل تیار کئے جائیں گے اور ان میزائلوں سے کسی بھی ٹارگٹ کو آسانی سے ہٹ کیا جا سکتا ہے۔ اس میزائل کو پاکیشیا نے ڈی میزائل کا نام دیا ہے۔ یہ پلانٹ

نہایت تیزی سے تیار کیا جا رہا ہے اور اگر یہ میزائل پلانٹ تیار ہو
جاتا ہے تو اس سے کافرستان انتہائی دباؤ کا شکار ہو کر پاکیشیا کے
سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو سکتا تھا اس لئے اسپائی سیٹلائٹ سسٹم
سے کافرستان نے فوری طور پر اس میزائل پلانٹ کو تلاش کرنے کا
کام شروع کر دیا اور مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ
کافرستانی اسپائی سیٹلائٹ نے بہت کم وقت میں نہ صرف اس
میزائل پلانٹ کو تلاش کر لیا بلکہ اسے اپنے ٹارگٹ میں بھی لے لیا۔
چونکہ کافرستان کے پاس بلیک برڈ میزائل فائر کرنے والا کوئی
میزائل اسٹیشن نہ تھا اس لئے سب سے پہلے ہاتار جنگل میں میزائل
اسٹیشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ کام چونکہ جنگی بنیادوں پر کیا جا رہا
تھا اس لئے جلد ہی نہ صرف میزائل اسٹیشن تیار کر لیا گیا بلکہ میزائل
اسٹیشن کے لانچنگ پیڈز میں بلیک برڈ میزائل بھی تنصیب کر دیئے
گئے۔ اس سے پہلے کہ ہم بلیک برڈ میزائل سے پاکیشیا کے ڈی
میزائل پلانٹ کو نشانہ بناتے اچانک ہمارے سیٹلائٹ سسٹم میں کوئی
تکنیکی فالٹ آ گیا اور اسپیس سنٹر میں ڈی میزائل پلانٹ کا ٹارگٹ
غائب ہو گیا۔ بغیر ٹارگٹ کے ہم بلیک برڈ میزائلوں سے پاکیشیا
کے ڈی میزائل پلانٹ کو نشانہ نہیں بنا سکتے تھے اس لئے کافرستانی
اسپیس سنٹر سے ایک بار پھر پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کی تلاش
شروع کر دی گئی۔ جلد ہی پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کا پتہ چل
گیا لیکن اس سے پہلے کہ اسپائی سیٹلائٹ سے ہم اس پلانٹ کو

ٹارگٹ کرتے اسپیس سنٹر سے ڈی میزائل پلانٹ ایک بار پھر
غائب ہو گیا اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا کہ ہم اسپیس سنٹر میں بار بار
ڈی میزائل پلانٹ کا پتہ چلتا لیکن ہر بار وہ پاکیشیا کے مختلف
علاقے میں مارک ہوتا تھا۔ اس میزائل پلانٹ کو جتنی بار بھی ٹارگٹ
میں لانے کی کوشش کی جاتی اتنی بار ہی اس کی لوکیشن بدل جاتی
تھی۔ اور یہ لوکیشن ہر بار کئی کلو میٹر کی دوری تک محیط ہوتی تھی۔
اسپیس سنٹر میں تسلسل کے ساتھ کام کیا جا رہا تھا کہ پاکیشیا کے ڈی
میزائل پلانٹ کو ٹارگٹ کیا جائے اور پھر اسے فوری طور پر بلیک برڈ
میزائلوں سے نشانہ بنا کر تباہ کر دیا جائے لیکن ہماری ہر کوشش بے
کار جا رہی تھی۔ اسپیس سنٹر سے ڈی میزائل پلانٹ کی اصل لوکیشن
کا پتہ ہی نہ چل رہا تھا۔ وقت گزر رہا تھا جس سے ہمیں یہ خطرات
لاحق ہونا شروع ہو گئے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بات کا
علم ہو گیا کہ ہم کافرستان سے پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کو نشانہ
بنانے کی کوشش کر رہے ہیں تو ان سے کوئی بعید نہ تھا کہ وہ کب
کافرستان آ دھمکیں اور آتے ہی یا تو اسپیس سنٹر یا پھر ہاتار جنگل
میں موجود بلیک برڈ میزائل اسٹیشن کے خلاف کارروائیاں کرنا شروع
کر دیں۔ ہمارا خدشہ درست ثابت ہوا۔ عمران اپنے پوری ٹیم کے
ساتھ کافرستان پہنچ گیا اور اس نے دو گروپ بنا کر کام کرنا شروع
کر دیا۔ اس کا ایک گروپ ہاتار جنگل کے میزائل اسٹیشن کو تباہ
کرنے نکل کھڑا ہوا تھا جبکہ عمران اور اس کے دوسرے ساتھی

اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ میں نے اس بار
کافرستان سیکرٹ سروس کے ساتھ کافرستان کی دو نئی ایجنسیوں جن
میں ایک ریڈ گارڈ ایجنسی ہے اور دوسری سپیشل سروس کو ٹاسک دیا کہ
یہ ہرصورت میں میزائل اسٹیشن کی حفاظت یقینی بنائیں اور عمران اور
اس کے ساتھیوں کو کسی بھی حال میں کافرستان نہ گھسنے دیں۔ انہوں
نے اپنے اپنے مورچے سنبھال لئے اور عمران اور اس کے ساتھیوں
کو کافرستان داخل ہونے سے روکنے کے انتظامات کرنے شروع کر
دیئے لیکن ان کے تمام تر انتظامات کے باوجود عمران اور اس کے
ساتھی کافرستان میں داخل ہو گئے اور ان کے دو گروپ اپنا اپنا مشن
مکمل کرنے کے لئے سرگرم ہو گئے۔ شاگل کی رپورٹ کے مطابق
عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہ جان بوجھ کر ایک خفیہ راستے سے
اسپیس سنٹر لے گیا تھا تاکہ یہ دیکھ سکیں کہ عمران اسپیس سنٹر کو تباہ
کرنے کے کیا اقدامات کرتا ہے اور جب عمران نے اسپیس سنٹر
میں داخل ہو کر مشینوں میں چار میگا بلاسٹر نصب کیے تو شاگل نے
نہ صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف بھرپور کارروائی کر
کے انہیں زندہ پکڑلیا بلکہ ان کے اسپیس سنٹر میں چھپائے ہوئے
میگا بلاسٹر کو بھی برآمد کر لیا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو انہوں
نے اسپیس سنٹر سے نکال کر دارالحکومت کے ویران علاقے میں
موجود اپنے سیکشن ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا۔ ان کا ارادہ تھا کہ یہ اس بار
مجھے بلا کر اور میرے سامنے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک

کرائیں گے لیکن ہمیشہ کی طرح ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا
اور عمران اور اس کے ساتھی انہیں بے ہوش کر کے وہاں سے نکل
جانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ درست ہے کہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کے مقابلے پر شاگل ناکام رہے ہیں اور انہیں زندہ بچ کر
نکل جانے کا موقع مل گیا لیکن شاگل نے جو کامیابی حاصل کی ہے
اور اسپیس سنٹر کو یقینی طور پر تباہ ہونے سے بچایا ہے اس کے لئے
یہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اگر یہ اسپیس سنٹر سے میگا بلاسٹر برآمد
کر کے انہیں ڈی فیوز نہ کر دیتے تو اب تک عمران اپنے مقصد میں
کامیاب ہو چکا ہوتا اور ہمارا اربوں ڈالرز کا تعمیر کردہ اسپیس
کنٹرول سنٹر مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہوتا۔ بہرحال یہ کامیابی تو شاگل
کے حصے میں آئی ہے۔ ہماری دوسری کامیابی ہاتار جنگل میں موجود
بلیک برڈ میزائل اسٹیشن کی تباہی سے بچ جانے کی بھی ہے۔ ہاتار
جنگل میں عمران کا دوسرا گروپ پہنچ گیا تھا لیکن انہیں ہمارے ایک
آدمی نے جان بوجھ کر ایسے راستوں پر بھٹکایا تھا کہ وہ اصل
میزائل اسٹیشن کی بجائے عارضی طور پر اور خاص طور پر پاکیشیائی
ایجنٹوں کو ڈاج دینے کے لئے تیار کئے گئے میزائل اسٹیشن پر پہنچ
گئے۔ ان راستوں پر ریڈ گارڈ کے کرنل آکاش نے پہرے ضرور لگا
رکھے تھے اور اس عارضی میزائل اسٹیشن کی نگرانی اور حفاظت بالکل
اس انداز میں کی جا رہی تھی جیسے وہ اصل میزائل اسٹیشن ہو۔
بہرحال اس میزائل اسٹیشن تک ہمارے ایک ایجنٹ نے پاکیشیائی

ایجنٹوں کو پہنچایا اور ان کی میزائل اسٹیشن تباہ کرنے میں بھرپور انداز میں معاونت کی اور پھر وہ انہیں لے کر وہاں سے نکل گیا۔ یہ سارے اقدام اس لئے کئے گئے تھے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس بات سے مطمئن ہو کر واپس چلے جائیں کہ انہوں نے اصل میزائل اسٹیشن تباہ کر دیا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو ہاتار جنگل میں پاکیشیائی ایجنٹوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا۔ اس لئے ریڈ گارڈ کے چیف کرنل آکاش نے جان بوجھ کر ایسا ڈاجنگ سیٹ اپ بنایا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اپنا مشن کامیاب کر کے کافرستان سے نکل جائیں اور ایسا ہی ہوا۔ کافرستانی ایجنٹوں کے ساتھ ریڈ گارڈ کا ہی ایک ایجنٹ تھا جس کا نام میجر شرما تھا۔ میجر شرما نے کے ڈی نام کے ایک آدمی کا روپ دھار رکھا تھا جس پر پاکیشیائی ایجنٹوں کو معمولی سا بھی شک نہ ہوا تھا۔ میجر شرما اصل میں کافرستان کے ایک بگ ڈان منگل سنگھ کے خلاف پہلے سے ہی کام کر رہا تھا جو منشیات کے ساتھ اسلحہ اور ہر قسم کے غیر قانونی دھندے کرتا تھا اور اس کی جڑیں پورے کافرستان میں پھیلی ہوئی تھیں۔ میجر شرما اس منگل سنگھ کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے منگل سنگھ کے رائٹ ہینڈ کے ڈی کو ہلاک کر کے اس کی جگہ لے لی تھی اور یہ اتفاق ہے کہ عمران کے ساتھی منگل سنگھ کے ذریعے ہاتار جنگل میں جانے کا پروگرام بنا رہے تھے اور منگل سنگھ نے اپنے طور پر اپنے انتہائی معتبر اور قابل اعتماد آدمی کے ڈی کو ان کے

ساتھ لگا لیا۔ کے ڈی یعنی ریڈ گارڈ کے میجر شرما کو جیسے ہی پتہ چلا کہ یہ چاروں پاکیشیائی ایجنٹ ہیں تو اس نے کرنل آکاش کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا جس پر کرنل آکاش نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے ذریعے عارضی میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے کی منصوبہ بندی کی اور انہوں نے میجر شرما کو ان چاروں کو ہاتار جنگل میں لانے کی اجازت دے دی اور پھر وہ سب کچھ ہوا جو کرنل آکاش اور میجر شرما چاہتے تھے۔ پاکیشیائی ایجنٹ جو فور سٹارز کہلاتے ہیں ان کے ذریعے اس ڈاجنگ پوائنٹ کو تباہ کرا دیا گیا تاکہ وہ مطمئن ہو کر اپنی کامیابی کے شادیانے بجاتے ہوئے واپس چلے جائیں۔ اس طرح ایک طرف شاگل نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے اسپیس سنٹر کو تباہ ہونے سے بچایا تو دوسری طرف ریڈ گارڈ کے چیف کرنل آکاش نے بھی ہاتار جنگل کے دوسرے سرے پر موجود بلیک برڈ میزائل اسٹیشن کو تباہ ہونے سے بچا لیا اور ان دونوں کی بہترین حکمت عملی سے پاکیشیائی ایجنٹوں کے دونوں گروپس کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا''...... پرائم منسٹر نے مسلسل اور رکے بغیر باقاعدہ تقریر کرنے والے انداز میں کہا اور خاموش ہو گئے۔ ان کے خاموش ہونے پر وہاں موجود تمام افراد نے شاگل اور کرنل آکاش کی اس کامیابی پر بے اختیار تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ ان سب کو تالیاں بجاتے دیکھ کر شاگل اور کرنل آکاش کے سینے فخر سے کئی انچ پھول گئے۔

''اب میں آتا ہوں اس خوشخبری کی طرف جو کافرستان نے پاکیشیا کے خلاف حاصل کی ہے اور کافرستان، پاکیشیا کو ایسی مات دینے میں کامیاب ہو جائے گا کہ پاکیشیا سائنسی ترقی میں سینکڑوں سال پیچھے چلا جائے گا اور اسے آئندہ کافرستان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی ہمت نہ ہو گی''...... اس بار صدر مملکت نے کہا۔

''ہم اس خوشخبری کو سننے کے لئے بے چین ہیں جناب صدر''۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے کہا۔

''وہ خوشخبری یہ ہے کہ شامار اسپیس سنٹر نے نہ صرف پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کو ایک بار پھر ٹریس کر لیا ہے بلکہ اسے اپنے ٹارگٹ میں لے کر حتمی طور پر مارکڈ بھی کر لیا ہے۔ اب ہم کسی بھی وقت ہاتار میزائل اسٹیشن سے چار بلیک برڈ میزائل فائر کریں گے جو سیدھے پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کو ہٹ کر کے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیں گے''...... وزیر اعظم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ سب خوشی سے اچھل پڑے۔ ان سب کے چہرے حیرت اور مسرت سے گلنار ہو گئے تھے جیسے پاکیشیا کو کاری ضرب لگانے کے خیال سے ہی ان کا رواں رواں جھوم اٹھا ہو۔

''کسی بھی وقت کیوں جناب۔ یہ نیک کام ابھی اور اسی وقت کیوں نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اگر اسپیس سنٹر سے پاکیشیا کے ڈی میزائل اسٹیشن کو ٹارگٹ کر کے مارکڈ کر لیا گیا ہے تو پھر اسے ابھی اور اسی وقت نشانہ بنایا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اسپیس سنٹر میں پھر کوئی

فالٹ آ جائے اور پاکیشیائی ڈی میزائل پلانٹ کی لوکیشن پھر غائب ہو جائے''...... چیف آف آرمی اسٹاف نے کہا۔

''یہی کرنے اور یہ سارا منظر دکھانے کے لئے تو آپ سب کو یہاں دعوت دی گئی ہے''...... پریذیڈنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''اوہ اوہ۔ تو کیا ابھی پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کو تباہ کیا جائے گا ہمارے سامنے''...... ایک اور ایجنسی کے چیف کرنل کامدار نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یقیناً۔ اب آپ سب اس اسکرین کی طرف دیکھیں''...... وزیر اعظم نے کہا۔ انہوں نے میز پر پڑا ہوا ایک ریموٹ کنٹرول اٹھایا اور اس کا رخ دیوار پر نصب اسکرین کی طرف کرتے ہوئے ایک بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے اسکرین روشن ہوئی اور اس پر ایک پہاڑی علاقہ دکھائی دیا۔ یہ ایک طویل پہاڑی سلسلہ تھا جہاں چاروں طرف چھوٹی بڑی پہاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ ان پہاڑیوں کے درمیان ایک وادی تھی جہاں بہت بڑی عمارت دکھائی دے رہی تھی اور اس عمارت کے گرد بے شمار سرخ رنگ کے نقطے سے حرکت کرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ سرخ نقطے نہ صرف عمارت کے ارد گرد پھیلے ہوئے تھے بلکہ پہاڑیوں پر بھی دکھائی دے رہے تھے۔ اسکرین پر سرخ رنگ کا ایک کراس بھی بنا ہوا دکھائی دے رہا تھا جو اس عمارت پر ٹارگٹ تھا۔

''یہ ہے پاکیشیا کا وہ مقام جہاں یہ ڈی میزائل پلانٹ بنایا جا رہا ہے اور یہ جو آپ ریڈ ڈاٹ دیکھ رہے ہیں یہ پاکیشیا کی مسلح فورس ہے جو اس پلانٹ کی حفاظت پر مامور ہیں اور یہ ریڈ کراس کا نشان ہمارے اسپیس سنٹر سے اس ڈی میزائل پلانٹ کو ٹارگٹ میں لینے کا ہے۔ اب جیسے ہی ہاتار جنگل کے میزائل اسٹیشن سے بلیک برڈ میزائل فائر ہوں گے وہ ٹھیک اس عمارت پر گریں گے جن سے نہ صرف یہ ساری عمارت تباہ ہو جائے گی بلکہ یہاں موجود تمام مسلح افراد بھی لقمہ اجل بن جائیں گے۔ پاکیشیا کی اس تنصیب کی تباہی سے پاکیشیا کی کمر ٹوٹ جائے گی اور پاکیشیا پر ہماری طاقت کی دھاک بیٹھ جائے گی۔ ہم اس پلانٹ کی تباہی پر ہی قناعت نہیں کریں گے بلکہ اسپائی سیٹلائٹ سے پاکیشیا کی ہر تنصیب کو نہ صرف سرچ کریں گے بلکہ اسے ٹارگٹ کر کے بلیک برڈ میزائلوں سے تباہ کر دیں گے تاکہ پاکیشیا دفاعی لحاظ سے یکسر کمزور ہو جائے اور ہماری طاقت کے سامنے اپنا سر جھکانے پر مجبور ہو جائے''...... وزیر اعظم نے کہا تو ان سب نے ایک بار پھر تالیاں بجانی شروع کر دیں۔

''ویل ڈن۔ رئیلی ویل ڈن۔ اس بار ہم پاکیشیا کو واقعی اچھا سبق سکھائیں گے۔ پاکیشیا کو اب کافرستان کے سامنے سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو گی''...... کرنل آکاش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اسکرین کے ایک حصے میں ایک چھوٹی سی ونڈو بن

گئی اور اس میں ایک بوڑھا آدمی دکھائی دیا جس کے بال برف کی طرف سفید تھے اور اس نے ڈاکٹروں والا سفید اوور آل پہنا ہوا تھا۔

''یہ ڈاکٹر پرکاش ہیں۔ شامار اسپیس سنٹر کے انچارج۔ انہوں نے ہی پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کو سرچنگ کر کے ٹریس کیا تھا''...... وزیر اعظم نے کہا تو سب ایک بار پھر تالیاں بجانے لگے۔ اسکرین پر موجود ڈاکٹر پرکاش نے انہیں تالیاں بجاتے دیکھ کر سینے پر ہاتھ رکھا اور قدرے جھک گیا جیسے وہ ان سب کا تالیاں بجانے پر شکریہ ادا کر رہا ہو۔

''یہ آن لائن ہیں اور اس میٹنگ میں ہمارے ساتھ رہیں گے''...... وزیر اعظم نے کہا۔ اسی لمحے اسکرین پر ایک اور ونڈو کھلی اور اس پر ایک اور بوڑھا آدمی دکھائی دیا۔ اس آدمی نے بھی سفید رنگ کا اوور آل پہنا ہوا تھا۔ وہ آدمی ایک چھوٹے سے کنٹرول روم میں بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا تھا جس کے ارد گرد کئی مشینوں پر بے شمار ڈائل، بٹن اور جلتے بجھتے بلب دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے سامنے چھوٹی میز پر ایک کنٹرولنگ سسٹم تھا جس پر مختلف بٹنوں کے ساتھ ایک لیور بھی لگا ہوا تھا۔

''یہ ڈاکٹر سلھوترا ہیں۔ بلیک برڈ میزائلوں کے خالق اور یہ اس وقت بلیک برڈ میزائل فیکٹری میں موجود ہیں جہاں سے یہ ہاتار جنگل میں موجود میزائل اسٹیشن کے لانچنگ پیڈ میں نصب بلیک برڈ

میزائلوں کو فائر کر سکتے ہیں''...... وزیر اعظم نے اس بوڑھے کا تعارف کرایا تو اسکرین پر ڈاکٹر سلہوترا اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا دیا۔ یہ سب ایک بار پھر تالیاں بجانا شروع ہو گئے۔

''اب ڈاکٹر سلہوترا اور ڈاکٹر پرکاش اس کام کو انجام دیں گے جسے دیکھنے کے لئے ہم سب یہاں اکٹھے ہوئے ہیں''...... وزیر اعظم نے کہا تو وہ سب بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ بھی کھڑے ہو گئے تھے اور ان سب کی نظریں اسکرین پر جم گئی تھیں۔

''جناب پریذیڈنٹ صاحب۔ آپ ڈاکٹر سلہوترا اور ڈاکٹر پرکاش کو پروگرام شروع کرنے کی اجازت دیں''...... وزیر اعظم نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ڈاکٹر سلہوترا اور ڈاکٹر پرکاش۔ اپنا کام شروع کریں''۔ صدر نے بڑے دبنگ اور کرخت لہجے میں کہا۔

''جو حکم جناب''...... دونوں ڈاکٹروں نے یک زبان ہو کر کہا اور پھر ڈاکٹر سلہوترا نے اپنے سامنے موجود کنٹرول سسٹم کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔

''ڈاکٹر پرکاش۔ میں نے لانچنگ پیڈز اوپن کر دیئے ہیں۔ کیا ٹارگٹ ہنڈرڈ پرسنٹ فکسڈ ہے''...... اسکرین پر موجود ڈاکٹر سلہوترا نے ڈاکٹر پرکاش سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس ڈاکٹر سلہوترا۔ ٹارگٹ فکسڈ ہے۔ آپ میزائل فائر کریں''...... ڈاکٹر پرکاش نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں ایک کے بعد ایک میزائل فائر کرنے جا رہا ہوں''...... ڈاکٹر سلہوترا نے کہا اور پھر اس نے ایک بٹن پریس کیا اور ساتھ ہی لیور کو زور سے اپنی طرف کھینچا۔ اسی لمحے اس کے سامنے چار بجھے ہوئے بلبوں میں سے سرخ رنگ کا ایک بلب جل اٹھا۔

''فرسٹ میزائل فائر کر دیا گیا ہے''...... ڈاکٹر سلہوترا نے چیخ کر اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔

''میزائل کو میں نے مارک کر لیا ہے اور یہ صحیح لائن آف لینتھ کی طرف بڑھ رہا ہے''...... ڈاکٹر پرکاش نے جواب دیا جیسے وہ کسی اسکرین پر یہ سب دیکھ رہا ہو۔ اس کی بات سن کر ڈاکٹر سلہوترا نے ایک اور بٹن پریس کیا اور ایک بار پھر لیور کھینچا۔ دوسرے لمحے دوسرا سرخ بلب روشن ہو گیا۔

''سیکنڈ میزائل فائر ہو چکا ہے''...... ڈاکٹر سلہوترا نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''سیکنڈ میزائل بھی صحیح ڈائریکشن میں جا رہا ہے''...... چند لمحے توقف کے بعد ڈاکٹر پرکاش نے جواب دیا۔ ڈاکٹر سلہوترا نے اسی طرح تھرڈ اور فورتھ میزائل فائر ہونے کا اعلان کیا تو ڈاکٹر پرکاش نے ان دو میزائلوں کے بھی صحیح ڈائریکشن میں جانے کا اعلان کر

دیا۔ چار میزائلوں کے صحیح ڈائریکشن اور ٹارگٹ کی طرف جانے کا سن کر کافرستانی پریذیڈنٹ، پرائم منسٹر اور وہاں موجود تمام اعلیٰ عہدے دا و [illegible] چہروں پر چمک ابھر آئی۔ اسی لمحے اسکرین سے ڈاکٹر سلھوترا اور ڈاکٹر پرکاش غائب ہو گئے۔ اب پوری اسکرین پر پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ اسی لمحے اسکرین کے ایک کونے میں ٹائمر نمودار ہوا جس پر ساٹھ سیکنڈ دکھائی دے رہے تھے۔ سیکنڈ تیزی سے کم ہونا شروع ہو گئے اور پھر انہوں نے اسکرین پر پاکیشیائی پہاڑی علاقے میں موجود ڈی میزائل پلانٹ کے آسمان پر آگے پیچھے آتے ہوئے دو میزائل دیکھے جو تیزی سے نیچے آ رہے تھے۔ دوسرے لمحے دونوں میزائل ایک ساتھ پوری قوت سے عمارت پر گرتے دکھائی دیئے۔ آگ کا ایک طوفان سا اسکرین پر نمودار ہوا اور پھر یکلخت اسکرین تاریک ہوتی چلی گئی۔ جیسے ہی اسکرین تاریک ہوئی اسی لمحے کمرہ ان سب کی فاتحانہ اور تیز تالیوں کی گونج کے ساتھ 'ہرا ہرا' کامیابی کے زور دار نعروں سے گونج اٹھا اور پھر وہ سب ایک دوسرے سے نہایت گرم جوشی سے گلے ملنے اور ہاتھ ملانا شروع ہو گئے جیسے اس شاندار کامیابی پر انہیں دلی مسرت ہو رہی ہو۔

''آخر کار ہم پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو گئے اور پاکیشیا کا عظیم الشان منصوبہ ڈی میزائل پلانٹ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ ہرا ہرا''۔ شاگل نے مسرت بھرے انداز

میں زور دار نعرہ لگاتے کہا۔ اس کے چہرے پر کامیابی اور فتح مندی کی بے پناہ چمک تھی۔ ابھی وہ یہ نعرے لگا ہی رہا تھا کہ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور وزیر اعظم کا ملٹری سیکرٹری اندر داخل ہوا۔ اسے اندر آتے دیکھ کر وہ سب چونک پڑے۔

''جناب۔ آپ کے لئے علی عمران کی کال ہے''...... ملٹری سیکرٹری نے آگے آ کر وزیر اعظم سے مخاطب ہو کر نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا اور علی عمران کا نام سن کر وہ سب یوں ساکت ہو گئے جیسے ان سب کو ایک ساتھ سانپ سونگھ گیا ہو۔ ملٹری سیکرٹری کے ہاتھ میں کارڈ لیس فون تھا۔

''اوہ۔ لاؤ۔ آج میں اس علی عمران سے ضرور بات کروں گا۔ میں اسے اس کی ناکامی اور اپنی کامیابیوں سے آگاہ کر کے اس کے ہوش اُڑا دوں گا''...... وزیر اعظم نے اچانک مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر ملٹری سیکرٹری سے کارڈ لیس فون لے لیا۔

''پرائم منسٹر آف کافرستان بول رہا ہوں''...... وزیر اعظم نے انتہائی فاتحانہ اور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے عمران کی دھیمی اور شکست خوردہ سی آواز سنائی دی اور عمران کے لہجے میں شکست خوردگی اور اس کی دھیمی آواز سن کر وزیر اعظم کا سینہ کئی انچ پھول

گیا۔

''تو تم نے آخر کار مجھے میری کامیابیوں پر مبارک باد دینے کے لئے فون کیا ہے عمران''...... پرائم منسٹر نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں جناب وزیراعظم صاحب۔ آپ نے اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس کے لئے آپ یقینی طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ میری طرف سے میری ٹیم بلکہ پورے پاکیشیا کی طرف سے آپ کو دلی مبارک باد ہو''...... دوسری طرف سے عمران نے کہا تو پرائم منسٹر کی گردن یوں اکڑ گئی جیسے اس کی گردن میں یکلخت سریا فٹ ہو گیا ہو۔

''تھینک یو مسٹر عمران۔ تمہاری یہ مبارک باد میرے لئے اعزاز ہے اور تم اس دنیا کے پہلے ایسے انسان ہو گے جو اپنے ملک میں ہونے والی تباہی کے ذمہ داروں کے خلاف ایکشن لینے یا ان کے خلاف بولنے کی بجائے انہیں مبارک باد دے رہے ہو''۔ وزیراعظم نے بڑے کروفر بھرے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا کی تباہی۔ کیا مطلب۔ کون سی پاکیشیا کی تباہی جناب۔ میں سمجھا نہیں''...... عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ہم نے تمہیں ڈاج دیا تھا عمران۔ تم اسپیس سنٹر کو تباہ کرنے میں ناکام ہو گئے اور تمہارے ساتھی ہاتار جنگل میں موجود میزائل اسٹیشن کو تباہ کرنے میں ناکام ہو گئے۔ انہوں نے جس میزائل

اسٹیشن کو تباہ کیا تھا وہ ایک عام اور خالی عمارت تھی جسے میزائل اسٹیشن کے طرز پر بنایا گیا تھا۔ اس خالی عمارت کو تباہ کر کے تمہارے ساتھیوں نے یقین کر لیا کہ انہوں نے بلیک برڈ میزائل اسٹیشن تباہ کر دیا ہے جبکہ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ ان کے ساتھ جو ان کا معاون کے ڈی تھا وہ ان کا مخلص اور ہمدرد نہیں بلکہ ریڈ گارڈ کا آدمی تھا''...... پرائم منسٹر نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں جناب۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے اس میٹنگ ہال میں ہونے والی آپ کی ساری باتیں بھی سنی ہیں اور یہاں جو کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اسے بھی بغور دیکھا ہے''۔ دوسری طرف سے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی تو وزیراعظم یکلخت اچھل پڑے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم اس سیکرٹ میٹنگ ہال میں ہونے والی کارروائی کیسے مانیٹر کر سکتے ہو''...... پرائم منسٹر نے تیز لہجے میں کہا تو وہاں موجود تمام افراد چونک پڑے۔

''اس کے لئے مجھے چیف آف سیکرٹ سروس جناب شاگل صاحب کا شکریہ ادا کرنا پڑے گا جناب۔ جس کی جیب میں ایک ڈیجیٹل قلم ہے۔ اس قلم میں نہ صرف طاقتور بگ نصب ہے بلکہ انتہائی حساس کیمرہ بھی۔ بگ سے یہاں ہونے والی ایک ایک بات سنی جا سکتی ہے اور کیمرے سے یہاں جو کچھ کیا اور دکھایا گیا ہے ہم نے بھی ایسے ہی دیکھا ہے جیسے آپ سب نے اسکرین پر دیکھا

تھا''...... عمران نے کہا تو وزیر اعظم چونک کر شاگل کی طرف دیکھنے لگے۔

''شاگل''...... وزیر اعظم نے کان سے سیل فون ہٹا کر چیختے ہوئے کہا۔

''یس۔ یس سر''...... شاگل نے وزیر اعظم کو اس طرح غصے سے بولتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ کے کوٹ کی اوپر والی جیب میں جو پین ہے اسے فوراً نکال کر پھینک دیں۔ اس میں عمران نے بگ اور کیمرہ لگا رکھا ہے جس کی مدد سے وہ اور اس کے ساتھی یہاں ہونے والی ہر کارروائی سے آگاہ ہیں''...... وزیر اعظم نے چیختے ہوئے کہا تو شاگل نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کوٹ کی اوپر والی جیب سے جدید پین نکالا اور پھر وہ اسے غور سے دیکھنے لگا اور پھر اس نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں پین زمین پر پھینکا اور اس پر زور زور سے بوٹ مار کر اسے توڑنا شروع ہو گیا۔

''یہ قلم آپ کی جیب میں کہاں سے آیا مسٹر شاگل''...... وزیر اعظم نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''میری جیب میں ایک قلم ہمیشہ ایسے ہی رہتا ہے جناب لیکن شاید اس قلم کو میرے قلم سے بدل دیا گیا تھا''...... شاگل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ''...... وزیر اعظم نے غصیلے لہجے میں کہا اور انہوں نے

ایک بار پھر فون کان سے لگا لیا۔ فون میں عمران ہنس رہا تھا۔

''ہنس کیوں رہے ہو نانسنس۔ تمہارے ملک میں ہم نے تباہی مچائی ہے۔ بلیک برڈ میزائل فائر کر کے تمہارا ڈی میزائل پلانٹ تباہ کر دیا گیا ہے اور تم پاگلوں کی طرح ہنس رہے ہو''...... وزیر اعظم نے عمران کی ہنسی سن کر غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے ہنسی آ رہی تھی اس لئے ہنس پڑا۔ آپ کی ہنسی کیوں گم ہو گئی ہے جناب۔ اوہ اچھا تو آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ مسٹر شاگل کی جیب سے قلم نکال کر اسے تڑوا کر آپ کامیاب ہو گئے ہیں اور مجھے ہال میں ہونے والی کارروائی کا پتہ نہیں چل رہا''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو اور فون کیوں کیا ہے یہ بتاؤ''...... وزیر اعظم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''شکریہ۔ کیا مطلب۔ کس بات کا شکریہ''...... وزیر اعظم نے چونکتے ہوئے کہا۔

''جس مشن کو ہم پورا کرنے آئے تھے اس مشن کو ہمارے لئے آپ نے پورا کر دیا ہے اس کے لئے میں پورے پاکیشیا کی طرف سے میں آپ کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں جناب''...... عمران نے جواب دیا تو وزیر اعظم کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر

آئے۔

”یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں نے تمہارا کون سا مشن مکمل کیا ہے“...... وزیر اعظم نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”ارے ابھی تو آپ نے بلیک برڈ میزائل اسٹیشن سے چار میزائل فائر کرائے تھے۔ ان چار میزائلوں نے جن دو ٹارگٹس کو ہٹ کیا ہے وہی ہمارے ہدف تھے“...... عمران نے جواب دیا تو وزیر اعظم کے چہرے پر حیرت کے سائے گہرے ہو گئے۔

”کک۔ کک۔ کون سے دو ٹارگٹ“...... وزیر اعظم نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”اگر آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ شاگل نے اسپیس سنٹر سے میگا بلاسٹر ہٹا کر اسپیس سنٹر کو بچا لیا تھا تو یہ شاگل کا حقیقت میں پاگل پن ہے جس کے آپ بھی حصہ دار بن رہے ہیں۔ خیر میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اسپیس سنٹر میں جا کر میں نے تمام سائنس دانوں اور انجینئرز کو گیس کیپسول سے بے ہوش کر دیا تھا اور پھر میں نے سیٹلائٹ سسٹم کو کنٹرول کرنے والی مشین سنبھال لی تھی۔ میں اس مشین پر تھوڑی دیر کے لئے بیٹھا تھا لیکن اس تھوڑی دیر میں ہی میں نے اپنا کام مکمل کر لیا تھا۔ میں نے اس مشین کے ڈیٹا سسٹم میں ایسی تبدیلی کر دی تھی کہ جب بھی بلیک برڈ میزائلوں سے پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کو نشانہ بنانے کے لئے میزائل فائر کئے جاتے تو وہ میزائل بجائے پاکیشیا جانے کے سیدھے اس

اسپیس سنٹر کو آ کر ہٹ کرتے۔ آپ کے عظیم سائنس دانوں کو اس عظیم قسم کی گڑ بڑ کا احساس ہی نہیں ہوا تھا جس کے نتیجے میں آپ کا اسپیس سنٹر تباہ ہو گیا۔ اسپیس سنٹر پر دو میزائل فائر ہوئے تھے۔ شاگل میری گرفت میں تھا۔ میں نے اس کے میک اپ میں بلیک برڈ کی فیکٹری میں جا کر ڈاکٹر سلہوترا سے ملاقات کی تھی اور پھر میں نے ڈاکٹر سلہوترا سے نظر بچا کر فیکٹری میں ایک چھوٹی سی مشین چھپا دی تھی جو دوسرے دو برڈ میزائلوں کو اپنی طرف آنے کا سگنل دیتی تھی اور ایسا ہی ہوا۔ دو میزائل اسپیس سنٹر کی تباہی کا باعث بنے اور دو ڈاکٹر سلہوترا کے بلیک برڈ میزائلوں کی تباہی کے کام آئے۔ اس طرح آپ نے ہماری مدد کرتے ہوئے نہ صرف اپنا اسپیس سنٹر تباہ کر دیا بلکہ اس کے ساتھ بونس میں بلیک برڈ میزائلوں کی فیکٹری تباہ کرانے میں بھی ہماری بے حد مدد کی۔ اب یہ سب کیسے ہوا کیوں ہوا اس کے بارے میں آپ کو جلد ہی پتہ چل جائے گا لیکن آپ نے ہمارے مشن مکمل کئے ہیں اس کے لئے میری طرف سے میری ٹیم اور میرے ملک کی عوام کی طرف سے آپ کا بہت بہت شکریہ۔ گڈ بائی“...... دوسری طرف سے عمران کہتا چلا گیا اور اس کی باتیں سن کر وزیر اعظم یوں ساکت ہو گئے جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں پتھر کا بت بنا دیا ہو۔ ان کا رنگ حیرت، خوف اور پریشانی سے یکلخت سیاہ پڑ گیا۔

”کیا ہوا۔ آپ خاموش کیوں ہیں۔ کیا کہہ رہا ہے یہ

عمران''...... صدر مملکت نے وزیر اعظم کا رنگ سیاہ پڑتے دیکھ کر تیز لہجے میں کہا۔

''خ۔ خ۔ ختم ہو گیا۔ سب کچھ ختم ہو گیا۔ ڈاج ہم نے عمران کو نہیں بلکہ عمران نے ہمیں دیا ہے''...... وزیر اعظم نے جیسے کھوئے کھوئے سے لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے وہ لہرائے اور پھر کسی خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح گرتے چلے گئے۔ انہیں گرتا دیکھ کر وہاں موجود سب بری طرح بوکھلا گئے اور تیزی سے ان کی طرف جھپٹے لیکن وزیر اعظم پاکیشیا کی بجائے اپنے ملک میں ہونے والی تباہی کا سن کر حقیقتاً اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے اور بے ہوش ہو چکے تھے۔

دانش منزل کے میٹنگ روم میں اس وقت عمران کے سوا سیکرٹ سروس کی ساری ٹیم موجود تھی۔ وہ سب چیف کی کال پر یہاں پہنچے تھے۔ وہ سب کافرستان میں مشن مکمل کر کے واپس آئے تھے اور اپنے کامیاب مشن پر بے حد خوش تھے۔ کافرستانی پرائم منسٹر ہاؤس کے سپیشل روم میں صدر اور تمام سول اور ملٹری ایجنسیوں کی جو میٹنگ ہوئی تھی۔ وہاں ہونے والی ساری کارروائی انہوں نے ناٹران کے ایک خفیہ ٹھکانے پر ایک بڑی اسکرین پر دیکھی تھی۔

کارروائی کے وقت ان سب کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے۔ یہ سن کر فور سٹارز کے بھی چہرے اتر گئے تھے کہ انہوں نے جس آدمی کے ڈی پر اعتماد کیا تھا وہ اصل میں ریڈ گارڈ کا ایجنٹ تھا جس نے کے ڈی کے روپ میں ان کی بھرپور انداز میں مدد کرتے ہوئے نقلی میزائل اسٹیشن تباہ کرایا تھا اور پھر انہیں وہاں سے واپس نکال لایا تھا۔ پھر وہاں جب پاکیشیا کے ڈی میزائل اسٹیشن کو تباہ

کرنے کی کارروائی کی گئی اسے دیکھ کر ان سب کے دل بیٹھے جا رہے تھے لیکن جب ساری کارروائی ختم ہوگئی تو عمران نے ان کے سامنے کافرستانی پرائم منسٹر کو فون کال کیا اور پھر اس نے جو کچھ کافرستانی پرائم منسٹر کو بتایا اسے سن کر نہ صرف وہ حیران رہ گئے بلکہ یہ سن کر مسرت سے ان کے چہرے دمک اٹھے تھے کہ کافرستان نے بلیک برڈ فائر کر کے پاکیشیا کو کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا بلکہ ان میزائلوں سے اپنے ہی ملک میں اسپیس سنٹر اور بلیک برڈ بنانے والی فیکٹری تباہ کی تھی اور یہ سب کچھ عمران نے کیا تھا یہ ان کے لئے انتہائی مسرت کی بات تھی اور وہ سب عمران کی اس پلاننگ پر اسے داد تحسین دیئے بغیر نہ رہے تھے۔ اگلے دن ٹیلی ویژن پر اسپیس سنٹر اور بلیک برڈ میزائل بنانے والی فیکٹری کی تباہی کا سن کر کافرستان ہل کر رہ گیا۔

عمران اور اس کے ساتھی دو روز تک ناٹران کے ساتھ رہے پھر ماہی گیروں کے روپ میں وہ واپس پاکیشیا آ گئے تھے۔

”یہ عمران صاحب کہاں رہ گئے ہیں۔ حالانکہ ایسی میٹنگ میں وہ لازماً موجود رہتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”شاید چیف نے انہیں کال نہیں کیا ہے۔ اس لئے وہ نہیں آئے ہیں“...... صالحہ نے کہا۔

”ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ چیف نے انہیں کال نہ کیا ہو۔ یہ ڈاج عمران صاحب نے ہی ترتیب دیا تھا جس کے نتیجے میں

کافرستان کو ایک بار پھر منہ کی کھانی پڑی ہے ورنہ ہم تو اس بار مایوس ہو گئے تھے کہ ہم واقعی مشن مکمل کرنے میں ناکام رہے ہیں“...... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ واقعی اس بار ہمارا یہ مشن عجیب و غریب ثابت ہوا ہے۔ ہم اپنے طور پر کامیاب ہو کر بھی ناکام رہے تھے اور عمران صاحب نے ہماری اس ناکامی کو بھی کافرستان کو ڈاج دے کر کامیابی میں بدل دیا تھا۔ واقعی عمران صاحب اس صدی کے جینئس انسان ہیں“...... چوہان نے کہا۔

”لیکن وہ ہے کہاں اب تک آیا کیوں نہیں ہے“...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور عمران کا چہرہ دکھائی دیا۔

”ارے واہ۔ پوری بارات مع دلہن کے موجود ہے۔ ویری گڈ“...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو ان سب کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

”جی ہاں۔ مشن کو کامیاب کرنے والے دولہے کا ہی انتظار تھا“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دلہن کو تو تیار کر لو تو دولہا سر کے بل دوڑ کر آ سکتا ہے اور دیکھ لو ابھی تم نے دلہن تیار بھی نہیں کی اور دولہا پہنچ گیا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ عمران آ کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا تھا۔ میٹنگ کی کارروائی دکھانے سے پہلے ہی تم ہمیں بتا دیتے کہ تم نے مشن کی کامیابی کے انتظامات کر دیئے ہیں''...... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''تو سارا سسپنس ہی ختم ہو جاتا اور کیا ہونا تھا''...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''یہ سن کر تو ہماری بھی جان نکل گئی تھی عمران صاحب کہ ہم نے ہاتار جنگل میں جس میزائل اسٹیشن کو تباہ کیا تھا وہ اصل میزائل اسٹیشن نہیں تھا لیکن جب وہاں سے میزائل فائر کئے گئے اور آپ کے کہنے کے مطابق ان میزائلوں نے کافرستانی تنصیبات کو تباہ کیا تو ہمارے دل خوشی سے اچھل پڑے کہ اچھا ہوا ہم نے اصل میزائل اسٹیشن کو تباہ نہیں کیا ورنہ آپ کا پلان فیل ہو جاتا اور نہ بلیک برڈ میزائلوں کی فیکٹری تباہ ہوتی اور نہ ہی اسپیس سنٹر''...... صدیقی نے عمران کی جانب تحسین بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''آخر تمہارے دماغ میں ایسے آئیڈیئے آتے کہاں سے ہیں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شیطانی دماغ میں ہی شیطانی آئیڈیئے آتے ہیں''...... تنویر نے مسکرا کر کہا۔

''اچھا تو تمہارا دماغ شیطانی ہے۔ ویری گڈ''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ تنویر جھینپ کر رہ گیا۔

''میں اپنے نہیں تمہارے دماغ کی بات کر رہا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارے پاس سرے سے دماغ ہی نہیں ہے۔ سنا ہے جس کے سر میں دماغ نہیں ہوتا وہ دوسری دنیا کے باسی ہوتے ہیں۔ اگر تم دوسری دنیا کے باسی ہو تو یہاں کیا کر رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''دوسری دنیا۔ کیا مطلب۔ یہ دوسری دنیا کیا ہے''...... تنویر نے چونک کر کہا۔

''پاگلوں کی دنیا کو دوسری دنیا کہا جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''تو کیا میں تمہیں پاگل دکھائی دیتا ہوں''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پاگلوں کے سر پر سینگ نہیں ہوتے۔ چیک کرو اگر تمہارے سر پر سینگ ہیں تو پھر تم پاگل نہیں ہو سکتے''...... عمران نے کہا تو ان کی ہنسی تیز ہوگئی۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے جولیا کے سامنے میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا تو جولیا نے فوراً ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس مخصوص ٹرانسمیٹر میں بار بار اوور کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔

''ہیلو ممبرز۔ کیا عمران پہنچ گیا ہے''...... دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''نہیں جناب۔ ماتم کناں علی عمران کافرستان سے ڈبل ڈاج کھانے کے بعد ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی پر گیا ہوا ہے اور اب وہاں بیٹھا آہ بکاہ کر رہا ہے''...... عمران نے کہا تو ان سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ جب بھی بولو گے فضول ہی بولو گے''...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کنوارا انسان فضول باتیں ہی کرتا ہے چیف۔ آپ کو یقین نہیں آتا تو بے شک تنویر سے پوچھ لیں''...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

''اچھا خاموش ہو جاؤ۔ اور ممبرز میں تمہیں اس مشن کے بارے میں تفصیلات بتانا چاہتا ہوں''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... جولیا نے کہا تو چیف اس مشن کی تفصیل بتانا شروع ہو گیا۔

''جب عمران اسپیس سنٹر پہنچا تو اس نے مجھے وہاں سے کال کیا تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق اسپیس سنٹر میں جہاں بھی بلاسٹر چھپائے جاتے وہاں سے آسانی سے ٹریس کئے جا سکتے تھے کیونکہ اس اسپیس سنٹر میں موکونم ریز پھیلی ہوئی تھی جو اس اسپیس سنٹر کے تمام آلات اور تمام پرزوں پر مرکوز رہتی تھی اور اگر وہاں ایک معمولی سی سوئی بھی لے جائی جاتی تو اسے ریز فوراً ٹریس کر سکتی تھی۔ اس لئے میں نے عمران سے کہا کہ وہ سیٹلائٹ مشین کو

آپریٹ کرے اور اس سارے سیٹ اپ کو بدل دے جس سے پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کو ٹارگٹ کیا جانا تھا۔ اس نے میری ہدایات پر عمل کیا اور سیٹلائٹ مشین کی ساری پروگرامنگ بدل دی۔ جب تک تم سب کافرستان میں موجود رہے میرا شوگران کے سیٹلائٹ اسٹیشن سے مسلسل رابطہ رہا تاکہ وہ اپنے سیٹلائٹ سسٹم سے کافرستانی اسپائی سیٹلائٹ کو مسلسل ڈاج دیتے رہیں۔ اگر شوگرانی سیٹلائٹ سسٹم سے معمولی سی بھی چوک ہو جاتی تو کافرستان ایک لمحے میں ہاتار جنگل میں موجود میزائل اسٹیشن سے بلیک برڈ فائر کر دیتے اور پاکیشیا ایک ہولناک تباہی سے دوچار ہو جاتا۔ جب عمران نے کام مکمل کر لیا اور اس نے شاگل کے روپ میں ناٹران کے ساتھ جا کر بلیک برڈ میزائل بنانے والی فیکٹری میں بھی ٹارگٹ مشین لگا دی تو اس نے ایک بار پھر مجھ سے رابطہ کیا اور میں نے فوراً شوگران سیٹلائٹ سنٹر سے رابطہ کیا کہ وہ اب کافرستان اسپائی سیٹلائٹ سے رابطہ ختم کر دیں اور انہیں ڈاج دینا بند کر دیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جیسے ہی شوگران نے کافرستانی اسپائی سیٹلائٹ سے لنک ختم کیا ان کے سیٹلائٹ نے فوراً ٹارگٹ کو مارکڈ کر لیا جو عمران نے اسپیس سنٹر کی مشین میں فیڈ کئے تھے۔ عمران نے سیٹلائٹ سسٹم میں ٹارگٹ تو بدل دیا تھا لیکن مشین میں وہ ساری تصویریں رہنے دی تھیں تاکہ کافرستان یہی سمجھتا رہے کہ وہ جس ٹارگٹ کو ہٹ کرنا چاہتے ہیں وہ پاکیشیا کا ڈی میزائل

پلانٹ ہی ہے اور پھر انہوں نے جیسے ہی میزائل فائر کئے تو دو میزائلوں نے ان کے اسپیس سنٹر کو تباہ کر دیا اور دو میزائلوں نے اس میزائل فیکٹری کو جا کر ہٹ کیا جہاں بلیک برڈ میزائل تیار کئے جاتے تھے اور جہاں پر ان میزائلوں کا موجد ڈاکٹر سلہوترا بھی موجود تھا۔ اس طرح عمران نے کافرستان کو ڈبل ڈاج دے کر یہ مشن مکمل کر لیا''...... چیف نے انہیں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ یہ ساری کارروائی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی لیکن عمران نے ہمیں اس سارے چکر سے لاعلم رکھا تھا۔ جس کا ہمیں اب تک افسوس ہے۔ عمران کو ہم پر اعتماد کرنا چاہئے تھا اسے ہمیں بتا دینا چاہئے تھا کہ ڈاج ہمیں کافرستانیوں نے نہیں بلکہ ہم نے انہیں دیا ہے''...... جولیا نے عمران کی جانب شکایتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران کو یہ سب تمہیں بتانے سے میں نے ہی منع کیا تھا تاکہ کسی وجہ سے تم باتوں میں یہ راز لیک آؤٹ نہ کر سکو کیونکہ شاگل اور دوسری ایجنسیوں کے افراد تم سب پر نظر رکھے ہوئے تھے اور مشینی آلات سے نہ صرف تم سب کو مانیٹر کر رہے تھے بلکہ تمہاری آوازیں بھی سن رہے تھے۔ تمہارے چہروں پر مایوسی دیکھ کر اور تمہیں مایوسانہ باتیں کرتے دیکھ کر ہی انہیں یقین ہو گیا تھا کہ وہ اس بار واقعی وہ تم سب کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

جب انہوں نے تمہاری مانیٹرنگ ختم کی تو پھر انہوں نے پاکیشیا کے ڈی میزائل پلانٹ کو تباہ کرنے کا پروگرام بنا لیا اور پھر وہی سب کچھ ہوا جو آپ سب جانتے ہیں''...... چیف نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو یہ بات تھی''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے ساری تفصیل بتا دی ہے۔ اب آپ کو کچھ اور پوچھنا ہو تو آپ عمران سے پوچھ سکتے ہیں۔ اللہ حافظ''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ یہ دیکھ کر وہ سب چونک پڑے کہ عمران بڑے اطمینان سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے اور آنکھیں بند کئے سو رہا ہے۔

''عمران''...... جولیا نے عمران کو سوتا دیکھ کر تیز آواز میں کہا تو عمران بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔

''کک کک۔ کیا ہوا۔ کیا زلزلہ آ گیا ہے''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو یہ ڈاج تم نے نہیں بلکہ چیف نے دیا تھا''...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''کک کک۔ کون سا ڈاج۔ کیسا ڈاج''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''وہی ڈاج جس کی وجہ سے کافرستانی پاکیشیا میں تباہی لانے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ کر سکے اور اپنے ہی ہاتھوں انہوں نے اپنی ہی تباہی کر ڈالی''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ یہ کب کی بات ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ یہ بھی نہ جانتا ہو۔

''یہ کام واقعی چیف ہی کر سکتے تھے۔ وہ انتہائی عظیم انسان ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''چیف عظیم انسان ہیں تو میں کون سا انسان ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تم سرے سے انسان ہی نہیں ہو بلکہ انسان کہلانے کے بھی قابل نہیں ہو''...... جولیا نے کہا تو کمرہ بے اختیار تیز قہقہوں سے گونج اٹھا اور عمران احمقانہ انداز میں انہیں دیکھنے لگا جیسے یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ وہ آخر کس بات پر ہنس رہے ہیں۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد تیز رفتار کہانی

مکمل ناول

ڈینجر مشن

مصنف مظہر کلیم ایم اے

ڈینجر مشن ـــ ایک ایسا مشن جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے بھی انتہائی ڈینجر ثابت ہوا۔ کیسے ـــ؟

ڈاکٹر جرار رضوی ـــ جسے ایکسٹو نے کافرستان سے اغوا کرا لیا تھا۔ کیوں؟

ہارپ ایجنسی ـــ جس کا ایک ایجنٹ شارپ وائل اپنی بیوی کیتھی کے ساتھ ڈاکٹر جرار رضوی کو ہلاک کرنے پاکیشیا آیا تھا۔ کیوں ـــ؟

شارپ وائل ـــ جس نے کیتھی کے ساتھ مل کر نہ صرف ڈاکٹر جرار رضوی کو ڈھونڈ نکالا بلکہ وہ اسے ہلاک کر کے اس کا فارمولا لے کر پاکیشیا سے نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گئے۔ کیوں اور کیسے ـــ؟

عمران ـــ جو نہ صرف ڈاکٹر جرار رضوی کی ہلاکت سے لاعلم تھا بلکہ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ ڈاکٹر جرار رضوی کو کس نے ہلاک کیا ہے۔

وہ لمحہ ـــ جب عمران اپنی ٹیم کے ساتھ ایکریمیا پہنچ گیا۔ لیکن ـــ؟

ہارپ ایجنسی ـــ جس کے چیف ہارپ نے شارپ وائل اور اس کی بیوی کیتھی کو عمران اور اس کے ساتھیوں سے بچانے کے لئے انڈر گراؤنڈ کر دیا۔

وہ لمحہ ـــ جب ہارپ نے خود ہی عمران کو ڈاکٹر جرار رضوی کا فارمولا واپس دینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیوں ـــ؟

عمران ـــ جو اس مشن کو ایزی مشن سمجھ کر اور مکمل ہوتے دیکھ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس پاکیشیا کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔ مگر ـــ؟

وہ لمحہ ـــ جب عمران اور اس کے ساتھی سمندر میں تھے اور سمندر میں ایک جزیرہ تباہ ہونے والا تھا اور ہر طرف تابکاری کے اثر سے خوفناک طوفان آنے والا تھا۔

ڈینجر مشن ـــ ایک ایسا مشن جسے مکمل کرنا عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے ناممکن ہو گیا تھا۔ مگر ـــ؟

کیا عمران اور اس کے ساتھی اس خوفناک طوفان سے بچ سکے۔ یا ـــ؟

ایک حیرت انگیز اور انتہائی انوکھا ناول جو اپنے ساتھ آپ کو بھی حیرت اور تجسس کے سمندر میں بہا لے جائے گا۔

علی عمران اور کرنل فریدی کا مشترکہ کارنامہ، کالی دنیا کا ہولناک ترین ناول

کالا جادو

دہشت ناک نمبر

مصنف
سید علی حسن گیلانی

وہ لمحات — جب عمران اور کرنل فریدی دونوں ایک بھیانک خواب دیکھتے ہیں۔ وہ بھیانک خواب آخر کیا تھے ——؟

کالی دنیا — ایک ایسی ہولناک دنیا جہاں صرف شیطان پرستوں کا کالا راج چلتا تھا۔ وہ کالی دنیا کتنی خوفناک تھی ——؟

مہا گمبارو — کالی دنیا کا آقا جو علی عمران کی ساتھی جولیا اور کرنل فریدی کی ساتھی روزا کو اغوا کروا کے اپنی کالی دنیا میں لے آیا تھا۔ آخر اس کا مقصد کیا تھا؟

وہ حیرت انگیز لمحہ — جب عمران اپنی ساتھی جولیا کے لئے کالی دنیا میں جانے کا خوفناک عمل پڑھ کر وہاں پہنچ گیا۔ مگر کیسے ——؟

وہ خوفناک لمحہ — جب کرنل فریدی بھی اپنی ساتھی روزا کے لئے کالی دنیا کا سفر کرتا ہے لیکن وہ ہولناک کالی دنیا میں کیسے پہنچتا ہے ——؟

کالی دنیا — ایسی ہولناک دنیا جہاں عمران، جولیا، کرنل فریدی اور روزا جہنمی مخلوق کے عتاب کا شکار ہو گئے۔ آخر کیسے ——؟

کالی دنیا — ایسی بھیانک دنیا جہاں چمگادڑ کے شیطانی بت کے قدموں میں زندہ انسانوں کی بھینٹ دی جاتی تھی۔ آخر کس لئے ——؟

وہ لمحات — جب ٹائیگر اور عمران کے دیگر ساتھی عمران کی تلاش میں جبکہ انور اور کرنل فریدی کے دیگر ساتھی کرنل فریدی کی تلاش میں جنوبی افریقہ کے خوفناک جنگلوں میں پہنچے تو ایک خوفناک اور بھیانک حویلی میں شیطان پرستوں کے عتاب کا شکار بن گئے۔ کیسے ——؟

وہ خوفناک لمحات — جب ساندربن کے خوفناک جنگلوں میں تنویر، سوپر فیاض کیپٹن حمید اور انسپکٹر آصف شیطان کے نام پر انسانوں کو ذبح کرنے والے شیطانی گروہ کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اور انہیں شیطان کے نام پر قربان کیا جا رہا تھا۔

کیا یہ چاروں اپنی جان بچا سکے ——؟

وہ دہشتناک لمحات — جب کالی دنیا کے دروازے کھل چکے تھے اور عمران جولیا، کرنل فریدی اور روزا خوفناک جہنمی مخلوق سے بچنے کے لئے ہر طرف بھاگ رہے تھے مگر دہشت و بربریت کے بھیانک سائے ہر طرف ان کا پیچھا کر رہے تھے۔ کیا یہ چاروں بچ سکے ——؟

وہ خوفناک لمحات — جب جوزف نے عمران اور جولیا کی خاطر رابرٹ اور کراسٹی کے خون کی بھینٹ مانگ لی اور طارق نے کرنل فریدی اور روزا کی خاطر ہریش اور لیڈی انسپکٹر ریکھا کے خون کی قربانی مانگ لی۔ آخر جوزف اور طارق ایسا کیوں کر رہے تھے ——؟

★ دہشت کی ہولناکیوں اور ایمان افروز واقعات سے مزین ایک شاہکار ناول ★

★ خوف اور دہشتناک کہانیاں پسند کرنے والے قارئین کے لئے ایک یادگار تحفہ ★

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران سیریز میں چونکا دینے والا انتہائی دلچسپ ناول

سی شارک

مکمل ناول

مصنف
ظہیر احمد

سی شارک — بلیک شارک کا ایک سب گروپ ہیڈکوارٹر۔

سی شارک — جس کے دو ایجنٹوں نے پاکیشیا آکر آسانی سے اپنا مشن مکمل کرلیا۔ کیسے۔ وہ مشن کیا تھا —؟

عمران — جو ایک لڑکی کی تلاش میں بلگارنیہ میں موجود لاٹوش کے پاس پہنچ گیا۔

لاٹوش — جو وراثت میں ملنے والی جائیداد کے بل بوتے پر لارڈ لاٹوش بن گیا تھا۔

عمران — جسے ایک لڑکی کی تلاش تھی اور اس لڑکی تک لاٹوش ہی اسے پہنچا سکتا تھا۔

سی شارک — جس کے ایجنٹ عمران کو ڈاج پر ڈاج دے رہے تھے۔

سی شارک ہیڈکوارٹر — جسے ٹریس کرنا ناممکن تھا۔

سی شارک — جس کی ایک ذاتی لیبارٹری تھی اور اس لیبارٹری کی تلاش عمران کے لئے معمہ بنی ہوئی تھی۔

عمران — جو اپنے ساتھیوں سمیت سی شارک کے ایجنٹوں سے چھپتا پھر رہا تھا۔ کیوں —؟

سی شارک — جس کا ایک ایجنٹ لی کاف، عمران سے ملنے اس کے پاس پہنچ گیا۔ کیوں —؟

گرین پیلس — ایک ایسا پیلس جہاں سی شارک کے طاقتور ایجنٹ موجود تھے اور انہوں نے گرین پیلس کو ناقابل تسخیر بنا رکھا تھا۔

گرین پیلس — جہاں لی کاف اور اس کے ساتھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے منتظر تھے لیکن عمران اور اس کے ساتھی گرین پیلس میں داخل ہوئے بغیر اپنا مشن مکمل کر لینے میں کامیاب ہو گئے۔

وہ لمحہ — جب عمران نے لی کاف کو واضح شکست دے دی اور لی کاف اپنی اس شکست پر آگ بگولا ہو گیا۔

لی کاف — جو عمران سے ذاتی انتقام لینے پر اتر آیا اور پھر اس نے عمران کے سامنے آکر اس پر مسلسل گولیاں چلانی شروع کر دیں۔

وہ لمحہ — جب عمران کو عرصہ دراز کے بعد سنگ آرٹ کا ایک بار پھر بھرپور مظاہرہ کرنا پڑا۔ لیکن —؟

کیا — سنگ آرٹ عمران کو لی کاف کی گولیوں سے بچا سکا —؟

ایڈونچر، سسپنس، حیرت اور اسرار کا سمندر لئے ایک نئے انداز کا نیا ناول۔

ایک ایسا ناول جسے آپ مدتوں فراموش نہ کر سکیں گے۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران سیریز میں چونکا دینے والا انتہائی دلچسپ ناول

مکمل ناول

سسپنس نمبر

مصنف ظہیر احمد

پرفیکٹ کرائم

مصنف ظہیر احمد

پرفیکٹ کرائم ــــ ایک ایسا کرائم جو ہر لحاظ سے مکمل تھا۔

سوپر فیاض ــــ جس کا بیٹا اغوا ہو گیا تھا اور وہ اپنے بیٹے کی تلاش میں ناکام ہو کر عمران سے مدد لینے کے لئے آیا۔

سوپر فیاض ــــ جس نے اپنے بیٹے کی بازیابی کے لئے اپنی ساری دولت عمران کے سامنے ڈھیر کر دی۔

سلیمان

جو اس مالِ غنیمت پر ہاتھ صاف کرنا چاہتا تھا۔ مگر

عمران

جس نے سوپر فیاض کی دولت لینے سے انکار کر دیا۔

عمران ــــ جس نے اپنے طور پر سوپر فیاض کے بیٹے کی تلاش شروع کر دی۔

اغواکار ــــ جو عمران اور اس کے ساتھیوں کو مسلسل ڈاج دے رہے تھے اور عمران اور اس کے ساتھی کسی طور پر مجرموں کا سراغ لگانے میں کامیاب نہیں ہو رہے تھے۔

وہ لمحہ

جب عمران نے اپنی ناکامی کا اعلان کرتے ہوئے مجرموں کے اس جرم کو پرفیکٹ کرائم قرار دے دیا۔

اغواکار ــــ جن کی پلاننگ پرفیکٹ تھی۔ ان کی پرفیکٹ پلاننگ سے عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ وہ سیر ہے تو اس کے مقابل سوا سیر بھی موجود ہیں۔

سسپنس، مزاح اور ایکشن سے بھرپور ایک ایسا ناول جو آپ نے پہلے کبھی نہیں پڑھا ہوگا۔ سو فیصد خالص جاسوسی کہانی جسے سسپنس نمبر کا نام دیا گیا ہے۔

ایک ایسا ناول جس کا سسپنس آپ کو اپنے اندر سمو لے گا اور آپ ہر لمحہ حیرت کے سمندر میں غوطے کھاتے رہ جائیں گے۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ اور منفرد ناول

مکمل ناول

ٹاپ سیکشن

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ٹاپ سیکشن ⁂ کافرستان کا ایک نیا سیکشن جو سپیشل ایجنسی میں بنایا گیا تھا۔
ٹاپ سیکشن ⁂ جس میں سات ٹاپ ایجنٹوں کو شامل کیا گیا تھا۔
ٹاپ سیکشن ⁂ جس کے ایجنٹ سیون نے پاکیشیا میں ایک مشن مکمل کیا تھا۔
ایجنٹ سیون ⁂ جس نے خاموشی سے اپنا مشن مکمل کیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی ہوا بھی نہ لگنے دی۔
ٹاپ سیکشن ⁂ جس کا مقصد پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو کافرستان داخل ہونے اور سپیشل ایجنسی کے خلاف کام کرنے سے روکنا تھا۔
کیا ⁂ ٹاپ سیکشن عمران اور اس کے ساتھیوں کو کافرستان داخل ہونے اور سپیشل ایجنسی کے خلاف کام کرنے سے روک سکا۔ یا ——؟
کیا ⁂ عمران اور اس کے ساتھی کافرستان پہنچ کر ٹاپ سیکشن کا مقابلہ کر سکے۔ یا ——؟

سسپنس، ایکشن اور دلچسپ واقعات پر مبنی یادگار ناول

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666